السید السند میر سید شریف علی بن محمد الجرجانی

مولانا محمد محب النبی رضوی

ناشر
مکتبہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم جہانیاں (خانیوال)

ملنے کا پتہ
ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور

نام کتاب ـــــــ نحو میر

تصنیف ـــــــ السید السند میر سید شریف علی بن محمد الجرجانی قدس سرہ النورانی

باہتمام ـــــــ مولانا الحاج الحافظ محمد حبیب الرحمٰن صاحب رضوی مدظلہ العالی

تصحیح ـــــــ مولانا ابوالحسنین محمد فضل رسول صاحب رضوی

تحشیہ و تسہیل ـــــــ مولانا محمد محب النبی رضوی

پروف ریڈنگ ـــــــ محمد اعجاز النبی رضوی (ایم ایس سی)

صفحات ـــــــ 64

تعداد ـــــــ گیارہ سو

باراول ـــــــ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ / ستمبر 2004ء

قیمت ـــــــ 36/. روپے

کمپوزنگ ـــــــ مولانا محمد شمس الحق قمر، محمد صفدر علی صابر

ناشر ـــــــ محمد حسنین رضا رضوی

مکتبہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم

ہائی وے روڈ جہانیاں منڈی (خانیوال)

فون :۔ 0699-211793

ملنے کا پتہ ـــــــ ضیاء القرآن پبلی کیشنز گنج بخش روڈ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ الْعَالَمَ وَعَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ وُلْدِ اٰدَم الْمَبْعُوْثِ اِلَی الْعَرَبِ وَالْعَجَم وَعَلٰی اٰلِهِ الَّذِیْنَ تَلَالَأَتْ اَنْوَارُهُمْ فِیْ اَنْحَاءِ الْعَالَمِ وَاَصْحَابِهِ الَّذِیْنَ هُمْ هَادُوْنَ اِلَی الطَّرِیْقِ الْاَسْلَمِ اَللّٰهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَا نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَا ۔

افصح الناس، سیدِ دوعالم، نورِ مجسّم، شفیعِ معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور افصح الکلام، قرآن مجید، فرقانِ حمید کے ساتھ شرفِ نسبت نے عربی زبان کو وہ خصوصیت واہمیت بخشی ہے، جس کی تفصیل محتاج بیان نہیں۔ یہی وہ عظیم زبان ہے کہ جسے سمجھے بغیر قرآن وحدیث کے بحرِ ناپیدا کنار میں مخفی گوہر ہائے آبدار تک رسائی نہیں ہوسکتی اور علم صرف ونحو میں مہارت تامہ حاصل کئے بغیر علوم عربیہ کے مطالب ومفاہیم سے آگاہی کا حصول اسی طرح محالِ عادی ہے، جیسے ماں باپ کے بغیر اولاد کا حصول۔ اسی حقیقت کے اظہار کے لئے ''اَلصَّرْفُ اُمُّ الْعُلُوْمِ وَالنَّحْوُ اَبُوْهَا'' کا مقولہ بیان کیا جاتا ہے۔ ہر دور میں علماء کرام، ان علوم میں تصانیف وتالیفات پیش فرما کر طالبین کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ علم نحو میں مبتدی طلبہ کے لئے لکھی گئی کتب میں السید السند علامہ میر سید شریف جرجانی قدس سرہ النورانی کی تصنیف لطیف ''نحو میر'' کو جو شہرت عامہ اور قبولیت تامہ حاصل ہوئی وہ ابتدائی کتب میں کسی اور کو حاصل نہ ہوسکی۔ بندہ اس اہل تو نہ تھا کہ اِس تصنیفِ عظیم کی تسہیل پیش کرتا۔ یہ محض اللہ جل مجدہ الکریم کا فضل وکرم اور محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نظرِ رحمت ہے کہ یہ توفیق نصیب ہوئی۔ سیدی وسندی ومرشدی جگر گوشہء محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ قاضی ابوالفیض محمد فضل رسول صاحب حیدر رضوی دامت برکاتہم القدسیہ کی نسبت ارادت کا فیضان ہے کہ یہ حوصلہ عطا ہوا۔ استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد گل احمد خاں صاحب عتیقی، جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ مولانا محمد مرتضیٰ صاحب اشرفی، ماہر علومِ عربیہ حضرت علامہ مولانا غلام نصیر الدین صاحب چشتی، فخر المدرسین حضرت علامہ مولانا محمد اشرف صاحب چشتی گولڑوی اور مناظر اسلام حضرت علامہ صاحبزادہ محمد عبدالحمید صاحب چشتی دامت برکاتہم العالیہ جیسے بلند پایہ اساتذہ سے نسبتِ تلمذ اور ان کی قدم بوسی کی برکت ہے کہ یہ بے مایہ، یہ ترتیب پیش کرسکا۔ یہ حاشیہ محض لفظی ترجمہ بھی نہیں اور کوئی مفصّل شرح بھی نہیں۔ بلکہ آسان اور عام فہم انداز میں اصل کتاب کا مفہوم واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ استاذی المکرّم حضرت علامہ مفتی محمد گل احمد خان

صاحب عتیقی دامت برکاتہم العالیہ کے انداز تدریس کے مطابق مربوط تقاریر کی صورت میں یہ حلِ کتاب یقیناً طلبا کرام کے لئے، استاذ محترم مدظلہ کے انداز تدریس سے واقفیت کا باعث اور بعد والی کتب میں استعداد کے اضافہ کا سبب بنے گا چونکہ شرح کی صورت میں تفصیلاً تحریر کیا تھا، جس کی اشاعت فی الحال مؤخر کردی اور سرِ دست اسی شرح سے تلخیص پیش کی ہے اس لئے بعض مقامات پر وہی تفصیلی باتیں باقی رکھ دی گئیں۔ انشاء اللہ العزیز جلد ہی شرح بھی منظرِ عام پر آئے گی۔ حاشیہ کی ترتیب میں امام النحو، صدر العلماء حضرت علامہ مولانا سید غلام جیلانی قدس سرہ العزیز کی شروحات البشیر، البشیر الکامل، بشیر الناجیہ اور حاشیہ نحو میر از شرف ملت علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری صاحب مدظلہ العالی، ھدایۃ النحو، کافیہ، تحریر سنبٹ، درایۃ النحو، جامی وشروح جامی ملا عبد الرحمن، ملا جمال وغیرہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔ استاذ مکرم، برادرِ محترم حضرت علامہ مولانا ابوالحسنین محمد فضل رسول صاحب رضوی مدظلہ صدر مدرس جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم کی نگرانی، تعاون، تصحیح وترمیم اس ترتیب کے حسن میں اضافہ کا باعث بنی ہے۔ والد گرامی حضرت علامہ الحاج الحافظ محمد حبیب الرحمٰن صاحب رضوی ووالدہ محترمہ کی دعاؤں نے سہارا بخشا۔ برادرم محمد اعجاز النبی صاحب رضوی (ایم ایس سی) کا خصوصی تعاون شاملِ حال رہا۔ مولانا محمد صفدر علی صابر صاحب اور مولانا شمس الحق قمر صاحب نے انتھک محنت فرما کر قلیل وقت میں کمپوزنگ مکمل فرمائی۔ اللہ رب العزت بطفیلِ حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سب کو نیک صلہ عطا فرمائے۔ ابن اخی محمد حسنین رضا رضوی کو عالم باعمل اور دین متین کا خادم بنائے۔ آمین ثم آمین

اہلِ علم حضرات کی خدمت میں مؤدبانہ گذارش ہے کہ جو بات پسند آئے، حوصلہ افزائی فرمائیں۔ جہاں غلطی نظر آئے، تو آگاہ فرما کر شکریہ کا موقع عنایت فرمائیں۔

محتاج دعا

محمد محب النبی رضوی غفرلہٗ

۱۵ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ / یکم ستمبر 2004ء بروز بدھ

جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم (جہانیاں)

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان، رحمت والا، تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو تمام جہان والوں کا مالک اور اچھا انجام پرہیزگاروں کے لئے ہے اور رحمت کاملہ اور سلامتی نازل ہو اللہ تعالیٰ کی سب سے بہتر مخلوق محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور آپ کے تمام پیروکاروں پر، بہرحال تسمیہ و حمد وصلوۃ کے بعد تو جان لے اللہ تعالیٰ تیری رہنمائی فرمائے کہ یہ ایک مختصر ہوالت سے محفوظ کتاب ہے علم نحو میں، جو ابتدائی طالب علم کو لغت کے کلمات یاد کر لینے، اشتقاق کو پہچان لینے اور علم صرف کے ضروری قواعد کو یاد کر لینے کے بعد، آسانی سے عربی ترکیب کے طریقے کی طرف رہنمائی کرے گی اور جلد ہی اعراب و بنا کی پہچان میں اور پڑھنے کے ملکہ میں طاقت دے گی۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی مدد سے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ[1] الْعَالَمِيْنَ[2] وَالْعَاقِبَةُ[3] لِلْمُتَّقِيْنَ وَالصَّلٰوةُ[4] وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ[5] وَّاٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ[6] بداں اَرْشَدَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى کہ ایں مختصریست مضبوط در علم نحو کہ مبتدی را بعد از حفظ مفردات لغت و معرفت اشتقاق وضبط مہمات تصریف بآسانی بکیفیت ترکیب عربی راہ نماید و بزودی در معرفت اعراب و بنا و سواد خواندن توانائی دھد۔ بِتَوْفِيْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَعَوْنِهٖ۔

☆ نحو میر کے مصنف علامہ میر سید شریف علی بن محمد جرجانی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب کے آغاز میں تسمیہ کے بعد حمد ذکر فرمائی اس میں قرآن مجید کی اقتداء ہے کہ قرآن مجید میں تسمیہ کے بعد حمد مذکور ہے اور حدیث پاک پر عمل ہے کہ حدیث پاک میں ہر اچھے کام کو بسم اللہ اور الحمد للہ سے شروع کرنے کا حکم ہے اور سلف صالحین کے طریقہ کی بھی اتباع ہے کہ وہ اپنی کتابوں کا آغاز اسی طریقہ سے فرماتے رہے ۔ ا الحمد: حمد کا مطلب ہے کسی کی اختیاری خوبیوں کے پیش نظر تعظیماً اس کی طرف اچھے الفاظ کی نسبت کرنا۔ لفظ اللہ اس ذات کا نام ہے جو واجب الوجود اور تمام خوبیوں کی مستحق ہے واجب الوجود وہ ہے جس کا وجود ضروری اور عدم محال ہو۔ ۱ رب: مالک، یہ اصل میں تربیت کا ہم معنی مصدر ہے، جس کا معنی ہے کسی شئی کو تدریجاً تدریجاً اس کے مرتبہ کمال تک پہنچانا پھر مبالغۃً ذات پر مصدر کا اطلاق کر دیا یا یہ صفت مشبہ ہے بمعنی مربی (تربیت کرنے والا) دونوں صورتوں میں مالک کو رب اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ اپنے مملوک کی حفاظت و تربیت کرتا ہے۔ ذات باری تعالیٰ کے غیر پر اس کا اطلاق بلا اضافت درست نہیں۔ اضافت کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ جس طرح سیدنا یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے بادشاہ کے قاصد کو فرمایا: ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ اپنے بادشاہ کے پاس واپس جا۔ ۲ العٰلمین: عالم کی جمع، عالم اس چیز کا نام ہے جس سے کسی شئی کا علم حاصل ہو پھر غلبۃً اس کا استعمال ان چیزوں میں ہونے لگا، جن کے ذریعے صانع کا علم حاصل ہوتا ہے۔ اس کا مصداق جمیع ماسوی اللہ ہیں کیونکہ ہر چیز ممکن محتاج ہونے کی بنا پر صانع کے وجود پر دلالت کرتی ہے۔ عالم کی مختلف اجناس ہیں، نباتات، جمادات، افلاک وغیرہ۔ لفظ عالم کا اطلاق الگ الگ ہر جنس پر بھی ہوتا ہے مثلاً عالم افلاک وغیرہ اور تمام اجناس مختلفہ کے مجموعہ کو بھی عالم کہا جاتا ہے العلمین جمع کا صیغہ اس لیے ذکر فرمایا تا کہ یہ قطعی طور پر تمام اجناس عالم کو شامل ہو جائے اور یہ وہم نہ ہو کہ شاید صرف ایک ہی جنس عالم انسان وغیرہ کے تمام افراد مراد ہیں، تمام اجناس عالم مراد نہیں ۳ عاقبت: آخرت، انجام کار۔ متقین: متقی کی جمع، پرہیزگار۔ والعاقبۃ للمتقین: کی تقدیر عبارت ہے وحسن العاقبۃ للمتقین ۴ الصلوۃ: صلوۃ کا لغوی معنی ہے دعا، صلوۃ کی نسبت اگر اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس کا معنی ہوگا رحمت، اگر فرشتوں کی طرف ہو تو معنی ہوگا استغفار، اگر مومنوں کی طرف ہو تو معنی ہوگا طلب رحمت اور اگر وحوش وطیور کی طرف ہو تو معنی ہوگا تسبیح و تہلیل یہاں صلوۃ کا معنی ہے رحمت ۵ محمد: حضور سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذاتی اسم شریف ہے، اس کا معنی ہے اَلَّذِیْ یُحْمَدُ حَمْدًا بَعْدَ حَمْدٍ (وہ ذات جس کی بار بار تعریف کی جائے) آل: سے یہاں مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والے ہیں ۶ امابعد: اس جگہ بعد ظرف زمان ہے اور مبنی علی الضم ہے کیونکہ اس کا مضاف الیہ محذوف معنوی ہے، اصل عبارت ہے بَعْدَ التَّسْمِيَةِ وَالْحَمْدِ وَالصَّلٰوةِ لَمَّا بَعْدُ کو فصل الخطاب کا نام دیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ دو کلاموں کے درمیان فصل کے لئے ذکر کیا جاتا ہے، سب سے پہلے یہ کلمہ کس نے کہا اس میں چند اقوال ہیں۔ ۱۔ حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام ۲ حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام ۳ سحبان بن وائل ۴ یعرب بن قحطان ۵ حضرت کعب بن لوی جو نبی کریم ﷺ کے اجداد میں سے ہیں۔

کسی علم کو شروع کرنے سے پہلے کم از کم تین باتوں کا جاننا ضروری ہوتا ہے، اس علم کی تعریف، موضوع اور غرض وغایت۔ علم نحو کی تعریف:۔ علم نحو وہ علم ہے جس سے اسم، فعل اور حرف کے اعرابی اور بنائی حالات معلوم ہوں اور کلمات کو جوڑ کر مرکب بنانے کا طریقہ معلوم ہو، موضوع، اس کا موضوع کلمہ اور کلام ہے، غرض وغایت، عربی کلام میں ذہن کو لفظی غلطی سے بچانا

فصل: بدانکہ[1] لفظ مستعمل در سخن عرب بر دو قسم ست مفرد و مرکب مفرد لفظے باشد تنہا کہ دلالت کند بر یک معنی وآں را کلمہ گویند و کلمہ بر سہ قسم ست اسم چوں رَجُلٌ وفعل چوں ضَرَبَ وحرف چوں هَلْ چنانکہ در تصریف معلوم شدہ است اما مرکب لفظے باشد کہ از دو کلمہ یا بیشتر حاصل شدہ باشد و مرکب بر دو گونہ است مفید و غیر مفید، مفید آنست کہ چوں قائل بر آں سکوت کند سامع را خبری یا طلبی معلوم شود وآنرا جملہ گویند و کلام نیز پس جملہ بر دو قسم ست خبریہ وانشائیہ

فصل: بدانکہ[2] جملہ خبریہ آنست کہ قائلش را بصدق و کذب صفت تواں کرد وآں بر دو نوع ست اول آں کہ جزو اولش اسم باشد وآں را جملہ اسمیہ گویند چوں "زَيْدٌ عَالِمٌ" یعنی زید داناست جزو اولش مسند الیہ است وآنرا مبتدا گویند و جزو دوم مسند ست وآں را خبر گویند دوم آں کہ جزو اولش فعل باشد وآں را جملہ فعلیہ گویند چوں "ضَرَبَ زَيْدٌ" بزد زید جزو اولش مسند ست وآنرا فعل گویند

[1] چونکہ علم نحو کا موضوع کلمہ اور کلام ہے اور کلمہ اور کلام لفظ کی قسمیں ہیں، اس لئے مصنف علیہ الرحمۃ لفظ کی بحث فرمارہے ہیں، لفظ کا لغوی معنی ہے پھینکنا اور اصطلاح میں مَا يَتَلَفَّظُ بِهِ الْإِنْسَانُ (جس کا انسان تلفظ کرسکتا ہو)، کو لفظ کہتے ہیں، لفظ کی دو قسمیں ہیں موضوع (بامعنی لفظ) مہمل (بے معنی لفظ)۔ مصنف علیہ الرحمۃ لفظ موضوع کی تقسیم کررہے ہیں کہ عربی زبان میں استعمال ہونے والا لفظ دو قسم پر ہے۔ مفرد اور مرکب مفرد وہ ایک لفظ ہے جو ایک معنی پر دلالت کرے اور اس کو کلمہ بھی کہتے ہیں اور کلمہ کی تین قسمیں ہیں اسم فعل اور حرف ان کے بارے میں علم صرف میں معلوم ہو چکا ہے کہ اسم وہ کلمہ ہے جو تنہا اپنا معنی بتائے اور تین زمانوں میں سے کسی زمانے پر دلالت نہ کرے جیسے رَجُلٌ (مرد) فعل وہ کلمہ ہے جو تنہا اپنا معنی بتائے اور تین زمانوں میں سے کسی زمانے پر بھی دلالت کرے جیسے ضَرَبَ (اس ایک آدمی نے مارا گذرے ہوئے زمانے میں) حرف وہ کلمہ ہے جو تنہا اپنا معنی نہ بتائے جیسے هَل۔ دوسری قسم ہے مرکب، مرکب ایسا لفظ ہے جو دو یا دو سے زیادہ کلموں سے حاصل ہوا ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں مرکب مفید اور مرکب غیر مفید۔ مرکب مفید وہ ہے کہ جب بات کہنے والا اس پر خاموشی اختیار کرے تو سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو اور مرکب مفید کو جملہ اور کلام بھی کہتے ہیں۔ جملہ کی دو قسمیں ہیں۔ جملہ خبریہ اور جملہ انشائیہ

[2] جملہ خبریہ:۔ وہ ہے کہ اس کے کہنے والے کو سچ یا جھوٹ کیساتھ موصوف کرسکیں یعنی اس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں جملہ خبریہ کی دو قسمیں ہیں جملہ اسمیہ خبریہ، جملہ فعلیہ خبریہ۔ جملہ اسمیہ خبریہ وہ ہے کہ جس کا پہلا جز اسم ہو جیسے زَيْدٌ عَالِمٌ (زید جاننے والا ہے) اس کا پہلا جز مسند الیہ ہے اس کو مبتدا کہتے ہیں اور دوسرا جز مسند ہے اس کو خبر کہتے ہیں۔ جملہ فعلیہ وہ ہے جس کا پہلا جز فعل ہو جیسے ضَرَبَ زَيْدٌ (زید نے مارا) اس کا پہلا جز مسند ہے اس کو فعل کہتے ہیں اور دوسرا جز مسند الیہ ہے اس کو فاعل کہتے ہیں۔

۱ جملہ خبریہ کی دونوں قسموں میں دو لفظ آئے ایک مسند، دوسرا مسند الیہ۔ مصنف علیہ الرحمۃ ان کے بارے میں بتا رہے ہیں کہ مسند حکم ہے یعنی مسند وہ ہے جس کی کسی دوسری چیز کی طرف اس طرح نسبت کی جائے کہ سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو جیسے زَيْدٌ عَالِمٌ میں عالمٌ مسند ہے اور اس کی زید کی طرف اس طرح نسبت کی گئی ہے کہ سننے والے کو زید کے عالم ہونے کی خبر معلوم ہو رہی ہے اور مسند الیہ وہ ہے جس پر حکم کریں یعنی مسند الیہ وہ ہے جس کی طرف کسی چیز کی اس طرح نسبت کی جائے کہ سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو جیسے زَيْدٌ عَالِمٌ میں زید مسند الیہ ہے اس کی طرف عالمٌ کی اس طرح نسبت کی گئی ہے کہ

وجزو دوم مسند الیہ است و آں را فاعل گویند و بدانکہ[۱] مسند حکم ست و مسند الیہ آنچہ برو حکم کنند و اسم مسند و مسند الیہ تواند بود و فعل مسند باشد و مسند الیہ نتواند بود و حرف نہ مسند باشد و نہ مسند الیہ بدانکہ جملہ[۲] انشائیہ آنست کہ قائلش را بصدق و کذب صفت نتواں کرد و آں بر چند قسم ست امر[۳] چوں اِضْرِبْ و نہی[۴] چوں لَا تَضْرِبْ و استفہام[۵] چوں هَلْ ضَرَبَ زَيْدٌ" و تمنی[۶] چوں لَيْتَ زَيْدًا حَاضِرٌ" و ترجی[۷] چوں لَعَلَّ عَمْرًا غَائِبٌ" و عقود[۸] چوں بِعْتُ وَاشْتَرَيْتُ

سننے والے کو زید کے عالم ہونے کی خبر معلوم ہو رہی ہے۔ اسم مسند بھی ہو سکتا ہے اور مسند الیہ بھی، فعل صرف مسند ہوتا ہے مسند الیہ نہیں ہو سکتا اور حرف نہ مسند ہوتا ہے نہ مسند الیہ ۲ اس سے پہلے جملہ خبریہ کا بیان تھا اب جملہ انشائیہ کے بارے میں بتا رہے ہیں کہ جملہ انشائیہ وہ ہے کہ اس کے کہنے والے کو سچ یا جھوٹ کے ساتھ موصوف نہ کر سکیں یعنی اس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہہ سکیں۔ جملہ انشائیہ کی چند قسمیں ہیں۔ یہاں اس کی مشہور دس قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ ۱۔ امر ۲۔ نہی ۳۔ استفہام ۴۔ تمنی ۵۔ ترجی ۶۔ عقود ۷۔ ندا ۸۔ عرض ۹۔ قسم ۱۰۔ تعجب ۳ امر کا لغوی معنی ہے حکم دینا، یہاں اس سے مراد وہ جملہ انشائیہ ہے جس کے ذریعے فاعل مخاطب سے کسی کام کے کرنے کا مطالبہ کیا جائے، جیسے اِضْرِبْ (تو مار) ۴ نہی کا لغوی معنی ہے روکنا، یہاں اس سے مراد وہ جملہ انشائیہ ہے جس کے ذریعے فاعل مخاطب سے کسی کام کے چھوڑنے کا مطالبہ کیا جائے، جیسے لَا تَضْرِبْ (تو نہ مار) ۵ استفہام کا لغوی معنی ہے دریافت کرنا، یہاں اس سے مراد وہ جملہ انشائیہ ہے جس کے ذریعے کوئی بات پوچھی جائے جیسے هَلْ ضَرَبَ زَيْدٌ (کیا زید نے مارا) ۶ تمنی کا لغوی معنی ہے کسی چیز کے حصول کی آرزو کرنا خواہ اس کے ملنے کی امید ہو یا نہ ہو، یہاں اس سے مراد وہ جملہ انشائیہ ہے جس کے ذریعے کسی چیز کے حصول کی آرزو کا اظہار کیا جائے خواہ اس کے ملنے کی امید ہو یا نہ ہو جیسے لَيْتَ زَيْدًا حَاضِرٌ (کاش کہ زید حاضر ہوتا) ۷ ترجی کا لغوی معنی ہے کسی ایسی چیز کے حصول کی امید کرنا جس کے ملنے کا یقین نہ ہو، یہاں اس سے مراد وہ جملہ انشائیہ ہے جس کے ذریعے کسی ایسی چیز کے حصول کی امید کا اظہار کیا جائے جس کے ملنے کا یقین نہ ہو۔ جیسے لَعَلَّ عَمْرًا غَائِبٌ" (شاید کہ عمرو غائب ہے)۔ تمنی اور ترجی میں ایک فرق یہ ہے کہ تمنی ممکن اور ناممکن دونوں کی ہوتی ہے، ممکن کی مثال جیسے لَيْتَ زَيْدًا حَاضِرٌ" (کاش کہ زید حاضر ہوتا) اور ناممکن کی مثال جیسے لَيْتَ الشَّبَابَ يَعُوْدُ (شاید کہ جوانی لوٹ آئے) اور ترجی صرف ممکن کی ہوتی ہے ناممکن کی نہیں مثلاً ہم یہ نہیں کہہ سکتے لَعَلَّ الشَّبَابَ يَعُوْدُ (شاید کہ جوانی لوٹ آئے) اور دوسرا فرق یہ ہے کہ تمنی صرف امر محبوب سے متعلق ہوتی ہے اور ترجی محبوب اور مکروہ دونوں سے متعلق ہوتی ہے ۸ عقود، عقد کی جمع ہے، عقد کا لغوی معنی ہے، گرہ لگانا، سودے وغیرہ کو پکا کرنا یہاں اس سے مراد وہ جملہ انشائیہ ہے جو کوئی معاملہ یا سودا طے کرتے وقت بولا جائے جیسے خرید و فروخت کے وقت بیچنے والا کہے بِعْتُ (میں نے بیچا) اور خریدنے والا کہے اِشْتَرَيْتُ (میں نے خریدا) یہ جملے اگر خرید و فروخت کے وقت بولے جائیں تو اس وقت یہ لفظاً خبریہ اور معناً انشائیہ ہوں گے کیونکہ اس وقت مقصود خرید و فروخت کی خبر دینا نہیں ہے بلکہ سودا طے کیا جا رہا ہے اور اگر یہ جملے سودا طے ہو جانے کے بعد بولے جائیں تو انشائیہ نہیں ہوں گے بلکہ لفظاً اور معنیً خبریہ ہوں گے کیونکہ اس وقت مقصود خبر دینا ہے۔

وَنِدَا[1] چوں یَا اَللہُ وعرض[2] چوں اَ لَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا وقسم[3] چوں وَاللہِ لَاَضْرِبَنَّ زَیْدًا وتعجب[4] چوں مَآ اَحْسَنَہٗ وَ اَحْسِنْ بِہٖ **فصل**[5] بدانکہ مرکب غیر مفید آنست کہ چوں قائل برآں سکوت کند سامع را خبری یا طلبی حاصل نشود وآں برسہ قسم ست اول مرکب اضافی[6] چوں غُلَامُ زَیْدٍ جزو اول را مضاف گویند وجزو دوم را مضاف الیہ ومضاف الیہ ہمیشہ مجرور باشد دوم مرکب بنائی[7] واو آنست کہ دو اسم را یکی کردہ باشند واسم دوم متضمن حرفی باشد چوں اَحَدَ عَشَرَ تا تِسْعَۃَ عَشَرَ کہ دراصل اَحَدٌ" وَّعَشَرٌ" وَتِسْعَۃٌ" وَّعَشَرٌ" بودہ است واو را حذف کردہ ہر دو اسم را یکی کردند وہر دو جزو مبنی باشند بر فتح الا اِثْنَا عَشَرَ کہ جزو اول معرب ست سوم[8] مرکب منع صرف واو آنست کہ دو اسم را یکے کردہ باشند واسم دوم متضمن حرفی نباشد

[1] ندا کا لغوی معنی ہے پکارنا، یہاں اس سے مراد وہ جملہ انشائیہ ہے جس میں حرف ندا کے ذریعے کسی کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانا مقصود ہو جیسے یَا اَللہُ (اے اللہ) یَا رَسُوْلَ اللہِ (اے اللہ کے رسول) عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم [2] عرض کا لغوی معنی ہے پیش کرنا، یہاں اس سے مراد وہ جملہ انشائیہ ہے جس کے ذریعے کسی کو نرمی کے ساتھ کسی کام پر ابھارا جائے، جیسے اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا (کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ کی جانب سے ہمارے پاس اترنا ہوتا تو آپ کو بھلائی پہنچنا ہوتا مراد ہے کہ آپ کی جانب سے تشریف آوری اور ہماری جانب سے خدمت دونوں کا اجتماع ہونا چاہیے) [3] قسم سے مراد وہ جملہ انشائیہ ہے جس کے ذریعے کسی عظمت والی چیز کا ذکر کر کے اپنی بات کو پختہ کیا جائے۔ جیسے وَاللہِ لَاَضْرِبَنَّ زَیْدًا (اللہ کی قسم میں زید کو ضرور بالضرور ماروں گا) [4] تعجب کا لغوی معنی ہے وہ کیفیت جو نفس میں کسی ایسی چیز کے جاننے سے پیدا ہو، جس کا سبب پوشیدہ ہو اور یہاں مراد وہ جملہ انشائیہ ہے جو نفس میں اس کیفیت کے پیدا ہونے پر دلالت کرے مثلاً مَا اَحْسَنَہٗ، اَحْسِنْ بِہٖ وہ کتنا حسین ہے [5] مرکب کی دو قسمیں ہیں مرکب مفید اور مرکب غیر مفید اس سے پہلے مرکب مفید کا بیان تھا اب مرکب غیر مفید کا بیان کر رہے ہیں کہ مرکب غیر مفید وہ ہے کہ جب بات کہنے والا اس پر خاموشی اختیار کرے تو سننے والے کو کوئی خبر یا طلب حاصل نہ ہو۔ مرکب غیر مفید کی چند قسمیں ہیں۔ یہاں انہوں نے تین قسمیں بیان فرمائی ہیں مرکب اضافی، مرکب بنائی اور مرکب منع صرف [6] مرکب اضافی وہ مرکب غیر مفید ہے جو مضاف اور مضاف الیہ پر مشتمل ہو جیسے غُلَامُ زَیْدٍ، اس کی پہلی جز کو مضاف کہتے ہیں اور دوسری جز کو مضاف الیہ اور مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے [7] مرکب بنائی وہ مرکب غیر مفید ہے جس میں دو اسموں کو ملا کر ایک کیا گیا ہو اور دوسرا اسم متضمن حرفی ہو یعنی دوسرا اسم کسی حرف کے معنی پر مشتمل ہو جیسے اَحَدَ عَشَرَ (گیارہ) سے تِسْعَۃَ عَشَرَ (انیس) تک یہ اصل میں اَحَدٌ" وَّعَشَرٌ اور تِسْعَۃٌ وَّعَشَرٌ تھے، واؤ کو حذف کیا، دونوں اسموں کو ملا کر ایک کیا تو دوسرا اسم واؤ کے معنی پر مشتمل ہو گیا تو یہ اَحَدَ عَشَرَ اور تِسْعَۃَ عَشَرَ ہو گئے، اس کے دونوں جز مبنی بر فتح ہوتے ہیں سوائے اِثْنَا عَشَرَ کے کیونکہ اس کا پہلا جز معرب ہوتا ہے، اس لئے کہ یہ اصل میں اِثْنَانِ عَشَرَ تھا، اضافت کی وجہ سے نون گر گیا تو یہ اِثْنَا عَشَرَ ہو گیا اب اس کو رفعی حالت میں اِثْنَا عَشَرَ نصبی اور جری حالت میں اِثْنَیْ عَشَرَ پڑھیں گے اسی طرح ثَمَانِیَ عَشْرَۃَ کے پہلے جز کا حکم بھی مختلف ہے اس کو چار طرح پڑھنا جائز ہے [1] پہلی جز کو مبنی بر فتح کر کے ثَمَانِیَ عَشْرَۃَ [2] یا، کو ساکن کر کے ثَمَانِیْ عَشْرَۃَ [3] یا کو گرا کر نون کو کسرہ دے کر ثَمَانِ عَشْرَۃَ [4] یا کو گرا کر نون کو فتحہ دے کر ثَمَانَ عَشْرَۃَ ان چار طریقوں سے پڑھنا اس وقت جائز ہے جب پہلی جز مذکر اور دوسری جز مؤنث ہو اگر پہلی جز مؤنث ہو تو پھر اس طرح پڑھنا جائز نہیں بلکہ پھر دونوں جز مبنی بر فتح ہوں گے جیسے ثَمَانِیَۃَ عَشَرَ مرکب بنائی کو مرکب تعدادی بھی کہتے ہیں [8] مرکب منع صرف وہ مرکب غیر مفید ہے جس میں دو اسموں کو ملا کر ایک کیا گیا ہو اور دوسرا اسم متضمن حرفی نہ ہو یعنی دوسرا اسم کسی حرف کے معنی پر مشتمل نہ ہو جیسے بَعْلَبَکُّ اور حَضْرَمَوْتُ۔

۱؎ بَعْلَبَکّ ایک شہر کا نام ہے جو بَعْل اور بَکّ سے مرکب ہے بَعْل ایک بت کا نام تھا جس کو حضرت الیاس علیہ السلام کی قوم پوجتی تھی اور بَکّ اس شہر کے مالک بادشاہ کا نام تھا، دونوں اسموں کو ملا کر اس شہر کا نام بَعْلَبَکّ رکھ دیا اور اس کا دوسرا جز بَکّ کسی حرف کے معنی پر مشتمل نہیں ہے۔ حَضْرَمَوْت یہ بھی ایک شہر کا نام ہے جو ملک یمن میں ہے یہ حضر اور موت سے مرکب ہے، حضر کا معنی شہر اور موت کا معنی ہے مرگ، غالباً اس شہر میں موت کثرت سے واقع ہوتی تھی اس لئے اس کا نام حضر موت رکھ دیا گیا اور اس کا دوسرا جز موت کسی حرف کے معنی پر مشتمل نہیں ہے مرکب منع صرف کا پہلا جز اکثر علماء کے مذہب پر مبنی بر فتح ہوتا ہے اور

چوں بَعْلَبَکُّ و حَضْرَ مَوْتُ کہ جزو اول مبنی باشد بر فتح بر مذہب اکثر علماء و جزو دوم معرب بدانکہ مرکب غیر مفید ہمیشہ جزو جملہ باشد چوں غُلَامُ زَیْدٍ قَائِمٌ'' وَعِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا وَجَاءَ بَعْلَبَکُّ۲؎

فصل

بدانکہ۳؎ ہیچ جملہ کمتر از دو کلمہ نباشد لفظاً چوں ضَرَبَ زَیْدٌ'' و زَیْدٌ'' قَائِمٌ'' یا تقدیراً چوں اِضْرِبْ کہ انت در و مستتر ست و ازیں۴؎ بیشتر باشد و بیشتر را حدے نیست بدانکہ۵؎ چوں کلمات جملہ بسیار

دوسرا جز معرب غیر منصرف، اس جگہ تین مذہب ہیں۔ پہلا مذہب تو یہی ہے جو کتاب میں مذکور ہے کہ اس کا پہلا جز مبنی بر فتح اور دوسرا معرب غیر منصرف ہوتا ہے جیسے ھٰذَا بَعْلَبَکُّ رَاَیْتُ بَعْلَبَکَّ وَمَرَرْتُ بِبَعْلَبَکَّ اور ھٰذَا حَضْرَمَوْتُ وَرَاَیْتُ حَضْرَمَوْتَ وَمَرَرْتُ بِحَضْرَمَوْتَ۔ لیکن اگر پہلے جز کے آخر یا ماقبل مکسور ہو تو پھر مبنی بر سکون ہوگا جیسے مَعْدِیْکَرِبَ اور اگر دوسرا جز ترکیب سے پہلے مبنی ہو تو اب بھی مبنی ہوگا جیسے سِیْبَوَیْہِ دوسرا مذہب یہ ہے کہ اسکے دونوں جز معرب منصرف ہوتے ہیں پہلی جز، دوسری جز کی طرف مضاف ہوتی ہے جیسے ھٰذَا بَعْلُبَکٍّ وَرَاَیْتُ بَعْلَبَکٍّ وَمَرَرْتُ بِبَعْلِبَکٍّ اور ھٰذَا حَضْرُمَوْتٍ وَرَاَیْتُ حَضْرَمَوْتٍ وَمَرَرْتُ بِحَضْرِمَوْتٍ۔ تیسرا مذہب یہ ہے کہ اس کے دونوں جز معرب ہوتے ہیں پہلی جز منصرف اور دوسری غیر منصرف ہوتی ہے اور پہلی جز دوسری جز کی طرف مضاف ہوتی ہے جیسے ھٰذَا بَعْلُبَکَّ وَرَاَیْتُ بَعْلَبَکَّ وَمَرَرْتُ بِبَعْلِبَکَّ اور ھٰذَا حَضْرُمَوْتَ وَرَاَیْتُ حَضْرَمَوْتَ وَمَرَرْتُ بِحَضْرِمَوْتَ مرکب منع صرف کو مرکب مزجی بھی کہتے ہیں ۲؎ مرکب غیر مفید سے چونکہ سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم نہیں ہوتی اس لئے یہ ہمیشہ جملہ کی جز ہوتا ہے جیسے غُلَامُ زَیْدٍ قَائِمٌ وَعِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا وَجَاءَ بَعْلَبَکُّ۔ غُلَامُ زَیْدٍ قَائِمٌ میں غُلَامُ زَیْدٍ مرکب اضافی ہے اور اس جملہ کی جز ہے عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْهَمًا میں اَحَدَ عَشَرَ مرکب بنائی ہے اور اس جملہ کی جز ہے جَاءَ بَعْلَبَکُّ میں بَعْلَبَکُّ مرکب منع صرف ہے اور اس جملہ کی جز ہے۔ ۳؎ اس سے پہلے معلوم ہو چکا کہ جملہ میں مسند اور مسند الیہ کا ہونا ضروری ہے، اس سے پتہ چلا کہ جملہ میں کم از کم دو کلمات کا ہونا ضروری ہے اس پر سوال ہے کہ تم نے کہا کہ جملہ میں کم از کم دو کلمات کا ہونا ضروری ہے لیکن اِضْرِبْ جو کہ جملہ انشائیہ ہے، اس میں صرف ایک ہی کلمہ ہے ''بدانکہ'' سے مصنف علیہ الرحمۃ نے اس سوال کا جواب دے دیا کہ کوئی جملہ دو کلموں سے کم نہیں ہوتا، یا تو دونوں کلمے لفظوں میں موجود ہوں گے یا ایک لفظوں میں ہوگا اور ایک مقدر، مقدر کا مطلب ہے کہ وہ پڑھنے میں نہیں آتا لیکن اس کا اعتبار ہوتا ہے، دونوں کلمے لفظوں میں موجود ہوں اس کی مثال ضَرَبَ زَیْدٌ وَزَیْدٌ قَائِمٌ، ضَرَبَ زَیْدٌ یہ جملہ فعلیہ کی مثال ہے، اس کے دونوں کلمے ضَرَبَ اور زَیْدٌ لفظوں میں موجود ہیں، زَیْدٌ قَائِمٌ یہ جملہ اسمیہ کی مثال ہے، اس کے دونوں کلمے زَیْدٌ اور قَائِمٌ لفظوں میں موجود ہیں ایک کلمہ لفظوں میں ہو، دوسرا مقدر ہو اس کی مثال اِضْرِبْ اس کا پہلا کلمہ فعل امر لفظوں میں موجود ہے دوسرا کلمہ اس میں پوشیدہ ہے جسے اَنْتَ سے تعبیر کرتے ہیں ۴؎ اس جگہ وہم پیدا ہوتا تھا کہ شاید جملہ صرف دو کلموں پر ہی مشتمل ہوتا ہے مصنف علیہ الرحمۃ اس وہم کا ازالہ فرما رہے ہیں کہ جملہ میں دو سے زیادہ کلمات بھی ہوتے ہیں اور دو سے زیادہ کلمات کی کوئی حد نہیں جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا اَضْرَبَ نَاشِدٌ یَدُ اَبِیْ دَارِہٖ اِمَامُ الْاَمِیْرِ تَادِیْبًا وَسَوْطًا اِکْبَارًا اس جملے کے نو اجزا ہیں ۵؎ جب جملے کے کلمات زیادہ ہو جائیں تو چند امور خاص طور پر قابل غور ہوتے ہیں ۱۔ اسم فعل اور حرف کو ایک دوسرے سے ممتاز کرنا چاہیے ۲۔ یہ دیکھنا چاہیے کہ معرب ہے یا مبنی ۳۔ یہ دیکھنا چاہیے کہ عامل ہے یا معمول ۴۔ یہ جاننا چاہیئے کہ کلمات کا ایک دوسرے کے ساتھ کس طرح کا تعلق ہے تا کہ مسند اور مسند الیہ کا پتہ چل جائے اور جملہ کا معنی تحقیق کے ساتھ معلوم ہو جائے۔

باشد اسم وفعل وحرف را با یکدگر تمیز باید کردن ونظر نمودن
کہ معرب ست یا مبنی وعامل ست یا معمول وباید دانستن
کہ تعلق کلمات با یکدیگر چگونہ است تا مسند ومسند الیہ پیدا
گردد ومعنی جملہ بہ تحقیق معلوم شد **فصل** بدانکہ علامت
اسم آنست کہ الف ولام یا حرف جر در اولش باشد چوں
اَلْحَمْدُ وَبِزَیْدٍ، یا تنوین در آخرش شد چوں زَیْدٌ'' یا مسند الیہ
باشد چوں زَیْدٌ'' قَائِمٌ'' یا مضاف باشد چوں غُلَامُ زَیْدٍ یا
مُصَغَّر باشد چوں قُرَیْشٌ'' یا منسوب باشد چوں بَغْدَادِیٌّ'' یا
مثنّٰی باشد چوں رَجُلَانِ یا مجموع باشد چوں رِجَالٌ'' یا
موصوف باشد چوں جَآءَ رَجُلٌ'' عَالِمٌ'' یا تائے متحرک
بدو پیوندد چوں ضَارِبَۃٌ''

لے پہلے انہوں نے بیان فرمایا کہ جب جملے کے کلمات زیادہ ہو جائیں تو اسم فعل اور حرف کو ایک دوسرے سے ممتاز کرنا چاہیے چونکہ چیزیں علامات کی وجہ سے ایک دوسرے سے ممتاز ہوتی ہیں اس لئے یہ اسم فعل اور حرف کی علامات بیان فرمارہے ہیں۔ علامت خاصہ کے معنی میں ہے۔ نحویوں کی اصطلاح میں ہر شئی کا خاصہ وہ ہوتا ہے جو شئی سے خارج ہو۔ شئی میں پایا جائے اور شئی کے غیر میں نہ پایا جائے۔ علامت کی دو قسمیں ہیں۔ ا۔ علامت شاملہ ۲ علامت غیر شاملہ۔ ا۔ علامت شاملہ جو اس شئی کے ہر فرد میں پائی جائے کوئی فرد اس سے کسی وقت خالی نہ ہو۔ ۲۔ علامت غیر شاملہ جو اس شئی کے بعض افراد میں بعض اوقات پائی جائے۔ پھر علامت کی دو قسمیں ہیں ا۔ علامت لفظی ۔۲۔ علامت معنوی ۔ ا۔ علامت لفظی وہ ہے جو ملفوظ ہو یعنی جو پڑھنے میں آئے جیسے اَلْحَمْدُ میں الف لام ۔۲۔ علامت معنوی: وہ ہے جو ملفوظ نہ ہو یعنی جو پڑھنے میں نہ آئے جیسے زَیْدٌ عَالِمٌ'' میں زَیْدٌ'' کا مسند الیہ ہونا اور غُلَامُ زَیْدٍ میں غُلَامُ کا مضاف ہونا، یہ ایک ذہنی حکم ہے جو پڑھنے میں نہیں آتا۔ یہاں انہوں نے اسم کی گیارہ علامتیں بیان فرمائی ہیں جو تمام کی تمام غیر شاملہ ہیں اور ان میں سے تین علامتیں مسند الیہ ہونا، مضاف ہونا اور موصوف ہونا یہ معنوی ہیں اور باقی آٹھ علامتیں لفظی ہیں۔ انہوں نے اسم کی گیارہ علامتیں بیان فرمائی ہیں ۔ا۔ الف ولام اس کے شروع میں ہو، جیسے اَلْحَمْدُ ۲۔ حرف جر اس کے شروع میں ہو جیسے بِزَیْدٍ ۔۳۔ تنوین اس کے آخر میں ہو جیسے زَیْدٌ ۴۔ مسند الیہ ہو جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ میں زَیْدٌ مسند الیہ ہے ۵۔ مضاف ہو جیسے غُلَامُ زَیْدٍ میں غُلَامُ مضاف ہے ۶۔ مصغر ہو جیسے قُرَیْشٌ ۷۔ منسوب ہو جیسے بَغْدَادِیٌّ ۸۔ تثنیہ ہو جیسے رَجُلَانِ ۹۔ جمع ہو جیسے رِجَالٌ ۱۰۔ موصوف ہو جیسے جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ میں رَجُلٌ موصوف ہے ۱۱۔ تائے متحرکہ اس کے آخر میں ہو جیسے ضَارِبَۃٌ ۲ تنوین وہ نون ہے جو وضعًا ساکن ہو اور کلمہ کی آخری حرکت کے بعد ہو اور تاکید کے لئے نہ ہو ۳ مسند الیہ وہ ہے جس کی طرف کسی چیز کی اس طرح نسبت کی جائے کہ سننے والے کو کوئی خبر یا طلب معلوم ہو ۴ مضاف وہ اسم ہے جس کی دوسرے اسم کی طرف حرف جر مقدر کے واسطے سے نسبت کی جائے۔ جس کی طرف نسبت کی جائے اسے مضاف الیہ کہتے ہیں جیسے غُلَامُ زَیْدٍ میں غُلَامُ مضاف اور زَیْدٍ مضاف الیہ ہے ۵ مصغر وہ اسم ہے جس کی اصل میں تبدیلی کی گئی ہوتا کہ وہ شئی کے محبوب ہونے یا چھوٹا ہونے یا ذلیل ہونے پر دلالت کرے جیسے قرش'' سے قُرَیْشٌ اس میں تصغیر محبت وتعظیم کے لئے ہے اور اس کی پہچان یہ ہے کہ اس کا پہلا حرف مضموم، دوسرا مفتوح اور تیسری جگہ یاء علامت تصغیر ہوگی، یائے تصغیر کے بعد یا تو ایک حرف ہوگا اس کا اعتبار نہیں جیسے رَجُلٌ سے رُجَیْلٌ یا دو حرف ہوں گے پہلا مکسور ہوگا دوسرے کا اعتبار نہیں جیسے ضَارِبٌ سے ضُوَیْرِبٌ یا تین حرف ہوں گے پہلا مکسور، دوسرا ساکن اور تیسرے کا اعتبار نہیں جیسے مَضْرُوْبٌ سے مُضَیْرِیْبٌ ۶ منسوب وہ اسم ہے جس کے آخر میں نسبت کی یائے مشدد اس لئے بڑھائی گئی ہوتا کہ وہ اس ذات پر دلالت کرے جس کی نسبت اس اسم کی طرف ہے جیسے بَغْدَادِیٌّ، رضوی''۔

لے علامات فعل ،انہوں نے فعل کی آٹھ علامتیں بیان فرمائی ہیں ا۔قد اس کے شروع میں ہو جیسے قد ضرب ۲۔سین اس کے شروع میں ہو جیسے سیضرب ۳۔ سوف اس کے شروع میں ہو جیسے سوف یضرب ۴۔حرف جزم اس کے شروع میں ہو جیسے لم یضرب ۵۔ضمیر مرفوع متصل بارز اس سے ملی ہوئی ہو۔جیسے ضربت ،ضربت ،ضربت ۔۶۔تاے تانیث ساکنہ اس سے ملی ہوئی ہو جیسے ضربت ۷۔امر ہو جیسے اضرب ۸۔نہی ہو جیسے لا تضرب فائدہ فعل کی آٹھ

وعلامت فعل آنست کہ قَدْ در ولش باشد چوں قَدْ ضَرَبَ یا سین باشد چوں سَیَضْرِبُ یا سَوْفَ باشد چوں سَوْفَ یَضْرِبُ یا حرف جزم بود چوں لَمْ یَضْرِب یا ضمیر مرفوع متصل بدو پیوندد چوں ضَرَبْتَ یا تائے ساکن چوں ضَرَبَتْ یا امر باشد چوں اِضْرِب یا نہی باشد چوں لا تَضْرِبْ وعلامت حرف آنست کہ ہیچ علامتی از علامات اسم وفعل درو نبود فصل بدانکہ جملہ کلمات عرب بر دو قسم ست معرب ومبنی ،معرب آنست کہ آخرش باختلاف عوامل مختلف شود چوں زیدٌ در جَآءَنِیْ زَیْدٌ‘‘ وَ رَأَیْتُ زَیْدًا اوَمَرَرْتُ بِزَیْدٍ ،جاءَ عامل ست وزید معرب ست وضمہ اعراب ست ودال محلِ اعراب ومبنی آنست کہ آخرش باختلاف عوامل مختلف نشود چوں ھٰؤُلَآءِ کہ در حالت رفع ونصب وجر یکسان ست ۔

علامتیں بیان فرمائیں ان میں سے پہلی چھ علامتیں لفظوں میں موجود ہیں اور ساتویں اور آٹھویں علامت امر اور نہی ہونا بظاہر لفظی علامتیں نہیں ہیں لیکن حقیقۃ یہ بھی لفظی علامتیں ہیں کیونکہ نہی میں کلمہ کے نہی ہونے پر لائے نہی دلالت کرتا ہے اور وہ ملفوظ ہے اور امر حاضر معروف میں اگر ماضی چار حرفی نہ ہو تو ہمزہ امر اور اس کے علاوہ امر کے دوسرے صیغوں میں لام امر دلالت کرتا ہے ہمزہ امر اور لام امر ملفوظ ہیں لہذا فعل کی تمام علامتیں لفظی ہوں گی (کما قال مولنا غلام جیلانی قدس سرہ النورانی)

۲ علامت حرف ،حرف کی ایک ہی علامت ہے اور وہ بھی عدمی کہ اس میں اسم اور فعل کی علامتوں میں سے کوئی علامت نہ پائی جائے ۳ پہلے انہوں نے بیان فرمایا کہ جب جملہ کے کلمات زیادہ ہو جائیں تو ہر کلمہ کے متعلق دیکھنا چاہیے کہ معرب ہے یا مبنی ۔اس فصل میں یہ معرب اور مبنی کے بارے میں بتا رہے ہیں کہ تمام عربی کلمات دو قسم پر ہیں معرب اور مبنی معرب وہ کلمہ ہے کہ اس کا آخر عوامل کے اختلاف سے مختلف ہو جائے جیسے وہ زید جو جاءنی زیدٌ وَرَأَیْتُ زَیْدًا اوَمَرَرْتُ بِزَیْدٍ میں آیا ہوا ہے ۔جاءنی زیدٌ میں جاء عامل ہے زیدٌ معرب ہے ،ضمہ اعراب ہے اور دال محل اعراب ہے ۔مبنی وہ کلمہ ہے کہ اس کا آخر عوامل کے اختلاف سے مختلف نہ ہوا ،جیسے ھٰؤُلَاءِ کہ یہ رفع ،نصب اور جر کی حالت میں یکساں رہتا ہے ۔مثلاً جاءنی ھٰؤُلَآءِ وَرَأَیْتُ ھٰؤُلَآءِ وَمَرَرْتُ بِھٰؤُلَآءِ فائدہ انہوں نے معرب اور مبنی کی جو تعریف فرمائی ہے یہ طلباء کی آسانی کے لئے ہے ورنہ اصل میں یہ معرب اور مبنی کا حکم ہے ان کی اصل تعریف یہ ہے کہ معرب وہ اسم ہے جو غیر کے ساتھ اس طرح ملا ہوا ہو کہ اس کا عامل بھی اس کے ساتھ پایا جائے اور وہ مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو اور مبنی وہ اسم ہے جو مبنی الاصل کے مشابہ ہو یا غیر کے ساتھ ترکیب میں اس طرح واقع نہ ہو کہ اس کا عامل بھی اس کے ساتھ پایا جائے ۔

فصل بدانکہ جملہ حروف مبنی ست واز افعال فعل ماضی و امر حاضر معروف وفعل مضارع بانونہای جمع مؤنث و بانونہای تاکید نیز مبنی ست بدانکہ اسم غیر متمکن مبنی ست واما اسم متمکن[2] معرب ست بشرط آنکہ درترکیب واقع شود وفعل مضارع معرب ست بشرط آنکہ از نونہای جمع مؤنث و نونِ تاکید خالی باشد پس درکلام عرب بیش ازیں دو قسم معرب نیست باقی ہمہ مبنی ست واسم غیر متمکن[3] اسمی ست کہ بامبنی اصل مشابہت دارد ومبنی اصل سہ چیز ست فعل ماضی و امر حاضر معروف وجملہ حروف واسم متمکن اسمی ست کہ بامبنی اصل مشابہ نباشد **فصل** بدانکہ اسم غیر متمکن[4] ہشت قسم ست اول مضمرات[5] چوں اَنَا من مرد وزن وضَرَبْتُ زدم من وایَّایَ خاص مرا وضَرَبَنِی بزد مرا ولِی مرا وایں ہفتاد ضمیر

[1] پچھلی فصل میں انہوں نے معرب اور مبنی کی تعریف کی (یعنی معرب اور مبنی کا حکم بتایا) اس فصل میں یہ معرب اور مبنی کو شمار کریں گے کہ کون سے کلمات معرب ہیں اور کون سے کلمات مبنی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ تمام حروف مبنی ہیں اور فعلوں میں سے فعل ماضی اور امر حاضر معروف اور وہ فعل مضارع جو جمع مؤنث اور تاکید کے نونوں کے ساتھ ہو اور اسم غیر متمکن بھی مبنی ہے یہاں تک انہوں نے مبنی کی پانچ قسموں کا ذکر کیا ہے۔ مبنی کی چھٹی قسم وہ اسم متمکن ہے۔ جو ترکیب میں واقع نہ ہو جیسے زید، عمرو، بکر وغیرہ اس طرح مبنی کی کل چھ قسمیں ہوگئیں ا۔ تمام حروف ۲۔ فعل ماضی ۳۔ امر حاضر معروف ۴۔ فعل مضارع بانونہائے جمع مؤنث و بانونہائے تاکید ۵۔ اسم غیر متمکن ۶۔ وہ اسم متمکن جو ترکیب میں واقع نہ ہو۔ ان کے علاوہ جملہ خواہ اسمیہ ہو، خواہ فعلیہ، ان میں سے پہلی تین اقسام حروف، فعل ماضی اور امر حاضر معروف کو مبنی الاصل کہتے ہیں اور جملہ بھی [2] یہاں سے یہ معرب کلمات کے بارے میں بتا رہے ہیں کہ اسم متمکن معرب ہے اس شرط کے ساتھ کہ ترکیب میں واقع ہو اور فعل مضارع بھی معرب ہے اس شرط کے ساتھ کہ جمع مؤنث اور تاکید کے نونوں سے خالی ہو کلام عرب میں معرب کی کل دو ہی قسمیں ہیں اس سے زیادہ معرب نہیں ہیں باقی تمام مبنی ہیں [3] اسم غیر متمکن وہ اسم ہے جو مبنی اصل کے ساتھ مشابہت رکھے اور مبنی اصل تین چیزیں ہیں فعل ماضی، امر حاضر معروف اور تمام حروف نیز جملہ۔ اور اسم متمکن وہ اسم ہے جو مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت نہ رکھے [4] پہلے انہوں نے اسم غیر متمکن کی تعریف کی اب اس کی تقسیم کر رہے ہیں، اسم غیر متمکن کی آٹھ قسمیں ہیں، مضمرات، اسمائے اشارات، اسمائے موصولہ، اسمائے افعال، اسمائے اصوات، اسمائے ظروف، اسمائے کنایات، مرکب بنائی [5] اسم غیر متمکن کی پہلی قسم ہے مضمرات یہ مضمر کی جمع ہے، اسے ضمیر بھی کہتے ہیں، مضمر یا ضمیر وہ اسم ہے جس کی وضع متکلم یا مخاطب یا ایسے غائب کے لیے ہو جس کا حقیقۃً یا حکماً پہلے ذکر ہو چکا ہو۔ ضمیر کی پانچ قسمیں ہیں۔ ا۔ ضمیر مرفوع متصل ۲۔ ضمیر مرفوع منفصل ۳۔ ضمیر منصوب متصل ۴۔ ضمیر منصوب منفصل ۵۔ ضمیر مجرور متصل۔ ضمیر مرفوع متصل وہ ضمیر ہے جو محل رفع میں واقع ہو اور اپنے عامل کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔ جیسے ضَرَبْتُ میں تُ ۲۔ ضمیر مرفوع منفصل وہ ضمیر ہے جو محل رفع میں واقع ہو اور اپنے عامل کے ساتھ ملی ہوئی نہ ہو، جیسے اَنَا ۳۔ ضمیر منصوب متصل، وہ ضمیر ہے جو محل نصب میں واقع ہو اور اپنے عامل کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔ جیسے ضَرَبَنِی میں ی۔ ۴۔ ضمیر منصوب منفصل وہ ضمیر ہے جو محل نصب میں واقع ہو اور اپنے عامل کے ساتھ ملی ہوئی نہ ہو جیسے اِیَّایَ میں اِیَّا ۵۔ ضمیر مجرور متصل وہ ضمیر ہے جو محل جر میں واقع ہو اور اپنے عامل کیساتھ ملی ہوئی ہو جیسے لِیْ میں ی۔ ضمیر کی کل پانچ قسمیں ہیں ہر قسم میں چودہ ضمیریں ہیں اس طرح کل ستر ضمیریں ہوئیں۔

ست چہاردہ مرفوع متصل ضَرَبْتُ ضَرَبْنَا ضَرَبْتَ ضَرَبْتُمَا ضَرَبْتُمْ ضَرَبْتِ ضَرَبْتُمَا ضَرَبْتُنَّ ضَرَبَ ضَرَبَا ضَرَبُوْا ضَرَبَتْ ضَرَبَتَا ضَرَبْنَ و چہاردہ مرفوع منفصل اَنَا نَحْنُ اَنْتَ اَنْتُمَا اَنْتُمْ اَنْتِ اَنْتُمَا اَنْتُنَّ هُوَ هُمَا هُمْ هِيَ هُمَا هُنَّ و چہاردہ منصوب متصل ضَرَبَنِيْ ضَرَبَنَا ضَرَبَكَ ضَرَبَكُمَا ضَرَبَكُمْ ضَرَبَكِ ضَرَبَكُمَا ضَرَبَكُنَّ ضَرَبَهٗ ضَرَبَهُمَا ضَرَبَهُمْ ضَرَبَهَا ضَرَبَهُمَا ضَرَبَهُنَّ و چہاردہ منصوب منفصل اِيَّايَ اِيَّانَا اِيَّاكَ اِيَّاكُمَا اِيَّاكُمْ اِيَّاكِ اِيَّاكُمَا اِيَّاكُنَّ اِيَّاهُ اِيَّاهُمَا اِيَّاهُمْ اِيَّاهَا اِيَّاهُمَا اِيَّاهُنَّ و چہاردہ مجرور متصل لِيْ لَنَا لَكَ لَكُمَا لَكُمْ لَكِ لَكُمَا لَكُنَّ لَهٗ لَهُمَا لَهُمْ لَهَا لَهُمَا لَهُنَّ دوم اسمائے اشارات

فوائد ۱۔ضمیر کا اعراب محلی ہوتا ہے، اعراب کے محلی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس جگہ وہ ضمیر واقع ہے اس جگہ اگر اسم معرب ہوتا تو اس پر اعراب آجاتا۔۲۔ضمیر مرفوع متصل کی دو قسمیں ہیں بارز اور مستتر، ضمیر بارز جو ظاہر ہو اور پڑھنے میں آئے۔مستتر جو عامل میں پوشیدہ ہو، پڑھنے میں نہ آئے بلکہ سمجھی جائے۔ضمیر مستتر کی پھر دو قسمیں ہیں جائز الاستتار اور واجب الاستتار، جائز الاستتار وہ ضمیر ہے جس کی جگہ اسم ظاہر فاعل آسکے۔واجب الاستتار وہ ضمیر ہے جس کی جگہ اسم ظاہر فاعل نہ آسکے۔فعل ماضی کے دو صیغوں واحد مذکر غائب اور واحد مؤنث غائب میں ضمیر مستتر جائز الاستتار ہوتی ہے اور باقی تمام صیغوں میں بارز ہوتی ہے۔فعل مضارع کے پانچ صیغوں میں ضمیر مستتر ہوتی ہے۔واحد مذکر غائب، واحد مؤنث غائب، واحد مذکر حاضر، واحد متکلم، جمع متکلم ان میں سے واحد مذکر غائب اور واحد مؤنث غائب میں جائز الاستتار اور واحد مذکر حاضر، واحد متکلم، جمع متکلم میں واجب الاستتار ہوتی ہے۔ان پانچ صیغوں کے علاوہ فعل مضارع کے باقی صیغوں میں ضمیر بارز ہوتی ہے

۲۔اسم غیر متمکن کی دوسری قسم ہے اسمائے اشارات: اسم اشارہ وہ اسم ہے جس کی وضع کسی عضو کے ذریعے محسوس، مبصر موجود فی الخارج کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ہو، بعض اوقات غیر محسوس مبصر کی طرف اشارہ کرنے کے لئے مجازاً استعمال ہوتے ہیں، جس کی طرف اشارہ کیا جائے اسے مشارالیہ کہتے ہیں۔اسمائے اشارات یہ ہیں: ذَا، ذَانِ، ذَیْنِ، تَا، تِیْ، تِہٖ، ذِہٖ، ذِھِیْ، تِھِیْ، تَانِ، تَیْنِ، اُولَآءِ (مد کے ساتھ) اور اُولٰی (الف مقصورہ کے ساتھ) اگر مشارٌ الیہ واحد مذکر ہو اس کے لئے ذا اور اگر تثنیہ مذکر ہو اس کے لئے رفعی حالت میں ذَانِ، نصبی اور جری حالت میں ذَیْنِ آتا ہے اور اگر مشارالیہ واحد مؤنث ہو اس کے لئے تا، تِیْ، تِہٖ، ذِہٖ، ذِھِیْ، تِھِیْ یہ چھ اسمائے اشارات آتے ہیں اور اگر مشارالیہ تثنیہ مؤنث ہو اس کے لئے رفعی حالت میں تَانِ، نصبی اور جری حالت میں تَیْنِ آتا ہے اور اگر مشارالیہ جمع ہو خواہ مذکر ہو، خواہ مؤنث اس کے لئے اُولَآءِ اور اُولٰی دونوں آتے ہیں۔عموماً اسمائے اشارات کے شروع میں ھا حرف تنبیہ لگادیتے ہیں تاکہ متکلم جس مضمون کو بیان کرنا چاہتا ہے مخاطب اس سے غافل نہ رہے، جیسے ھٰذا، ھٰذانِ، ھَاتَا، ھَاتَیْنِ، ھٰؤُلَآءِ وغیرہ، بعض اوقات اسمائے اشارات کے آخر میں کاف حرفِ خطاب لگادیتے ہیں تاکہ پتہ چل جائے کہ مخاطب واحد ہے یا تثنیہ ہے یا جمع اور مذکر ہے یا مؤنث، جیسے ذَاکَ، ذَاکُمَا، ذَاکُمْ، ذَاکِ، ذَاکُمَا، ذَاکُنَّ، بعض اوقات کاف حرف خطاب سے پہلے لام مکسور یا لام ساکن لے آتے ہیں جسے حرفِ تبعید کہتے ہیں، یہ مشارالیہ کے بعید ہونے پر دلالت کرتا ہے جیسے ذَالِکَ اور تِلْکَ (البشیر وحاشیہ نحو میر از شرف ملت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی)

اسم غیر متمکن کی تیسری قسم ہے اسمائے موصولہ۔ اسم موصول وہ اسم ہے جو اس وقت تک جملے کی جز تام نہیں بنتا جب تک اس کے ساتھ ایک جملہ نہ ملایا جائے جس جملے کے ملانے سے اسم موصول کا معنی مکمل ہوتا ہے اس کو صلہ کہتے ہیں اور صلہ ہمیشہ جملہ خبریہ ہوتا ہے اور اس میں ایک ضمیر ہوتی ہے جو اسم موصول کی طرف راجع ہوتی ہے اور صلہ کی پہلی جز کو صدر صلہ کہتے ہیں۔ اسمائے موصولہ یہ ہیں اَلَّذِیْ اَللَّذَانِ اَللَّذَیْنِ اَلَّذِیْنَ وَالَّتِیْ اَللَّتَانِ اَللَّتَیْنِ اَللَّاتِیْ اَللَّوَاتِیْ مَا مَنْ اَیٌّ اَیَّۃٌ" الف ولام بمعنی اَلَّذِیْ اسم فاعل اور اسم مفعول میں، اسم موصول ہیں جیسے اَلضَّارِبُ وَالْمَضْرُوْبُ اور ذُوْ بمعنی اَلَّذِیْ بنی طے کی لغت میں جیسے جَاءَنِیْ ذُوْ ضَرَبَکَ۔ اَلَّذِیْ واحد مذکر کے لئے اَللَّذَانِ تثنیہ مذکر کے لئے رفعی حالت میں، اَللَّذَیْنِ تثنیہ مذکر کے لئے نصبی اور جری حالت میں اَلَّذِیْنَ جمع مذکر کے لئے، اَلَّتِیْ واحد مؤنث کے لئے، اَللَّتَانِ تثنیہ مؤنث کے لئے رفعی حالت میں، اَللَّتَیْنِ تثنیہ مؤنث کے لئے نصبی اور جری حالت میں، اَللَّاتِیْ اور اَللَّوَاتِیْ جمع مؤنث کے لئے، مَا اور مَنْ واحد، تثنیہ، جمع مذکر اور مؤنث سب کے لئے آتے ہیں، مَا اکثر غیر ذوی العقول کے لئے اور مَنْ اکثر ذوی العقول کے لئے آتا ہے، اَیٌّ" واحد، تثنیہ، جمع اور مذکر، مؤنث سب کے لئے آتا ہے، اَیَّۃٌ" واحد مؤنث، تثنیہ مؤنث اور جمع مؤنث کے لئے آتا ہے، مذکر کے لئے نہیں آتا۔ الف ولام بمعنی اَلَّذِیْ اسم فاعل اور اسم مفعول میں واحد، تثنیہ، جمع اور مذکر، مؤنث سب کے لئے آتا ہے، جیسا اس کا مدخول ہوگا، ویسا ہی یہ ہوگا جیسے اَلضَّارِبُ وَالْمَضْرُوْبُ میں واحد مذکر کے لئے ہے، اَلضَّارِبُ کا معنی ہوگا اَلَّذِیْ ضَرَبَ یا اَلَّذِیْ یَضْرِبُ اور اَلْمَضْرُوْبُ کا معنی ہوگا اَلَّذِیْ ضُرِبَ یا اَلَّذِیْ یُضْرَبُ، ذُوْ بمعنی اَلَّذِیْ بنی طے کی لغت میں اسم موصول ہے، اس کو اکثر بنی طے کے لوگ واحد، تثنیہ، جمع اور مذکر، مؤنث سب کے لئے استعمال کرتے ہیں، مذکر کے لئے جیسے ذُوْ ضَرَبَکَ اور مؤنث کے لئے جیسے ذُوْ ضَرَبَتْکَ اور کبھی مذکر کے لئے ذُوْ اور مؤنث کے لئے ذَاتُ" استعمال کرتے ہیں۔

> ذَا و ذَانِ و ذَیْنِ و تَا و تِیْ و تِہٖ و ذِہٖ و ذِہِیْ و تِہِیْ و تَانِ و تَیْنِ و اُوْلَآءِ بمد و اُوْلٰی بقصر سوم اسمای موصولہ اَلَّذِیْ اَللَّذَانِ وَاللَّذَیْنِ وَالَّذِیْنَ اَلَّتِیْ اَللَّتَانِ وَاللَّتَیْنِ وَاللَّاتِیْ وَاللَّوَاتِیْ وَمَا وَمَنْ وَ اَیٌّ" وَ اَیَّۃٌ" والف ولام بمعنی اَلَّذِیْ در اسم فاعل و اسم مفعول چوں اَلضَّارِبُ وَالْمَضْرُوْبُ وَ ذُوْ بمعنی اَلَّذِیْ در لغت بنی طی نحو جَاءَنِیْ ذُوْ ضَرَبَکَ۔

فائدہ اسم فاعل اور اسم مفعول پر الف لام بمعنی اَلَّذِیْ اسم موصول اس وقت ہوتا ہے جب اسم فاعل اور اسم مفعول بمعنی حدوث ہوں یعنی جب ان کے معنی تین زمانوں میں سے کسی ایک ساتھ مقید ہو کر ملحوظ ہوں جیسے اَلضَّارِبُ کا معنی ہے مثلاً اَلَّذِیْ ضَرَبَ یا اَلَّذِیْ یَضْرِبُ الْآنَ یا اَلَّذِیْ یَضْرِبُ غَدًا اسی طرح اَلْمَضْرُوْبُ کا معنی ہے مثلاً اَلَّذِیْ ضُرِبَ یا اَلَّذِیْ یُضْرَبُ الْآنَ یا اَلَّذِیْ یُضْرَبُ غَدًا اور اگر اسم فاعل اور اسم مفعول بمعنی ثبوت ہوں یعنی جب ان کے معنی کی تین زمانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ تقیید ملحوظ نہ ہو تو ان پر داخل ہونے والا الف لام اسم موصول نہیں ہوتا بلکہ بالاتفاق حرف تعریف ہوتا ہے جیسے اَلْحَائِکُ (جولاہا)

(البشیر الکامل، حاشیہ نحو میر از شرف ملت علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری)

(۱) مصنف علیہ الرحمہ نے فرمایا "بدانکہ ای" اور ایۃ "معرب ست" اس پر ایک سوال ہے کہ انہوں نے فرمایا ای "اور ایۃ" معرب ہیں یہاں ذکر ہو رہا ہے مبنیات کا جب ای "اور ایۃ" معرب تھے پھر ان کو مبنیات میں کیوں ذکر کیا اس کا اجمالی جواب یہ ہے کہ ای "اور ایۃ" کے استعمال کی چار صورتیں ہیں۔ تین صورتوں میں یہ معرب ہوتے ہیں اور ایک صورت میں مبنی ہوتے ہیں، چونکہ ایک صورت میں یہ مبنی ہوتے ہیں اس لئے ان کو مبنیات میں ذکر کیا اور چونکہ تین صورتوں میں یہ معرب ہوتے ہیں اس لئے آخر میں بتا دیا کہ ای "اور ایۃ" معرب ہیں۔ اور تفصیلی جواب یہ ہے کہ ای "اور ایۃ" دو حال سے خالی نہ ہوں گے کہ یہ مضاف ہوں گے یا مضاف نہیں ہوں گے، اگر یہ مضاف نہ ہوں تو دو صورتیں ہیں کہ ان کا صدر صلہ مذکور ہوگا یا نہیں، ان دونوں صورتوں میں

بدانکہ ای "وایۃ" معرب ست چہارم اسمای افعال وآں بر دو قسم ست اول بمعنی امر حاضر چوں رُوَیدَ وبَلْہَ وحَیّھَلْ وھَلُمَّ دوم بمعنی فعل ماضی چوں ھَیْھَاتَ وشَتَّانَ پنجم اسمای اصوات چوں اُحْ اُحْ واُفْ وبَخْ ونَخْ وغَاقِ ششم اسمای ظروف، ظروف زماں چوں اِذْ

یہ معرب ہوتے ہیں اور اگر یہ مضاف ہوں پھر دو صورتیں ہیں کہ ان کا صدر صلہ مذکور ہوگا یا نہیں اگر یہ مضاف بھی ہوں اور ان کا صدر صلہ بھی مذکور ہو اس صورت میں یہ معرب ہوتے ہیں اور اگر یہ مضاف ہوں اور ان کا صدر صلہ مذکور نہ ہو تو یہ مبنی ہوتے ہیں ان چاروں صورتوں کی مثالیں: پہلی صورت یہ ہے کہ ای "اور ایۃ" مضاف نہ ہوں اور ان کا صدر صلہ مذکور ہو، اس صورت میں یہ معرب ہوتے ہیں، جیسے ای "ھو قائم" دوسری صورت یہ ہے کہ ای "اور ایۃ" مضاف بھی نہ ہوں اور ان کا صدر صلہ بھی مذکور نہ ہو، اس صورت میں یہ معرب ہوتے ہیں، جیسے ای "قائم"۔ تیسری صورت یہ ہے کہ ای "اور ایۃ" مضاف بھی ہوں اور ان کا صدر صلہ بھی مذکور ہو، اس صورت میں یہ معرب ہوتے ہیں جیسے ایھم ھو قائم "۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ ای "اور ایۃ" مضاف ہوں اور ان کا صدر صلہ مذکور نہ ہو، اس صورت میں یہ مبنی ہوتے ہیں جیسے ایھُم قائم " (۲) اسم غیر متمکن کی چوتھی قسم ہے اسمائے افعال: اسم فعل وہ اسم ہے جو فعل کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ یہاں اس کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں ۱۔ اسم فعل بمعنی امر حاضر ۲۔ اسم فعل بمعنی فعل ماضی، اسم فعل بمعنی امر حاضر: وہ اسم فعل جو امر حاضر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے: جیسے رُوَید، بَلْہَ، حَیَّھَلْ، ھَلُمَّ رُوَیدَ بمعنی اَمْھِلْ (تو ضرور مہلت دے) بَلْہَ بمعنی دَعْ (تو ضرور چھوڑ) حَیَّھَلْ بمعنی اِیْتِ (تو ضرور آ) ھَلُمَّ بمعنی اُحْضُرْ (تو ضرور حاضر کر) اسم فعل بمعنی فعل ماضی: وہ اسم ہے جو فعل ماضی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے: جیسے ھَیْھَاتَ، شَتَّانَ۔ ھَیْھَاتَ بمعنی بَعُدَ (بیشک وہ دور ہوا) شَتَّانَ بمعنی افْتَرَقَ (بیشک وہ جدا ہوا) (۳) اسم غیر متمکن کی پانچویں قسم ہے: اسمائے اصوات: اسم صوت وہ اسم ہے جو کسی عارضے کے وقت انسان کے منہ سے طبعی طور پر صادر ہو یا وہ اسم ہے جس سے کسی حیوان کو آواز دی جائے یا وہ اسم ہے جس سے کسی حیوان کی آواز کی نقل کی جائے۔ جیسے اُحْ، اُحْ، اُفْ، بَخْ، نَخْ، غَاقِ۔ اُحْ، اُحْ شدید کھانسی کے وقت، اُفْ تکلیف اور ناپسندیدگی کے وقت۔ بَخْ، بَخٌ خوشی کے وقت، بَخٍ بَخٍ بہت زیادہ خوشی کے وقت۔ نَخْ، نَخْ اونٹ بٹھاتے وقت، غَاقِ کوے کی آواز کی نقل کے لئے (۴) اسم غیر متمکن کی چھٹی قسم ہے اسمائے ظروف: اسم ظرف وہ اسم ہے جو فعل کے واقع ہونے کے زمانہ یا مکان پر دلالت کرے، اسکی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ جو کسی خاص فعل کے زمانہ یا مکان پر دلالت کرے، جیسے مَضْرِب " (مارنے کی جگہ یا مارنے کا وقت) ۲۔ جو کسی خاص فعل کے زمانہ یا مکان پر دلالت نہ کرے بلکہ مطلق فعل کے زمانہ یا مکان پر دلالت کرے جیسے اِذْ، اِذَا وغیرہ، یہاں اسی دوسری قسم کا بیان مقصود ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ ظرف زمان ۲۔ ظرف مکان۔ اسم ظرف زمان جو مطلقاً فعل کے واقع ہونے کے زمانہ پر دلالت کریں جیسے اِذْ، اِذَا، مَتٰی، کَیْفَ، اَیَّانَ، اَمْسِ، مُذْ، مُنْذُ، قَطُّ، عَوْضُ، قَبْلُ، بَعْدُ۔ آخری تینوں ظرف زمان عَوْضُ، قَبْلُ، بَعْدُ اس وقت غیر متمکن کی قسم بنیں گے اور مبنی علی الضم ہوں گے، جب یہ مضاف ہوں اور ان کا مضاف الیہ محذوف منوی ہو۔

۱۔ اسم ظرفِ مکان جو مطلقاً فعل کے واقع ہونے کے مکان پر دلالت کریں: جیسے حَیْثُ، قُدّامُ، تَحْتُ، فَوْقَ۔ یہ چاروں اس وقت اسم غیر متمکن کی قسم بنیں گے اور مبنی علی الضم ہوں گے، جب یہ مضاف ہوں اور ان کا مضاف الیہ محذوف منوی ہو **فائدہ** مصنف علیہ الرحمہ نے عوض، قَبْلُ، بَعْدُ اور حَیْثُ، قُدّامُ تَحْتُ، فَوْقُ کے ساتھ قید ذکر کی کہ یہ اس وقت مبنی ہوں گے جب ان کا مضاف الیہ محذوف منوی ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ ان اسماء کے استعمال کی تین صورتیں ہیں دو صورتوں میں یہ معرب ہوتے ہیں اور ایک صورت میں مبنی علی الضم ہوتے ہیں۔ کیونکہ یہ اسماء ہمیشہ مضاف ہوتے ہیں ان کے مضاف الیہ کو دیکھیں گے کہ لفظوں میں مذکور ہے یا محذوف اگر مذکور ہے تو یہ معرب ہوں گے اور اگر محذوف ہے تو دیکھیں گے کہ محذوف منوی ہے یا محذوف نسیاً منسیاً محذوف منوی ہو تو یہ مبنی علی الضم ہوں گے اور اگر محذوف نسیاً منسیاً ہے تو معرب ہوں گے۔ پہلی صورت یہ ہے کہ ان کا مضاف الیہ لفظوں میں مذکور ہو، اس صورت میں یہ معرب ہوتے ہیں۔ جیسے قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ان کا مضاف الیہ محذوف منوی ہو یعنی لفظوں میں تو موجود نہ ہو لیکن نیت میں معتبر ہو، اس صورت میں یہ مبنی علی الضم ہوتے ہیں۔ جیسے عموماً خطبوں وغیرہ کی ابتداء میں آتا ہے اَمَّا بَعْدُ اس جگہ مضاف الیہ محذوف منوی ہوتا ہے اصل عبارت اس طرح ہے بَعْدَ التَّسْمِيَةِ وَالْحَمْدِ وَالصَّلٰوةِ۔ تیسری صورت یہ ہے کہ ان کا مضاف الیہ محذوف نسیا منسیا ہو یعنی نہ لفظوں میں موجود ہو، نہ نیت میں معتبر ہو اس صورت میں یہ معرب ہوتے ہیں۔ جیسے مِنْ قَبْلٍ، مِنْ بَعْدٍ۔

وَ اِذَا و مَتٰی وَ کَیْفَ وَ اَیَّانَ وَ اَمْسِ و مُذْ و مُنْذُ و قَطُّ و عَوَضُ و قَبْلُ و بَعْدُ و قتیکہ مضاف باشند و مضاف الیہ محذوف منوی باشد و ظروفِ مکان چوں حَیْثُ و قُدَّامُ و تَحْتُ و فَوْقُ و قتیکہ مضاف باشند و مضاف الیہ محذوف منوی باشد ہفتم: اسمای کنایاتؔ چوں کَمْ و کَذَا کنایت از عدد و کَیْتَ و ذَیْتَ کنایت از حدیث ہشتم مرکبِ بنائی چوں اَحَدَ عَشَرَ فصل بدانکہ اسم بر دو ضرب ست معرفہ و نکرہ معرفہ آنست کہ موضوع باشد برای چیزی معیّن و آں بر ہفت نوع ست اول مضمرات دوم اعلام چوں زَیْدٌ وَ عُمَرُ و

۲۔ اسم غیر متمکن کی ساتویں قسم ہے اسمائے کنایات: اسم کنایہ وہ اسم ہے جو کسی معین چیز پر دلالت کرے لیکن اس کی دلالت صراحۃً نہ ہو۔ جیسے کَمْ اور کَذَا یہ کنایہ ہیں عدد سے، کَیْتَ اور ذَیْتَ یہ کنایہ ہیں بات سے ۳۔ اسم غیر متمکن کی آٹھویں قسم ہے مرکب بنائی: وہ مرکب غیر مفید جس میں دو اسموں کو ملا کر ایک کیا گیا ہو اور دوسرا اسم متضمن حرفی ہو یعنی دوسرا اسم کسی حرف کے معنی پر مشتمل ہو۔ جیسے اَحَدَ عَشَرَ ۴۔ اس فصل میں اسم کی تین تقسیمیں کریں گے ۱۔ تعریف و تنکیر کے اعتبار سے ۲۔ تذکیر و تانیث کے اعتبار سے ۳۔ افراد کی تعداد کے اعتبار سے۔ اسم کی پہلی تقسیم تعریف و تنکیر کے اعتبار سے کر رہے ہیں۔ تعریف و تنکیر کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں ۱۔ معرفہ ۲۔ نکرہ ۱۔ معرفہ وہ اسم ہے جو کسی معین چیز کے لئے وضع کیا گیا ہو۔ معرفہ کی سات قسمیں ہیں ۱۔ مضمرات ۲۔ اعلام ۳۔ اسمائے اشارات ۴۔ اسمائے موصولہ ۵۔ معرفہ بندا ۶۔ معرفہ بالف ولام ۷۔ معرفہ باضافت۔ ۱۔ مضمرات یعنی ضمیریں جیسے اَنَا، نَحْنُ وغیرہ ۲۔ اعلام، یہ علم کی جمع ہے علم وہ اسم ہے جو کسی معین چیز کے لئے اس طرح وضع کیا گیا ہو کہ وہ اس وضع کے اعتبار سے کسی دوسری چیز کو شامل نہ ہو۔ جیسے زَیْدٌ، عُمَرُ و

ا: اسمائے اشارات جیسے ذا وغیرہ۔ ۴: اسمائے موصولہ جیسے اَلَّذِیْ وغیرہ۔ ان دونوں قسموں یعنی اسمائے اشارات اور اسمائے موصول کو مبہمات کہتے ہیں ۵: معرفہ بنداء وہ اسم نکرہ جس کو حرف ندا کے ساتھ معین کیا جائے جیسے یَا رَجُلُ۔ ۶: معرفہ بالف ولام وہ اسم نکرہ جس پر الف ولام داخل کر کے معرفہ بنایا جائے۔ جیسے اَلرَّجُلُ۔ ۷: معرفہ باضافت جو مذکورہ اقسام میں سے معرفہ بندا کے علاوہ باقی پانچ قسموں میں سے کسی ایک کی طرف اضافت معنوی کے ساتھ مضاف ہو۔ ضمیر کی طرف مضاف ہو جیسے غُلَامُہٗ، علم کی طرف مضاف ہو جیسے غُلَامُ زَیْدٍ، اسم اشارہ کی طرف مضاف ہو جیسے غُلَامُ هٰذَا، اسم موصول کی

سوم اسمای اشارات[1] چہارم اسمای موصولہ و این دو قسم را مبہمات گویند پنجم معرفہ بندا چوں یَا رَجُلُ ششم معرفہ بالف ولام چوں اَلرَّجُلُ ہفتم مضاف بیکے ازینہا چوں غُلَامُہٗ وَغُلَامُ زَیْدٍ وغُلَامُ هٰذَا وغُلَامُ الَّذِیْ عِنْدِیْ وغُلَامُ الرَّجُلِ ونکرہ[2] آنست کہ موضوع باشد برای چیزی غیر معیّن چوں رَجُلٌ" وَفَرَسٌ" بدانکہ اسم بر دو صنف[3] ست مذکر و مؤنث مذکر آنست کہ در وعلامت تانیث نباشد چوں رَجُلٌ" ومؤنث آنست کہ در وعلامت تانیث باشد چوں اِمْرَأَۃٌ" وعلامت تانیث[4] چہار ست تا چوں طَلْحَۃُ والف مقصورہ چوں حُبْلٰی والف ممدودہ چوں حَمْرَآءُ وتائے مقدرہ چوں اَرْضٌ" کہ در اصل اَرْضَۃٌ" بودہ است بدلیل اُرَیْضَۃٌ" زیرا کہ تصغیر اسماء را باصل

طرف مضاف ہو جیسے غُلَامُ الَّذِیْ عِنْدِیْ، معرفہ بالف ولام کی طرف مضاف ہو جیسے غُلَامُ الرَّجُلِ۔ انہوں نے فرمایا کہ اسمائے اشارات اور اسمائے موصولہ کو مبہمات کہتے ہیں، مبہمات یہ مُبْہَم کی جمع ہے، مبہم اس کو کہتے ہیں جس میں ابہام یعنی پوشیدگی ہو چونکہ اسم اشارہ کے معنی (یعنی مشار الیہ) میں بھی پوشیدگی ہوتی ہے اور اسم موصول کے معنی میں بھی پوشیدگی ہوتی ہے اس لئے ان کو مبہمات کہتے ہیں، اسم اشارہ کے معنی میں جو پوشیدگی ہوتی ہے اس کو اشارہ حسیہ یا صفت کے ذریعے زائل کیا جاتا ہے۔ اور اسم موصول کے معنی میں جو پوشیدگی ہوتی ہے اس کو صلہ کے ذریعے دور کیا جاتا ہے ۲: نکرہ وہ اسم ہے جو کسی غیر معین چیز کے لئے وضع کیا گیا ہو جیسے رَجُلٌ" (کوئی مرد) فَرَسٌ" (کوئی گھوڑا) ۳: اسم کی دوسری تقسیم تذکیر وتانیث کے اعتبار سے کر رہے ہیں۔ تذکیر وتانیث کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں ا۔ مذکر ۲۔ مؤنث۔ مذکر وہ اسم ہے جس میں تانیث کی کوئی علامت نہ ہو جیسے رَجُلٌ" مؤنث وہ اسم ہے جس میں تانیث کی کوئی علامت ہو جیسے اِمْرَأَۃٌ" ۴: تانیث کی علامتیں چار ہیں۔ ا: اس کے آخر میں ایسی تا لفظوں میں موجود ہو جو وقف کی حالت میں ھا بن جائے جیسے طَلْحَۃٌ ۲: اس کے آخر میں الف مقصورہ ہو جیسے حُبْلٰی، الف مقصورہ اس الف کو کہتے ہیں جو اسم کے آخر میں ہو اور اس کے بعد ہمزہ نہ ہو ۳: اس کے آخر میں الف ممدودہ ہو جیسے حَمْرَآءُ، الف ممدودہ اس الف کو کہتے ہیں جو اسم کے آخر میں ہو اور اس کے بعد ہمزہ ہو ۴: تا مقدرہ ہو جیسے اَرْضٌ" کہ اصل میں اَرْضَۃٌ" تھا، اس پر دلیل یہ ہے کہ اَرْضٌ" کی تصغیر اُرَیْضَۃٌ" آتی ہے اس کے آخر میں تا موجود ہے اس سے پتہ چلا کہ اس کی اصل میں بھی تا ہے کیونکہ تصغیر اسماء کو ان کی اصل کی طرف پھیر دیتی ہے۔

۱/جس اسم میں تاء مقدرہ ہو اس کو مؤنث سماعی اور مؤنث معنوی کہتے ہیں۔ **فائدہ** تصغیر کے علاوہ تاء کا مقدر ہونا درج ذیل طریقوں سے بھی معلوم ہو سکتا ہے۔ ا۔ کسی اسم کی طرف کلام عرب میں مؤنث کی ضمیر راجع کی گئی ہو جیسے اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْھَا میں ھا ضمیر النار کی طرف راجع ہے۔ ۲۔ کسی اسم کی طرف فعل مؤنث کا اسناد ہو جیسے وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِیْرُ میں اَلْعِیْرُ کی جانب فعل مؤنث فَصَلَتْ کا اسناد ہے۔ ۳۔ کسی اسم کے لئے اسم اشارہ مؤنث استعمال کیا گیا ہو جیسے ھٰذِہٖ جَھَنَّمُ۔ ۴۔ کسی اسم کی صفت یا خبر مؤنث لائی گئی ہو جیسے اَلْکَتِفُ الْمَشْوِیَّۃُ لَذِیْذَۃٌ۔ مؤنث معنوی کی دو قسمیں ہیں۔ ا۔ جس میں عرب ہمیشہ تاء مقدرہ کا

خود برد وایں را مؤنث سماعی گویند و بدانکہ مؤنث بر دو قسم ست حقیقی و لفظی حقیقی آنست کہ بازاے او حیوانِ مذکر باشد چوں اِمْرَأَۃٌ" کہ بازائے او رَجُلٌ" ست وَنَاقَۃٌ" کہ بازائے او جَمَلٌ" ست و لفظی آنست کہ بازائے او حیوانِ مذکر نباشد چوں ظُلْمَۃٌ" وقُوَّۃٌ" بدانکہ اسم بر سہ صنف^۲ ست واحد و مثنی و مجموع واحد آنست کہ دلالت کند بر یکے چوں رَجُلٌ" و مثنی آنست کہ دلالت کند بر دو بسبب آنکہ الف یا یائی ما قبل مفتوح و نون مکسورہ بآخرش پیوند چوں رَجُلَانِ وَ رَجُلَیْنِ و مجموع آنست کہ دلالت کند بر بیش از دو بسبب آنکہ تغیرے در واحدش کردہ باشد لفظاً چوں رِجَالٌ" یا تقدیراً چوں فُلْکٌ" کہ واحدش نیز فُلْکٌ" ست بر وزن قُفْلٌ" و جمعش ہم فُلْکٌ" بر وزن اُسُدٌ"

اعتبار کرتے ہیں اور مؤنث استعمال کرتے ہیں جیسے مذکورہ بالا مثالیں اور اُذُنٌ"، نَعْلٌ"، دَارٌ" وغیرہ ۲۔ جس میں کبھی تاء مقدرہ کا اعتبار کرتے ہیں اور مؤنث استعمال کرتے ہیں اور کبھی تاء مقدرہ کا اعتبار نہیں کرتے اور مذکر استعمال کرتے ہیں جیسے حال بمعنی حالت، طَرِیْق، سَبِیْل، قَمِیْص وغیرہ۔ مؤنث کی ایک تقسیم پہلے گذر گئی اب مؤنث کی دوسری تقسیم فرماتے ہیں کہ مؤنث کی دو قسمیں ہیں۔ ا۔ مؤنث حقیقی۔ ۲۔ مؤنث لفظی۔ ا۔ مؤنث حقیقی وہ مؤنث ہے کہ اس کے مدلول کے مقابلہ میں کوئی حیوان مذکر ہو جیسے اِمْرَأَۃٌ" کہ اس کے مدلول کے مقابلہ میں رَجُلٌ" ہے۔ اور نَاقَۃٌ" کہ اس کے مدلول کے مقابلہ میں جَمَلٌ" ہے۔ ۲۔ مؤنث لفظی وہ مؤنث ہے کہ اس کے مدلول کے مقابلہ میں کوئی حیوان مذکر نہ ہو جیسے ظُلْمَۃٌ" اور قُوَّۃٌ"۔ ۲/ اسم کی تیسری تقسیم افراد کی تعداد کے اعتبار سے کر رہے ہیں، افراد کی تعداد کے اعتبار سے اسم کی تین قسمیں ہیں۔ ا۔ واحد۔ ۲۔ تثنیہ۔ ۳۔ جمع۔ ا۔ واحد وہ اسم ہے جو ایک پر دلالت کرے جیسے رَجُلٌ"۔ ۲۔ تثنیہ وہ اسم ہے جو دو پر دلالت کرے اس سبب سے کہ اس کے مفرد کے آخر میں الف ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ یا یاء ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ ملے ہوئے ہوں جیسے رَجُلَانِ، رَجُلَیْنِ۔ ۳۔ جمع وہ اسم ہے جو دو سے زیادہ پر دلالت کرے اس سبب سے کہ اس کے واحد میں تبدیلی کی گئی ہو تبدیلی چاہے لفظی ہو چاہے تقدیری، لفظی تبدیلی کی مثال جیسے رَجُلٌ" سے رِجَالٌ" اور مَسْجِدٌ" سے مَسَاجِدُ۔ تقدیری تبدیلی کی مثال جیسے فُلْکٌ" اسکا واحد بھی فُلْکٌ" ہے اور جمع بھی فُلْکٌ" ہے، لفظوں میں تو کوئی تبدیلی نہیں لیکن تقدیراً تبدیلی ہے کہ فرض کر لیا گیا ہے کہ اس کا واحد فُلْکٌ" قُفْلٌ" کے وزن پر ہے اور جمع فُلْکٌ" اُسُدٌ" کے وزن پر ہے۔

۱؎ پہلے انہوں نے جمع کی تعریف کی اور طریقہ یہ ہے کہ عام طور پر پہلے کسی شئی کی تعریف کرتے ہیں اور پھر اس کی تقسیم کرتے ہیں۔اس لئے اب یہ جمع کی تقسیم کررہے ہیں، پہلے لفظ کے اعتبار سے جمع کی تقسیم کریں گے پھر معنی کے اعتبار سے جمع کی تقسیم کریں گے۔لفظ کے اعتبار سے جمع کی دو قسمیں ہیں۔۱۔جمع تکسیر۔۲۔جمع تصحیح۔۱۔جمع تکسیر وہ ہے جس میں واحد کا وزن سلامت نہ رہے جیسے رِجَال'' وَمَسَاجِدُ۔رِجَال'' یہ رَجُل'' کی جمع ہے، جمع میں واحد کا وزن سلامت نہیں ہے کیونکہ رَجُل'' میں را مفتوح ہے، رِجَال'' میں مکسور اور رَجُل'' میں جیم مضموم، رِجَال'' میں مفتوح اور رَجُل'' میں تیسری جگہ لام ہے، رِجَال'' میں تیسری جگہ الف آگیا، اسی طرح مَسَاجِدُ یہ مَسْجِد'' کی جمع ہے، یہاں بھی واحد کا وزن سلامت نہیں ہے کہ مَسْجِد'' میں سین ساکن ہے اور اس کے بعد جیم ہے جبکہ مَسَاجِدُ میں سین مفتوح ہے اور اس کے بعد الف ہے۔ثلاثی مجرد میں جمع کے اوزان سماع سے تعلق رکھتے ہیں، قیاس کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے یعنی ثلاثی مجرد میں جمع تکسیر کے وہی اوزان استعمال ہوں گے جو اہل عرب نے استعمال کئے ہیں البتہ رباعی اور خماسی میں جمع تکسیر کے لئے قانون ہے کہ رباعی اور خماسی میں جمع تکسیر فَعَالِلُ کے وزن پر آتی ہے۔رباعی کی مثال جیسے جَعْفَر'' سے جَعَافِرُ، خماسی کی مثال جیسے جَحْمَرِش'' سے جَحَامِرُ۔یہاں پانچویں حرف شین کو حذف کردیا گیا ہے کیونکہ خماسی کی جمع میں پانچویں حرف کو حذف کر دیتے ہیں۔جمع تکسیر کو جمع مکسر بھی کہتے ہیں۔جمع تصحیح وہ ہے جس میں واحد کا وزن سلامت رہے جمع تصحیح کو جمع سالم بھی کہتے ہیں، اس کی دو قسمیں ہیں۔۱۔جمع تصحیح مذکر۔۲۔جمع تصحیح مؤنث۔جمع تصحیح مذکر وہ ہے جس کے مفرد کے آخر میں واو ما قبل مضموم اور نون مفتوح یا یاء ما قبل مکسور اور نون مفتوح ملا ہوا ہو۔جیسے مُسْلِمُوْنَ اور مُسْلِمِیْنَ۔جمع تصحیح مذکر کو جمع مذکر سالم بھی کہتے ہیں۔جمع تصحیح مؤنث وہ ہے جس کے مفرد کے آخر میں الف، تاء کے ساتھ ملا ہوا ہو جیسے مُسْلِمَات'' یہ مُسْلِمَة'' کی جمع ہے، مُسْلِمَة'' کی تاء کو حذف کر کے اس کے آخر میں الف اور تاء لگایا تو یہ مُسْلِمَات'' ہو گیا۔جمع تصحیح مؤنث کو جمع مؤنث سالم بھی کہتے ہیں۔معنی کے اعتبار سے جمع کی دو قسمیں ہیں۔۱۔جمع قلت۔۲۔جمع کثرت۔۱۔جمع قلت وہ جمع ہے جس کو دس سے کم پر بولیں یعنی جس کا استعمال تین سے نو افراد تک ہو۔

بدانکہ جمع باعتبار لفظ بر دو قسم ست جمع تکسیر و جمع تصحیح جمع تکسیر آنست کہ بنائے واحد درو سلامت نباشد چوں رِجَال'' وَمَسَاجِدُ وابنیۂ جمع تکسیر در ثلاثی بسماع تعلق دارد وقیاس را درو مجالی نیست اما در رباعی وخماسی بروزن فَعَالِلُ آید چوں جَعْفَر'' وَجَعَافِرُ وَجَحْمَرِش'' وَجَحَامِرُ بحذف حرف خامس و جمع تصحیح آنست کہ بنائے واحد درو سلامت ماندو آں بر دو قسم ست جمع مذکر و جمع مؤنث۔جمع مذکر آنست کہ واوی ما قبل مضموم یا یای ما قبل مکسور و نون مفتوح در آخرش پیوند د چوں مُسْلِمُوْنَ وَمُسْلِمِیْنَ و جمع مؤنث آنست کہ الف با تا بآخرش پیوند د چوں مُسْلِمَات'' وبدانکہ جمع باعتبار معنی بر دو نوع ست جمع قلت و جمع کثرت جمع قلت آنست کہ بر کم از دہ اطلاق کنند

۱ جمع قلت کے چار وزن ہیں، "اَفْعُل" جیسے "اَکْلُب"، "اَفْعَال" جیسے "اَقْوَال"، "اَفْعِلَۃ" جیسے "اَعْوِنَۃ"، "فِعْلَۃ" جیسے "غِلْمَۃ"۔ ان کے علاوہ جمع مذکر سالم اور جمع مؤنث سالم بغیر الف ولام کے ہوں تو یہ بھی جمع قلت میں شامل ہیں، جیسے "مُسْلِمُوْنَ اور مُسْلِمَات" اس طرح جمع قلت کے کل چھ وزن ہو گئے، چار پہلے والے، پانچواں جمع مذکر سالم بغیر الف ولام کے، چھٹا جمع مؤنث سالم بغیر الف ولام کے جمع کثرت وہ ہے جس کو دس سے زیادہ پر بولیں اور اس کے اوزان جمع قلت کے چھ وزنوں کے علاوہ ہیں یعنی جمع قلت کے چھ وزنوں کے علاوہ جتنے اوزان ہیں وہ تمام جمع کثرت کے ہیں۔ فائدہ جمع کثرت و جمع قلت مجازاً ایک دوسرے کے معنی میں استعمال ہوتی رہتی ہیں۔

وآنرا چہار بناست اَفْعُل[۱] مثل اَکْلُب و اَفْعَال چوں اَقْوَال و اَفْعِلَۃ مثل اَعْوِنَۃ و فِعْلَۃ چوں غِلْمَۃ و دو جمع تصحیح بے الف ولام چوں مُسْلِمُوْنَ و مُسْلِمَات و جمع کثرت آنست کہ بردہ و بیشتر از دہ اطلاق کنند و ابنیۂ آں ہرچہ غیر ازیں شش بناست **فصل** بدانکہ اعراب اسم سہ[۲] است رفع و نصب و جر اسم متمکن باعتبار وجوہ اعراب بر شانزدہ قسم ست اول مفرد منصرف صحیح چوں زَیْد دوم مفرد منصرف جاری مجرائے صحیح چوں

۲ مصنف علیہ الرحمہ نے پہلے بتایا کہ معرب کی کل دو ہی قسمیں ہیں ایک اسم متمکن جب ترکیب میں واقع ہو، دوسرا فعل مضارع جب جمع مؤنث اور تاکید کے نونوں سے خالی ہو، اسی مناسبت سے اب یہ معرب کے اعراب کا ذکر فرماتے ہیں، پہلے اسم معرب کے اعراب ذکر فرمائیں گے۔ اور پھر فعل مضارع کے اعراب ذکر فرمائیں گے۔ پہلے اسم معرب کے اعراب ذکر فرما رہے ہیں کہ اسم معرب کے تین اعراب ہیں، رفع، نصب اور جر۔ رفع فاعل ہونے کی علامت ہے، نصب مفعول ہونے کی علامت ہے اور جر مضاف الیہ ہونے کی علامت ہے۔ وجوہ اعراب کے اعتبار سے اسم متمکن کی سولہ قسمیں ہیں۔ ۱۔ مفرد منصرف صحیح ۔۲۔ مفرد منصرف جاری مجرائے صحیح ۔۳۔ جمع مکسر منصرف ۔۴۔ جمع مؤنث سالم ۔۵۔ غیر منصرف ۔۶۔ اسمائے ستہ مکبرہ موحدہ مضاف بغیر یائے متکلم ۔۷۔ تثنیہ ۔۸۔ کِلَا وکِلْتَا مضاف بمضمر ۔۹۔ اِثْنَانِ وَ اثْنَتَانِ ۔۱۰۔ جمع مذکر سالم ۔۱۱۔ اُولُوْ ۔۱۲۔ عِشْرُوْنَ تا تِسْعُوْنَ ۔۱۳۔ اسم مقصور ۔۱۴۔ غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم۔ ۱۵۔ اسم منقوص ۔۱۶۔ جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم

۳ پہلی قسم ہے مفرد منصرف صحیح، مفرد جو تثنیہ، جمع نہ ہو، منصرف وہ اسم جس میں منع صرف کے نہ تو دو سبب پائے جائیں اور نہ ایک ایسا سبب پایا جائے جو دو کے قائم مقام ہو، صحیح نحویوں کے نزدیک وہ ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو جیسے "زَیْد" دوسری قسم ہے مفرد منصرف جاری مجرائے صحیح مفرد جو تثنیہ، جمع نہ ہو، منصرف وہ اسم ہے جس میں منع صرف کے نہ تو دو سبب پائے جائیں اور نہ ایک ایسا سبب پایا جائے جو دو کے قائم مقام ہو، جاری مجرائے صحیح وہ جس کے آخر میں حرف علت واؤ یا یاء ہو اور ان کا ماقبل ساکن ہو جیسے "دَلْو"، "ظَبْی"

تیسری قسم ہے ،جمع مکسر منصرف :جمع مکسر وہ جمع ہے جس میں واحد کا وزن سلامت نہ رہے اور منصرف وہ ہے جس میں منع صرف کے نہ تو دو سبب پائے جائیں اور نہ ایک ایسا سبب پایا جائے جو دو کے قائم مقام ہو۔ جیسے رِجَال' اِن تینوں قسموں کے تینوں اعراب تینوں حرکتوں کے ساتھ ہوتے ہیں یعنی رفع

دَلْو' سوم جمع مکسر منصرف چوں رِجَال' رفع شان بضمہ باشد ونصب بفتحہ وجر بکسرہ چوں جاءَنِیْ زَیْدٌ' وَدَلْوٌ وَرِجَالٌ' وَرَأَیْتُ زَیْدًا وَدَلْوًا وَرِجَالًا وَمَرَرْتُ بِزَیْدٍ وَدَلْوٍ وَرِجَالٍ چہارم جمع مؤنث سالم رفعش بضمہ باشد ونصب وجر بکسرہ چوں ھُنَّ مُسْلِمَاتٌ' وَرَأَیْتُ مُسْلِمَاتٍ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ پنجم غیر منصرف وآن اسمے ست کہ دو سبب از اسباب منع صرف درو باشد واسباب منع صرف نہ است عدل ووصف وتانیث ومعرفہ وعجمہ وجمع وترکیب و وزن فعل والف ونون زائدتان چوں عُمَرُ و اَحْمَرُ و طَلْحَۃُ وَزَیْنَبُ و اِبْرَاھِیْمُ ومَسَاجِدُ ومَعْدِیْکَرِبُ و اَحْمَدُ وعُمْرَانُ رفعش بضمہ باشد ونصب وجر بفتحہ چوں جآءَ عُمَرُ وَرَأَیْتُ عُمَرَ ومَرَرْتُ بِعُمَرَ ششم اسمائے ستہ مکبرہ در وقتیکہ مضاف باشند بغیر یائے متکلم چوں اَب' وَاَخ' وَحَم' وَھَن' وَفَم' و ذُوْمَالٍ رفع شاں بواو باشد ونصب بالف وجر بیا

ضمہ کے ساتھ ،نصب فتحہ کے ساتھ اور جر کسرہ کے ساتھ ہوتا ہے ۔رفعی حالت کی مثال جاءَنِیْ زَیْدٌ' وَدَلْوٌ' وَرِجَالٌ' نصبی حالت کی مثال رَأَیْتُ زَیْدًا او دَلْوًا اور رِجَالًا ،جری حالت کی مثال مَرَرْتُ بِزَیْدٍ وَدَلْوٍ وَرِجَالٍ چوتھی قسم ہے جمع مؤنث سالم :جمع مؤنث سالم وہ ہے جس کے مفرد کے آخر میں الف تاء کے ساتھ ملا ہوا ہو جیسے مُسْلِمَاتٌ' اس کا رفع ضمہ کے ساتھ نصب اور جر کسرہ کے ساتھ ہوتا ہے ۔رفعی حالت کی مثال ھُنَّ مُسْلِمَاتٌ' نصبی حالت کی مثال رَأَیْتُ مُسْلِمَاتٍ ،جری حالت کی مثال مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ پانچویں قسم ہے غیر منصرف :غیر منصرف وہ اسم ہے جس میں منع صرف کے دو سبب پائے جائیں یا ایک ایسا سبب پایا جائے جو دو کے قائم مقام ہو جیسے عُمَرُ ،اس کا رفع ضمہ کے ساتھ ،نصب اور جر فتحہ کے ساتھ ہوتا ہے رفعی حالت کی مثال جاءَ عُمَرُ نصبی حالت کی مثال رَأَیْتُ عُمَرَ ،جری حالت کی مثال مَرَرْتُ بِعُمَرَ ۔اسباب منع صرف نو ہیں اور وہ یہ ہیں ۔عدل ،وصف ،تانیث ،معرفہ ،عجمہ ،جمع ،ترکیب ،وزن فعل اور الف ونون زائدتان ۔عدل کی مثال عُمَرُ ۔وصف کی مثال اَحْمَرُ ۔تانیث کی مثال طَلْحَۃُ ۔معرفہ کی مثال زَیْنَبُ ۔عجمہ کی مثال اِبْرَاھِیْمُ ۔جمع کی مثال مَسَاجِدُ ۔ترکیب کی مثال مَعْدِیْکَرِبُ ۔وزن فعل کی مثال اَحْمَدُ ۔الف ونون زائدتان کی مثال عُمْرَانُ ۲ چھٹی قسم ہے اسمائے ستہ مکبرہ موحدہ مضاف بغیر یائے متکلم اسمائے ستہ یہ ہیں ،اَب'' ،اَخ'' ،حَم'' ،ھَن'' ،فَم'' ،ذُوْمَالٍ ،ان کا رفع واؤ کے ساتھ ،نصب الف کے ساتھ ،جر یاء کے ساتھ ہوتا ہے ۔رفعی حالت کی مثال جاءَ اَبُوْکَ ،نصبی حالت کی مثال رَأَیْتُ اَبَاکَ ،جری حالت کی مثال مَرَرْتُ بِاَبِیْکَ ۔

اسمائے ستہ کے اس اعراب کے لئے تین شرطیں ہیں۔پہلی شرط یہ ہے کہ مکبرہ ہوں مصغرہ نہ ہوں یعنی ان میں یائے تصغیر موجود نہ ہو اگر ان میں یائے تصغیر موجود ہوئی تو ان کا اعراب دوسری قسم مفرد منصرف جاری مجرا... ہوگا۔جیسے جَاءَ اُخَیُّکَ وَ رَأَیْتُ اُخَیَّکَ وَمَرَرْتُ بِاُخَیِّکَ۔دوسری شرط یہ ہے کہ موحدہ ہوں تثنیہ یا جمع نہ ہوں اگر تثنیہ یا جمع ہوئے تو ان کا اعراب تثنیہ یا جمع والا ہوگا تثنیہ ہوں جیسے جَاءَ اَبَوَاکَ وَ رَأَیْتُ اَبَوَیْکَ وَمَرَرْتُ بِاَبَوَیْکَ اور جمع مکسر ہوں تو جیسے جَاءَ آبَائُکَ وَ رَأَیْتُ آبَائَکَ وَمَرَرْتُ بِآبَائِکَ۔اور جمع مذکر سالم ہوں تو جیسے جَاءَ اَبُوْکَ وَ رَأَیْتُ اَبِیْکَ وَمَرَرْتُ بِاَبِیْکَ۔تیسری شرط یہ ہے کہ غیر یائے متکلم کی طرف مضاف ہوں چاہے اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوں جیسے جَاءَ اَبُوْ زَیْدٍ وَ رَأَیْتُ اَبَا زَیْدٍ وَمَرَرْتُ بِاَبِیْ زَیْدٍ، چاہے اسم ضمیر کی طرف مضاف ہوں جیسے جَاءَ اَبُوْکَ وَ رَأَیْتُ اَبَاکَ وَمَرَرْتُ بِاَبِیْکَ سوائے ذو کے کیونکہ وہ اسم جنس کی طرف مضاف ہوتا ہے معرفہ کی طرف مضاف نہیں ہوتا ،اگر یہ یاءِ متکلم کی طرف مضاف ہوں تو انکا اعراب چودھویں قسم والا ہوگا جیسے جَاءَ اَبِیْ وَ رَأَیْتُ اَبِیْ وَمَرَرْتُ بِاَبِیْ اور اگر یہ مضاف ہی نہ ہوں تو ان کا اعراب پہلی قسم والا ہوگا جیسے جَاءَ اَبٌ وَ رَأَیْتُ اَبًا وَمَرَرْتُ بِاَبٍ۔لیکن ذو بغیر اضافت کے استعمال نہیں ہوتا ۔ساتویں قسم ہے تثنیہ: تثنیہ وہ اسم ہے جو دو پر دلالت کرے اس سبب سے کہ اس کے

چوں جَآءَ اَبُوْکَ وَ رَأَیْتُ اَبَاکَ وَمَرَرْتُ بِاَبِیْکَ ہفتم مثنی چوں رَجُلَانِ ہشتم کِلَا وَ کِلْتَا مضاف بمضمر نہم اِثْنَانِ وَ اِثْنَتَانِ رفع شان بالف باشد ونصب وجر بیائی ماقبل مفتوح چوں جَآءَ رَجُلَانِ وَ کِلَاهُمَا وَ اِثْنَانِ وَ رَأَیْتُ رَجُلَیْنِ وَ کِلَیْهِمَا وَ اِثْنَیْنِ وَمَرَرْتُ بِرَجُلَیْنِ وَ کِلَیْهِمَا وَ اِثْنَیْنِ دہم جمع مذکر سالم چوں مُسْلِمُوْنَ یازدہم اُولُوْ دوازدہم عِشْرُوْنَ تا تِسْعُوْنَ

مفرد میں کے آخر میں الف ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ یا یاء ماقبل مفتوح اور نون مکسورہ ملے ہوئے ہوں جیسے رَجُلَانِ۔آٹھویں قسم ہے کِلَا وَ کِلْتَا مضاف بمضمر یعنی کِلَا وَ کِلْتَا جب ضمیر کی طرف مضاف ہوں کِلَا وَ کِلْتَا تثنیہ نہیں ہیں کیونکہ ان کا مفرد انکے لفظ سے نہیں ہے یہ معنیٰ کے لحاظ سے تثنیہ کے مشابہ ہیں ان کو ملحق بتثنیہ کہتے ہیں۔نویں قسم ہے اِثْنَانِ وَ اِثْنَتَانِ یہ بھی تثنیہ نہیں ہیں بلکہ ملحق بتثنیہ ہیں یہ صورت اور معنی کے لحاظ سے تثنیہ کے مشابہ ہیں۔ان تینوں قسموں کا رفع الف کے ساتھ ،نصب [illegible] رجر یاء ماقبل مفتوح کے ساتھ ہوتا ہے۔رفعی حالت کی مثال جَاءَ رَجُلَانِ وَ کِلَاهُمَا وَ اِثْنَانِ نصبی حالت کی مثال رَأَیْتُ رَجُلَیْنِ وَ کِلَیْهِمَا وَ اِثْنَیْنِ ،جری حالت کی مثال مَرَرْتُ بِرَجُلَیْنِ وَ کِلَیْهِمَا وَ اِثْنَیْنِ ۔کِلَا اور کِلْتَا کا یہ اعراب اس وقت ہے جب ضمیر کی طرف مضاف ہوں اور اگر اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوں تو ان کا اعراب تیرہویں قسم والا ہوگا جیسے جَاءَ کِلَا الرَّجُلَیْنِ وَ رَأَیْتُ کِلَا الرَّجُلَیْنِ وَمَرَرْتُ بِکِلَا الرَّجُلَیْنِ دسویں قسم ہے جمع مذکر سالم وہ اسم ہے جو دو سے زیادہ پر دلالت کرے اس سبب سے کہ اس کے مفرد کے آخر میں واؤ ماقبل مضموم اور نون مفتوح یا یاء ماقبل مکسور اور نون مفتوح ملا ہوا ہو جیسے مُسْلِمُوْنَ۔گیارہویں قسم ہے اُوْلُوْ یہ ذو کی جمع بغیر لفظہ ہے یعنی اس میں ذو کی جمع والا معنی پایا جاتا ہے لیکن اس کے الفاظ ذو سے مختلف ہیں لہٰذا یہ جمع مذکر سالم نہیں ہے اس کو ملحق بجمع مذکر سالم کہتے ہیں۔بارہویں قسم ہے عِشْرُوْنَ تا تِسْعُوْنَ یعنی آٹھ دھائیاں عِشْرُوْنَ، ثَلٰثُوْنَ ،اَرْبَعُوْنَ، خَمْسُوْنَ، سِتُّوْنَ، سَبْعُوْنَ، ثَمَانُوْنَ، تِسْعُوْنَ یہ بھی جمع مذکر سالم نہیں بلکہ ملحق بجمع مذکر سالم ہیں کیونکہ ان کا مفرد انکے لفظوں سے نہیں ہے یہ صورت اور معنیٰ میں جمع کے مشابہ ہیں۔

رفع شاں[1] بواوِ ماقبل مضموم باشد ونصب وجر بیائے ماقبل مکسور چوں جَآءَ مُسْلِمُوْنَ وَ اُولُوْ مَالٍ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا وَرَأَیْتُ مُسْلِمِیْنَ وَ اُولِیْ مَالٍ وَعِشْرِیْنَ رَجُلًا وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِیْنَ وَ اُولِیْ مَالٍ وَعِشْرِیْنَ رَجُلًا سیزدھم اسم مقصور وآں اسمے ست کہ در آخرش الف مقصورہ باشد چوں اَلْمُوْسیٰ چہاردھم غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم چوں غُلَامِیْ رفع شاں بتقدیر ضمہ باشد ونصب بتقدیر فتحہ وجر بتقدیر کسرہ ودر لفظ ہمیشہ یکساں باشند چوں جَآءَ مُوْسیٰ وَغُلَامِیْ وَ رَأَیْتُ مُوْسیٰ وَغُلَامِیْ وَمَرَرْتُ بِمُوْسیٰ وَغُلَامِیْ پانزدھم اسم منقوص وآں اسمے ست کہ آخرش یای ماقبل مکسور باشد چوں اَلْقَاضِیْ رفعش بتقدیر ضمہ باشد ونصبش بفتحہ لفظی وجرش بتقدیر کسرہ چوں جَآءَ الْقَاضِیْ وَرَأَیْتُ الْقَاضِیَ وَمَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ شانزدھم[2] جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم چوں مُسْلِمِیَّ، رفعش بتقدیر واوٗ باشد ونصب وجرش بیائی ماقبل مکسور چوں ھٰؤُلَآءِ مُسْلِمِیَّ

اسم مقصور: اسم مقصور وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو خواہ لفظاً ہو جیسے اَلْمُوْسیٰ یا تقدیراً ہو جیسے مُوْسیٰ کہ اصل میں مُوْسَیٌ" بروزن مُفْعَلٌ" تھا، یا متحرک ماقبل مفتوح ہے اس لئے یاء کو الف سے بدل دیا اب الف اور نون تنوین کے درمیان اجتماع ساکنین ہوا تو الف کو گرادیا یہ مُوْسیٰ ہوگیا چودہویں قسم ہے غیر جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم یعنی جمع مذکر سالم نہ ہو، جمع مذکر سالم کے علاوہ کوئی اور اسم ہو اور یائے متکلم کی طرف مضاف ہو جیسے غُلَامِیْ۔ ان دونوں قسموں کا اعراب تینوں حالتوں میں تینوں حرکتوں کے ساتھ تقدیری ہوتا ہے یعنی رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ، نصب فتحہ تقدیری کے ساتھ، جر کسرہ تقدیری کے ساتھ ہوتا ہے۔ رفعی حالت کی مثال جَاءَ الْمُوْسیٰ وَمُوْسیٰ وَغُلَامِیْ نصبی حالت کی مثال رَأَیْتُ الْمُوْسیٰ وَمُوْسیٰ وَغُلَامِیْ، جری حالت کی مثال مَرَرْتُ بِالْمُوْسیٰ وَمُوْسیٰ وَغُلَامِیْ پندرہویں قسم ہے اسم منقوص: اسم منقوص وہ اسم ہے جس کے آخر میں یا ماقبل مکسور ہو خواہ لفظاً ہو جیسے اَلْقَاضِیْ یا تقدیراً ہو جیسے قَاضٍ کہ اصل میں قَاضِیٌ" تھا یاء پر ضمہ ثقیل تھا اس کو گرادیا اب یاء اور نون تنوین کے درمیان التقائے ساکنین ہوا یاء کو گرادیا تو یہ قَاضٍ ہوگیا۔ اس کا رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ، نصب فتحہ لفظی کے ساتھ، جر کسرہ تقدیری کے ساتھ ہوتا ہے رفعی حالت کی مثال جَاءَ الْقَاضِیْ وَقَاضٍ، نصبی حالت کی مثال رَأَیْتُ الْقَاضِیَ وَقَاضِیًا، جری حالت کی مثال مَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ وَقَاضٍ [2] سولہویں قسم ہے جمع مذکر سالم مضاف بیائے متکلم یعنی جمع مذکر سالم ہو اور یائے متکلم کی طرف مضاف ہو جیسے مُسْلِمِیَّ، اس کا رفع تقدیر واوٗ کے ساتھ، نصب اور جر یاء ماقبل مکسور کے ساتھ ہوتا ہے۔ رفعی حالت کی مثال ھٰؤُلَاءِ مُسْلِمِیَّ، نصبی حالت کی مثال رَأَیْتُ مُسْلِمِیَّ جری حالت کی مثال مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیَّ۔

[1] ان تینوں قسموں کا رفع واوٗ ماقبل مضموم کے ساتھ، نصب اور جر یاء ماقبل مکسور کے ساتھ ہوتا ہے۔ رفعی حالت کی مثال جَاءَ مُسْلِمُوْنَ وَ اُولُوْ مَالٍ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا نصبی حالت کی مثال رَأَیْتُ مُسْلِمِیْنَ وَ اُولِیْ مَالٍ وَعِشْرِیْنَ رَجُلًا، جری حالت کی مثال مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیْنَ وَ اُولِیْ مَالٍ وَعِشْرِیْنَ رَجُلًا تیرہویں قسم ہے

۱ رفعی حالت ھٰؤُلاءِ مُسْلِمِیَّ میں جو مُسْلِمِیَّ ہے یہ اصل میں مُسْلِمُوْنَ تھا جب اس کی یائے متکلم کی طرف اضافت کی تو نون اضافت کی وجہ سے گر گیا تو یہ مُسْلِمُوْیَ ہو گیا ،اب واؤ اور یاء اکٹھے ہوئے ان میں سے پہلا ساکن ہے لہٰذا سید '' والے قانون سے واؤ کو یا کیا اور یا کا یا میں ادغام کر دیا تو یہ مُ ہو گیا پھر میم کے ضمہ کو یا کی مناسبت کی وجہ سے کسرہ سے بدل دیا تو یہ مُسْلِمِیَّ ہو گیا۔ یہاں واؤ چونکہ لفظوں میں باقی نہیں ہے اس لئے حالتِ رفعی میں اعراب تقدیری ہو گا اور نصبی اور جری حالت میں اعراب لفظی ہوتا ہے کیونکہ یہاں یاء لفظوں میں باقی ہے صرف ادغام ہوا ہے مثلاً حالتِ نصبی و جری میں جو مُسْلِمِیَّ ہے یہ اصل میں مُسْلِمِیْنَ تھا اس کی یاءِ متکلم کی طرف اضافت کی تو نون گر گیا اب دو یاء اکٹھی ہوئیں پہلی ساکن ہے تو پہلی کا دوسری میں ادغام کر دیا مُسْلِمِیَّ ہو گیا ۲ معرب کی کل دو قسمیں ہیں ایک اسم متمکن جب ترکیب میں واقع ہو، دوسرا فعل مضارع جب جمع مؤنث اور تاکید کے نونوں سے خالی ہو، پہلے انہوں نے اسم معرب کے اعراب کا ذکر فرمایا اب اس فصل میں فعل مضارع معرب کے اعراب ذکر فرمارہے ہیں کہ فعل مضارع کے تین اعراب ہیں رفع، نصب اور جزم۔ وجوہِ اعراب کے اعتبار سے فعل مضارع کی چار قسمیں ہیں۔ ۱۔ صحیح مجرد از ضمائر بارزہ و نون اناث و نون تاکید ۲۔ مفرد معتل واوی و مفرد معتل یائی ۳۔ مفرد معتل الفی ۴۔ صحیح یا معتل با ضمائر بارزہ و نونہائے اعرابی

که دراصل مُسْلِمُوْنَ بود نون باضافت ساقط شد واؤ و یا جمع شده بودند و سابق ساکن بود واؤ را بیا بدل کردند و یا را در یا ادغام کردند مُسْلِمِیَّ شد ضمه میم را بکسره بدل کردند وَرَأَیْتُ مُسْلِمِیَّ وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِیَّ فصل : بدانکه اعراب[۲] مضارع سه است رفع و نصب و جزم و فعل مضارع باعتبار وجوه اعراب بر چهار قسم ست اول ، صحیح مجرد از ضمیر بارز مرفوع برائے تثنیه و جمع مذکر و برائے واحد مؤنث مخاطبه رفعش بضمه باشد و نصب بفتحه و جزم بسکون چوں هُوَ یَضْرِبُ وَلَنْ یَضْرِبَ وَلَمْ یَضْرِبْ دوم مفرد معتل واوی چوں یَغْزُوْ و یائی چوں یَرْمِیْ رفعش بتقدیر ضمه باشد و نصب بفتحه لفظی و جزم بحذف لام چوں هُوَ یَغْزُوْ وَ یَرْمِیْ وَلَنْ یَغْزُوَ وَلَنْ یَّرْمِیَ وَلَمْ یَغْزُ وَلَمْ یَرْمِ

پہلی قسم ہے صحیح مجرد از ضمائر بارزہ و نونِ اناث و نونِ تاکید صحیح نحویوں کے نزدیک وہ ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو جیسے یَضْرِبُ، مجرد از ضمائر بارزہ و نونِ اناث و نونِ تاکید کا معنی ہے کہ وہ ضمائر بارزہ اور مؤنث کے نون اور تاکید کے نون سے خالی ہو۔ مضارع نونِ تاکید کے ساتھ ہو تو مبنی ہے اور مؤنث کے نون دو صیغوں میں ہوتے ہیں جمع مؤنث غائب اور جمع مؤنث حاضر میں، یہ بھی مبنی ہوتے ہیں۔ باقی بارہ صیغے ہیں جن میں سات صیغوں میں ضمائر بارزہ ہوتی ہیں چار تثنیہ کے صیغے اور جمع مذکر غائب و جمع مذکر حاضر و واحد مؤنث حاضر ان کے علاوہ پانچ صیغے ہیں یَضْرِبُ، تَضْرِبُ، تَضْرِبُ، اَضْرِبُ، نَضْرِبُ، ان کا رفع ضمہ کے ساتھ، نصب فتحہ کے ساتھ، جزم آخری حرف کو ساکن کرنے کے ساتھ ہوتا ہے۔ رفعی حالت کی مثال ھُوَ یَضْرِبُ، نصبی حالت کی مثال لَنْ یَضْرِبَ، جزمی حالت کی مثال لَمْ یَضْرِبْ دوسری قسم ہے مفرد معتل واوی و مفرد معتل یائی، مفرد وہ ہے جو تثنیہ جمع نہ ہو اور اس سے پہلی قسم والے پانچ صیغے ہی مراد ہیں۔ معتل واوی وہ ہے جس کے آخر میں واؤ ہو جیسے یَغْزُوْ اور معتل یائی وہ ہے جس کے آخر میں یاء ہو جیسے یَرْمِیْ۔ اس کا رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ، نصب فتحہ لفظی کے ساتھ، جزم آخری حرف کو حذف کرنے کے ساتھ، رفعی حالت کی مثال ھُوَ یَغْزُوْ وَ یَرْمِیْ نصبی حالت کی مثال لَنْ یَغْزُوَ وَلَنْ یَّرْمِیَ، جزمی حالت کی مثال لَمْ یَغْزُ وَلَمْ یَرْمِ۔

سوم[1] مفرد معتل الفی چوں یَرْضٰی رفعش بتقدیر ضمہ باشد ونصب بتقدیر فتحہ وجزم بحذف لام چوں ھُوَ یَرْضٰی وَلَنْ یَّرْضٰی وَلَمْ یَرْضَ چہارم[2] صحیح یا معتل باضمائر ونونہائے مذکورہ رفع شاں باثبات نون باشد چنانکہ در تثنیہ گوئی ھُمَا یَضْرِبَانِ وَیَغْزُوَانِ وَیَرْمِیَانِ وَیَرْضَیَانِ ودر جمع مذکر گوئی ھُمْ یَضْرِبُوْنَ وَیَغْزُوْنَ وَیَرْمُوْنَ وَیَرْضَوْنَ ودر مفرد مؤنث حاضر گوئی اَنْتِ تَضْرِبِیْنَ وَتَغْزِیْنَ وَتَرْمِیْنَ وَتَرْضَیْنَ ونصب وجزم بحذف نون چنانکہ در تثنیہ گوئی لَنْ یَّضْرِبَا وَلَنْ یَّغْزُوَا وَلَنْ یَّرْمِیَا وَلَنْ یَّرْضَیَا وَلَمْ یَضْرِبَا وَلَمْ یَغْزُوَا وَلَمْ یَرْمِیَا وَلَمْ یَرْضَیَا ودر جمع مذکر گوئی لَنْ یَّضْرِبُوْا وَلَنْ یَّغْزُوْا وَلَنْ یَّرْمُوْا وَلَنْ یَّرْضَوْا وَلَمْ یَضْرِبُوْا وَلَمْ یَغْزُوْا وَلَمْ یَرْمُوْا وَلَمْ یَرْضَوْا ودر واحد مؤنث حاضر گوئی لَنْ تَضْرِبِیْ وَلَنْ تَغْزِیْ وَلَنْ تَرْمِیْ وَلَنْ تَرْضَیْ وَلَمْ تَضْرِبِیْ وَلَمْ تَغْزِیْ وَلَمْ تَرْمِیْ وَلَمْ تَرْضَیْ۔

[1] تیسری قسم ہے مفرد معتل الفی، مفرد وہ ہے جو تثنیہ، جمع نہ ہو اور اس سے پہلی قسم والے پانچ صیغے ہی مراد ہیں، معتل الفی وہ ہے جس کے آخر میں الف ہو، جیسے یَرْضٰی، اس کا رفع تقدیر ضمہ کے ساتھ، نصب تقدیر فتحہ کے ساتھ اور جزم آخری حرف کو حذف کرنے کے ساتھ۔ رفعی حالت کی مثال ھُوَ یَرْضٰی نصبی حالت کی مثال لَنْ یَرْضٰی، جزمی حالت کی مثال لَمْ یَرْضَ

[2] چوتھی قسم ہے صحیح یا معتل باضمائر بارزہ ونونہائے اعرابی یعنی صحیح ہو یا معتل واوی یا معتل یائی یا معتل الفی اور اس میں تثنیہ، جمع مذکر اور واحدہ مؤنثہ مخاطبہ کی ضمیریں موجود ہوں اور اصل کلمہ میں نون اعرابی بھی موجود ہو یہ کل سات صیغے ہیں چار تثنیہ کے، ایک جمع مذکر غائب، ایک جمع مذکر حاضر اور ایک واحد مؤنث حاضر یعنی یَضْرِبَانِ، تَضْرِبَانِ، تَضْرِبَانِ، تَضْرِبَانِ، یَضْرِبُوْنَ، تَضْرِبُوْنَ، تَضْرِبِیْنَ اس کا رفع نون کو ثابت رکھنے کے ساتھ، نصب اور جزم نون کو گرانے کے ساتھ ہوتا ہے۔ تثنیہ کی رفعی حالت کی مثالیں، ھُمَا یَضْرِبَانِ وَیَغْزُوَانِ وَیَرْمِیَانِ وَیَرْضَیَانِ جمع مذکر کی رفعی حالت کی مثالیں، ھُمْ یَضْرِبُوْنَ وَیَغْزُوْنَ وَیَرْمُوْنَ وَیَرْضَوْنَ، واحد مؤنث حاضر کی رفعی حالت کی مثالیں اَنْتِ تَضْرِبِیْنَ وَتَغْزِیْنَ وَتَرْمِیْنَ وَتَرْضَیْنَ، تثنیہ کی نصبی حالت کی مثالیں، لَنْ یَّضْرِبَا وَلَنْ یَّغْزُوَا وَلَنْ یَّرْمِیَا وَلَنْ یَّرْضَیَا جمع مذکر کی نصبی حالت کی مثالیں لَنْ یَّضْرِبُوْا وَلَنْ یَّغْزُوْا وَلَنْ یَّرْمُوْا وَلَنْ یَّرْضَوْا، واحد مؤنث حاضر کی نصبی حالت کی مثالیں لَنْ تَضْرِبِیْ وَلَنْ تَغْزِیْ وَلَنْ تَرْمِیْ وَلَنْ تَرْضَیْ، تثنیہ کی جزمی حالت کی مثالیں، لَمْ یَضْرِبَا وَلَمْ یَغْزُوَا وَلَمْ یَرْمِیَا وَلَمْ یَرْضَیَا، جمع مذکر کی جزمی حالت کی مثالیں، لَمْ یَضْرِبُوْا وَلَمْ یَغْزُوْا وَلَمْ یَرْمُوْا وَلَمْ یَرْضَوْا، واحد مؤنث حاضر کی جزمی حالت کی مثالیں، لَمْ تَضْرِبِیْ وَلَمْ تَغْزِیْ وَلَمْ تَرْمِیْ وَلَمْ تَرْضَیْ۔

۱ مصنف علیہ الرحمہ نے پہلے بیان فرمایا کہ جب جملے کے کلمات زیادہ ہو جائیں تو ہر کلمہ کے متعلق دیکھنا چاہیے کہ عامل ہے یا معمول، اسی مناسبت سے اب یہ اعراب کے عوامل کے متعلق بیان فرمارہے ہیں۔ عامل وہ ہے جس کے سبب سے معرب کے آخر میں مخصوص اثر ظاہر ہو جیسے جاء زید میں جاء عامل ہے، اس کے سبب سے معرب زید کے آخر میں ضمہ آگیا۔ اعراب کے عامل کی دو قسمیں ہیں لفظی اور معنوی۔ عامل لفظی کا مطلب ہے جو خود مذکور ہو یا اس پر دلالت کرنے والا مذکور ہو جیسے جاء زید'' میں جاء عامل خود مذکور ہے اور اَسْلَمْتُ لِاَدْخُلَ الْجَنَّۃَ میں اَنْ ناصبہ پر دلالت کرنے والا لام جارہ مذکور ہے۔ اور عامل معنوی کا مطلب ہے جو نہ خود لفظوں میں مذکور ہو نہ اس پر دلالت کرنے والا لفظوں میں مذکور ہو جیسے ابتدا یعنی اسم کا لفظی عامل سے خالی ہونا۔ عامل لفظی کی تین قسمیں ہیں، ۱۔ حروف عاملہ۔ ۲۔ افعال عاملہ۔ ۳۔ اسمائے عاملہ۔ مصنف علیہ الرحمہ فرمارہے ہیں کہ ان کو ہم تین بابوں میں ذکر کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ ۲ پہلا باب حروفِ عاملہ کے بیان میں ہے اور اس میں دو فصلیں ہیں۔ پہلی فصل ان حروف کے بیان میں ہے جو اسموں میں عمل کرتے ہیں اور حروف عاملہ کی پانچ قسمیں ہیں ۔۱۔ حروف جر ۔۲۔ حروف مشبہ بفعل ۔۳۔ مَا وَلَا الْمُشَبَّہتان بلیس ۔۴۔ لائے نفی جنس ۔ ۵۔ حروف ندا۔ پہلی قسم ہے حروف جر، اور وہ سترہ ہیں ۔ باء وَمِنْ وَ اِلٰی وَحَتّٰی وَفِیْ وَلام وَرُبَّ وَ واؤ قسم وتائے قسم وَعَن وَعَلٰی و کاف تشبیہ وَمُذْ وَمُنْذُ وَحَاشَا وَخَلَا وَعَدَا۔ ان حروف کو ان دو شعروں میں بیان کیا گیا ہے۔ نوع اول: ہفدہ حرف جر بود میداں یقین، کاندریں یک بیت آمد جملہ بے چون وچرا۔ باؤ تاؤ کاف ولام وواؤ منذ مذ خلا، رُب حاشا من عدا فی عن علی حتی الی۔ ان کا عمل یہ ہے کہ یہ حروف اسم پر داخل ہوتے ہیں اور اسم کے آخر کو جر کرتے ہیں جیسے اَلْمَالُ لِزَیْدٍ میں زید پر لام حرف جر داخل ہے اس نے زید کے آخر کو جر دیدیا۔ دوسری قسم ہے حروف مشبہ بفعل اور وہ چھ ہیں۔ ان کو اس شعر میں بیان کیا گیا ہے

فصل: ۱ بدانکہ عوامل اعراب بر دو قسم ست لفظی ومعنوی لفظی بر سہ قسم ست حروف وافعال واسماو ایں را در سہ باب یاد کنیم انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب اوّل در حروف عاملہ و در و دو فصل ست ۲

فصل اوّل در حروف عاملہ در اسم، آں پنج قسم ست قسم اوّل حروف جر وآں ہفدہ است باؤ مِنْ وَاِلٰی وَحَتّٰی وَفِیْ وَلام وَرُبَّ وَ واؤ قسم وتائے قسم وَعَنْ وَعَلٰی وکاف تشبیہ وَمُذْ وَمُنْذُ وحَاشَا وخَلَا وعَدَا ایں حروف بر اسم روند وآخرش را جر کنند چوں اَلْمَالُ لِزَیْدٍ دوم حروف مشبہ بفعل وآں شش ست اِنَّ وَاَنَّ وکَاَنَّ وَلٰکِنَّ وَلَیْتَ وَلَعَلَّ ایں حروف را اسمے باید منصوب وخبرے مرفوع چوں اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ'' زید را اسم اِنَّ گویند وقائم را خبر اِنَّ۔

۳ اِنَّ بَا اَنَّ کَاَنَّ وَلَیْتَ وَلٰکِنَّ وَلَعَلَّ، ناصب اسمند ورافع در خبر ضد ما ولا۔ ان حروف کا عمل یہ ہے کہ ان کا اسم منصوب ہوتا ہے اور خبر مرفوع یعنی یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر مبتدا کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں۔ جیسے اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ'' یہاں زَیْدًا اِنَّ کا اسم ہے اور منصوب ہے قَائِمٌ'' اِنَّ کی خبر ہے اور مرفوع ہے۔

بدانکہ اِنَّ وَ اَنَّ حروف تحقیق ست[1] وکَاَنَّ حرف تشبیہ ولٰکِنَّ
حرف استدراک ولَیتَ حرف تمنی ولَعَلَّ حرف ترجی ،سوم
ماولا المشبہتان بلیس وآں عمل لَیس میکنند چنانکہ گوئی ما
زَید" قَائِمًا زیداسم ماست وقائمًا خبراو وچہارم لائے نفی جنس[2]
اسم ایں لا اکثر مضاف باشد منصوب وخبرش مرفوع چوں لا
غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِیفٌ" فِی الدَّارِ واگرنکرہ مفردہ باشد مبنی باشد
بر فتح چوں لا رَجُلَ فِی الدَّارِ واگر بعد او معرفہ باشد تکرار لا
بامعرفہ دیگر لازم باشد ولا مُلغی باشد یعنی عمل نکند
وآں معرفہ مرفوع باشد بابتدا چوں لا زَیدٌ" عِندِی
وَلَا عَمرٌو" و واگر بعد آں لا نکرہ مفردہ باشد مکرر بانکرہ

[1] اِنَّ اور اَنَّ تحقیق کے لئے آتے ہیں، کَاَنَّ تشبیہ کے لئے آتا ہے۔ تشبیہ کا مطلب ہے ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ کسی وصف میں شریک کرنا۔ لٰکِنَّ حرفِ استدراک ہے۔ استدراک کا مطلب ہے، گذشتہ کلام سے پیدا ہونے والے وہم کو دور کرنا، لَیتَ حرف تمنی ہے اور لَعَلَّ حرف ترجی ہے۔ تیسری قسم ہے ما وَلَا المشبہتان بلَیس، وہ ما اور لا جو لَیس کے مشابہ ہوتے ہیں کہ یہ دونوں لَیس کی طرح نفی کا فائدہ دیتے ہیں۔ اور لَیس کی طرح مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں چونکہ یہ لَیس کے مشابہ ہوتے ہیں اس لئے ان کو لَیس والا عمل دیا گیا جس طرح لَیس اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتا ہے اسی طرح ما اور لا بھی اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔ جیسے ما زَید" قائمًا۔ زید" ما کا اسم ہے اور مرفوع ہے، قائمًا ما کی خبر ہے اور منصوب ہے

[2] چوتھی قسم ہے لائے نفی جنس یعنی وہ لا جو جنس سے خبر کی نفی کرتا ہے۔ اس کی خبر ہمیشہ مرفوع ہوتی ہے اور اس کے اسم کی چند صورتیں ہیں ۔ا۔ اس کا اسم اکثر مضاف ہوتا ہے اور منصوب ہوتا ہے۔ جیسے لا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِیفٌ" فِی الدَّارِ یہاں غُلَامَ لائے نفی جنس کا اسم ہے اور مضاف ہے اور منصوب کبھی اس کا اسم مشابہ مضاف بھی ہوتا ہے اس صورت میں بھی منصوب ہوتا ہے جیسے لا عِشرِینَ دِرھَمًا لَکَ، یہاں عِشرِینَ لا کا اسم ہے مشابہ مضاف ہے اور منصوب ہے۔ مشابہ مضاف کا مطلب ہے کہ جس طرح مضاف کے بعد جب تک مضاف الیہ کو ذکر نہ کیا جائے مضاف کا معنی مکمل نہیں ہوتا اسی طرح مشابہ مضاف کے بعد جب تک کسی دوسری چیز کو ذکر نہ کیا جائے اس کا معنی مکمل نہیں ہوتا۔۲:۔ اگر اس لا کا اسم نکرہ مفردہ ہو تو علامتِ نصب پر مبنی ہوتا ہے، محلًا اب بھی منصوب ہی ہوگا جیسے لا رَجُلَ فِی الدَّارِ اس میں رَجُلَ لا کا اسم ہے، نکرہ مفردہ ہے اور علامتِ نصب فتحہ پر مبنی ہے اور محلًا منصوب ہے، مفردہ کا یہاں مطلب یہ ہے کہ مضاف اور مشابہ مضاف نہ ہو۔ اگر اس لا کے بعد معرفہ ہو تو لا کا دوسرے معرفہ کے ساتھ تکرار ضروری ہوگا یعنی اس لا اور معرفہ کے بعد ایک اور لا اور معرفہ ہوگا اس صورت میں یہ لا ملغی ہوگا یعنی کوئی عمل نہیں کرے گا اور وہ معرفہ ابتدا کی وجہ سے مرفوع ہوگا، لا کا اسم نہیں ہوگا کیونکہ لا اس میں عمل نہیں کر رہا اور لا کا اسم وہی کہلائے گا جس میں لا عمل کرے گا۔ جیسے لا زَید" عِندِی وَلَا عَمرٌو" یہاں پہلے لا کے بعد زَید" ہے، اس کے بعد ایک اور لا اور معرفہ ہے اور وہ لا عَمرٌو" ہے اور لا ملغی ہے یعنی کوئی عمل نہیں کر رہا اور اس کے بعد جو زَید" اور عَمرٌو" ہیں یہ ابتدا کی وجہ سے مرفوع ہیں اور مبتدا ہیں لا کا اسم نہیں ہیں۔ اگر اس لا کے بعد نکرہ مفردہ ہو اور لا کا دوسرے نکرہ مفردہ کے ساتھ تکرار ہو یعنی اس لا اور نکرہ مفردہ کے بعد ایک اور لا اور نکرہ مفردہ ہو تو اس طرح کی ترکیب میں پانچ طرح پڑھنا جائز ہے لَاحَولَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَاحَولٌ" وَلَاقُوَّةٌ" اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَاحَولَ وَلَاقُوَّةٌ" اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَاحَولٌ" وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ وَلَاحَولَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

لے پہلی صورت یہ ہے کہ دونوں لا نفی جنس کے لئے ہیں اور دونوں نکرے مبنی بر فتح ہیں لائے نفی جنس کا اسم ہونے کی وجہ سے جیسے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہِ دوسری صورت یہ ہے کہ پہلا لا نفی جنس کے لئے ہے اور عمل نہیں کر رہا اور اس کے بعد جو نکرہ مفردہ ہے وہ مرفوع ہے ابتدا کی وجہ سے اور دوسرا لا زائدہ نفی کی تاکید کے لئے ہے اور اس کے بعد جو نکرہ مفردہ ہے وہ مرفوع ہے ابتدا کی وجہ سے جیسے لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللہِ، تیسری صورت یہ ہے کہ پہلا لا نفی جنس کے لئے ہے اور اس کے بعد جو نکرہ مفردہ ہے وہ مبنی بر فتح ہے لائے نفی جنس کا اسم ہونے کی وجہ سے اور دوسرا لا زائدہ نفی کی تاکید کے لئے ہے اور اس کے بعد جو نکرہ مفردہ ہے وہ مرفوع ہے کیونکہ پہلے نکرہ کے محل بعید پر عطف ہے اور پہلا نکرہ محل بعید کے اعتبار سے مرفوع ہے بسبب ابتدا کے جیسے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللہِ چوتھی صورت یہ ہے کہ پہلا لا مشابہ بلیس ہے اور اس کے بعد جو نکرہ مفردہ ہے وہ مرفوع ہے لا مشابہ بلیس کا اسم ہونے کی وجہ سے اور دوسرا لا نفی جنس کے لئے ہے اور اس کے بعد جو نکرہ مفردہ ہے وہ مبنی بر فتح ہے لائے نفی جنس کا اسم ہونے کی وجہ سے لَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہِ پانچویں صورت یہ ہے کہ پہلا لا نفی جنس کے لئے اور اس کے بعد جو نکرہ مفردہ ہے وہ مبنی بر فتح ہے لا نفی جنس کا اسم ہونے کی وجہ سے اور دوسرا لا زائدہ ہے اور نفی کی تاکید کے لئے اور اس کے بعد جو نکرہ مفردہ ہے وہ منصوب ہے تنوین کے ساتھ کیونکہ اس کا عطف پہلے نکرہ کے محل قریب پر ہے اور پہلا نکرہ محل قریب کے اعتبار سے منصوب ہے۔ جیسے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةً اِلَّا بِاللہِ پانچویں قسم ہے حروف ندا، ندا کا مطلب ہے ایسے حرف کے ساتھ توجہ طلب کرنا جو اُدْعُوْ کے قائم مقام ہو چاہے لفظوں میں موجود ہو چاہے مقدر ہو۔ حروف ندا پانچ ہیں اور وہ یہ ہیں، یا، اَیَا، ھَیَا، اَیْ، ہمزہ مفتوحہ۔ حروف ندا کا عمل یہ ہے کہ یہ تین چیزوں کو نصب دیتے ہیں۔ ا۔ منادیٰ مضاف کو جیسے یَا عَبْدَ اللہِ یہاں عبد منادیٰ مضاف ہے یا نے اس کو نصب دیدیا۔ ۲۔ منادیٰ مشابہ مضاف کو جیسے یَا طَالِعًا جَبَلًا (اے پہاڑ پر چڑھنے والے) طَالِعًا منادیٰ مشابہ مضاف ہے یا نے اس کو نصب دیدیا ۳۔ نکرہ غیر معینہ کو جیسے اندھا کہے یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ (اے کوئی مرد میرا ہاتھ پکڑ) یہاں رَجُلًا نکرہ غیر معینہ ہے یا نے اس کو نصب دیدیا۔ اور اگر منادیٰ مفرد معرفہ ہو تو وہ مبنی ہوتا ہے علامت رفع پر، یہاں مفرد کا مطلب ہے کہ مضاف اور مشابہ مضاف نہ ہو اور معرفہ خواہ نداء سے پہلے ہو یا نداء کے بعد معرفہ بن جائے۔ جیسے یَا زَیْدُ وَیَا زَیْدَانِ وَیَا مُسْلِمُوْنَ وَیَا مُوْسٰی وَیَا قَاضِیْ۔ یَا زَیْدُ میں زید منادیٰ، مفرد معرفہ ہے اور یہ مبنی ہے علامت رفع ضمہ پر کیونکہ یہ سولہ اقسام میں سے پہلی قسم ہے اور اس کا رفع ضمہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ یَا زَیْدَانِ میں زَیْدَانِ منادیٰ مفرد معرفہ ہے اور مبنی ہے علامت رفع الف پر کیونکہ یہ تثنیہ ہے اور تثنیہ کی رفعی حالت الف کے ساتھ ہوتی ہے۔ یَا مُسْلِمُوْنَ میں مُسْلِمُوْنَ منادیٰ مفرد ہے اور معرفہ ہے کیونکہ یہ منادیٰ معین ہے اور یہ مبنی ہے علامت رفع واؤ پر کیونکہ یہ جمع مذکر سالم ہے اور جمع مذکر سالم کی رفعی حالت واؤ کے ساتھ ہوتی ہے۔ یَا مُوْسٰی میں مُوْسٰی منادیٰ مفرد معرفہ ہے اور یہ مبنی ہے علامت رفع ضمہ تقدیری پر کیونکہ یہ اسم مقصور ہے اور اسم مقصور کی رفعی حالت ضمہ تقدیری کے ساتھ ہوتی ہے۔ یَا قَاضِیْ میں قَاضِیْ منادیٰ، مفرد ہے معرفہ ہے کیونکہ یہ منادیٰ معین ہے اور مبنی ہے علامت رفع ضمہ تقدیری پر کیونکہ یہ اسم منقوص ہے اور اسم منقوص کی رفعی حالت ضمہ تقدیری کے ساتھ ہوتی ہے۔

دیگر درو پنج وجہ[1] رواست چوں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہِ وَلَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةٌ اِلَّا بِاللہِ وَلَا حَوْلٌ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةً اِلَّا بِاللہِ پنجم حروف ندا و آں پنج ست یَا وَاَیَا وَھَیَا وَاَیْ وَھمزہ مفتوحہ و ایں حروف منادیٰ مضاف را نصب کنند چوں یَا عَبْدَ اللہِ و مشابہ مضاف را چوں یَا طَالِعًا جَبَلًا و نکرہ غیر معین را چنانکہ اعمیٰ گوید یَا رَجُلًا خُذْ بِیَدِیْ و منادیٰ مفرد معرفہ مبنی باشد بر علامت رفع چوں یَا زَیْدُ وَیَا زَیْدَانِ

۱مصنف علیہ الرحمہ حروف ندا کے درمیان فرق ذکر فرمارہے ہیں کہ اَے اور ہمزہ نزدیک کے لئے آتے ہیں، اَیا اور ھیا دور کے لئے آتے ہیں اور یا عام ہے یہ دور اور نزدیک دونوں کے لئے آتا ہے ۲دوسری فصل ان حروف کے بیان میں ہے جو فعل مضارع میں عمل کرتے ہیں اور وہ دو قسم پر ہیں۔ ا۔حروف ناصبہ ۲۔حروف جازمہ۔ پہلی قسم وہ حروف جو فعل مضارع کو نصب دیتے ہیں، وہ چار ہیں اَن لَن، کَی، اِذَن، انکو اس شعر میں بیان کیا گیا ہے۔ اَن و لَن پس کَی اِذَن ایں چار حرف معتبر، نصب مستقبل کنند ایں جملہ دائم اقتضاء۔ پہلا حرفِ ناصب ہے اَن اس کی مثال جیسے اُرِیدُ اَن تَقُومَ تَقُومَ فعل مضارع پر جب

ویا مُسلِمُونَ ویا مُوسیٰ ویا قَاضِی بدانکہ[۱] اَیْ وہمزہ برائے نزدیک ست وایَا وھَیَا برائے دور ویَا عام ست **فصل** دوم[۲] در حروف عاملہ در فعل مضارع وآں بر دو قسم ست قسم اول حروفیکہ فعل مضارع را بنصب کنند وآں چہار ست اوّل اَنْ چوں اُرِیدُ اَنْ تَقُومَ واَنْ با فعل بمعنی مصدر باشد یعنی اُرِیدُ قِیَامَکَ وبدیں سبب اورا مصدریہ گویند دوم لَنْ چوں لَنْ یَّخرُجَ زَیدٌ ولن برائے تاکید نفی ست سوم کَیْ چوں اَسلَمتُ کَیْ اَدخُلَ الجَنَّةَ چہارم اِذَنْ چوں اِذَنْ اُکرِمَکَ در جواب کسیکہ گوید اَنَا اٰتِیکَ غَدًا بدانکہ اَنْ بعد از شش حروف مقدر باشد وفعل مضارع را بنصب کند

اَن داخل ہوا تو اس نے اس کو نصب دیدیا یہ اَن تَقُومَ ہو گیا ۔اَن فعل مضارع پر داخل ہوتا ہے اور فعل مضارع کے ساتھ مصدر کے معنی میں ہو جاتا ہے ۔یعنی اَن اور فعل مضارع کا مجموعہ مصدر کے معنی میں ہو جاتا ہے ۔لہٰذا اُرِیدُ اَن تَقُومَ کا معنی ہوگا اُرِیدُ قِیَامَکَ (میں تیرا قیام چاہتا ہوں) اَن چونکہ فعل کے ساتھ مصدر کے معنی میں ہو جاتا ہے اس لئے اس اَن کو مصدریہ کہتے ہیں ۔دوسرا حرف ناصب ہے لَن اس کی مثال جیسے لَن یَّخرُجَ زَید" یَخرُجُ فعل مضارع پر جب لَن داخل ہوا تو اس نے اس کو نصب دیدیا یہ لَن یَّخرُجَ ہو گیا۔لَن کا کلمہ نفی کی تاکید کے لئے آتا ہے اور مضارع کو مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتا ہے لہٰذا لَن یَّخرُجَ زَید" کا مطلب ہوگا زید ہرگز نہیں نکلے گا۔تیسرا حرفِ ناصب ہے کَی اس کی مثال جیسے اَسلَمتُ کَی اَدخُلَ الجَنَّةَ، اَدخُلُ فعل مضارع پر جب کَی داخل ہوا تو اس نے اس کے آخر کو نصب دیا تو یہ کَی اَدخُلَ ہو گیا۔کَی یہ ظاہر کرنے کے لئے آتا ہے کہ اس کا ماقبل مابعد کے لئے سبب ہے لہٰذا اَسلَمتُ کَی اَدخُلَ الجَنَّةَ کا مطلب ہوگا میں اسلام لایا تا کہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں ۔چوتھا حرفِ ناصب ہے اِذَن اس کی مثال جیسے کوئی شخص کہے اَنَا اٰتِیکَ غَدًا (میں کل تیرے پاس آؤں گا) مخاطب اس کے جواب میں کہے اِذَن اُکرِمَکَ (تب میں تیری عزت کروں گا) اُکرِمُ فعل مضارع پر جب اِذَن داخل ہوا تو اس نے اس کو نصب دیدیا یہ اِذَن اُکرِمَکَ ہو گیا۔اَن کبھی لفظوں میں ہوتا ہے اور فعل مضارع کو نصب دیتا ہے اس کی مثال پہلے گذر گئی کہ اُرِیدُ اَن تَقُومَ اب یہ بتارہے ہیں کہ اَن چھ حرفوں کے بعد پوشیدہ ہوتا ہے اور فعل مضارع کو نصب دیتا ہے اور وہ چھ حروف یہ ہیں ۔ا۔حَتّٰی ۲۔لام جحد ۳۔اَو بمعنی اِلٰی اَن یا اِلَّا اَن ۴۔واؤ صرف ۵۔لام کَی ۶ وہ فا جو چھ چیزوں کے جواب میں آتی ہے۔

ا پہلا حرف حتّٰی اس کی مثال جیسے مَرَرْتُ حَتّٰی اَدْخُلَ الْبَلَدَ اَدْخُلَ فعل مضارع ہے، حتّٰی کے بعد اَنْ پوشیدہ ہے اس نے فعل مضارع کو نصب دیدیا تو یہ حَتّٰی اَدْخُلَ ہوگیا۔ حتّٰی انتہائے غایت کے لئے آتا ہے لہٰذا مَرَرْتُ حَتّٰی اَدْخُلَ الْبَلَدَ کا مطلب ہوگا میں گذرا یہاں تک میں شہر میں داخل ہوا۔ دوسرا حرف ہے لام جحد اس کی مثال جیسے مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ ، یُعَذِّبَ فعل مضارع ہے، لام جحد کے بعد اَنْ پوشیدہ ہے اس نے فعل مضارع کو نصب دیدیا تو یہ لِیُعَذِّبَ ہوگیا۔

حَتّٰی نحو مَرَرْتُ حَتّٰی اَدْخُلَ الْبَلَدَ ولام جحد نحو مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَ اَوْ بمعنی اِلٰی اَنْ یا اِلَّا اَنْ نحو لَاَلْزَمَنَّکَ اَوْ تُعْطِیَنِیْ حَقِّیْ وواوصرف ولام کی وفا کہ در جواب شش چیز ست امرونہی ونفی واستفہام وتمنی وعرض واَمْثِلَتُھَا مَشْھُوْرَۃٌ "

تیسرا حرف ہے اَوْ بمعنی اِلٰی اَنْ یا اِلَّا اَنْ یعنی وہ اَوْ جو اَنْ مقدرہ پر داخل ہونے والے اِلٰی یا اِلَّا کے معنی میں ہو جیسے لَاَلْزَمَنَّکَ اَوْ تُعْطِیَنِیْ حَقِّیْ تُعْطِیَ فعل مضارع ہے اَوْ کے بعد اَنْ پوشیدہ ہے اس نے فعل مضارع کو نصب دیدیا تو یہ اَوْ تُعْطِیَ ہوگیا اس کا مطلب ہے میں تیرے ساتھ لگا رہوں گا یہاں تک کہ تو میرا حق مجھے دے۔ چوتھا حرف ہے واوصرف اس کی مثال جیسے لَاتَنْہَ عَنْ خُلُقٍ وَتَاْتِیَ مِثْلَہٗ ، تَاْتِیَ فعل مضارع ہے، واوصرف کے بعد اَنْ پوشیدہ ہے اس نے اس کو نصب دیدیا تو یہ وَتَاْتِیَ ہوگیا۔ واوصرف وہ واو عاطفہ ہے جو معطوف علیہ پر آنے والی چیز کو معطوف پر داخل ہونے سے روکتی ہے جیسے لَاتَنْہَ عَنْ خُلُقٍ وَتَاْتِیَ مِثْلَہٗ (تو ایسی عادت سے منع نہ کر، جس کو تو خود کررہا ہے) یہاں واوصرف نے تَنْہَ عَنْ خُلُقٍ پر آنے والے لَا کو مابعد تَاْتِیَ پر داخل ہونے سے روک دیا کیونکہ اگر وہ اس پر آجائے اس طرح کہ تَاْتِیَ کو تَنْہَ پر معطوف قرار دیں تو معنی یہ ہوگا کہ تو ایسی عادت سے منع نہ کر، جس کو تو خود نہیں کررہا۔ حالانکہ یہ مقصد نہیں، مقصد تو یہ ہے کہ جس کام کا تو خود مرتکب ہے اس سے دوسرے کو نہ روک۔ واوصرف کے بعد اَنْ اس وقت پوشیدہ ہوگا جب یہ چھ چیزوں کے جواب میں واقع ہو اور وہ چھ چیزیں یہ ہیں۔ امر، نہی، نفی ، استفہام، تمنی، عرض۔ جیسے زُرْنِیْ وَاُکْرِمَکَ ، لَاتَشْتُمْنِیْ وَاُھِیْنَکَ ۔ مَاتَاْتِیْنَا وَتُحَدِّثَنَا ۔ اَیْنَ بَیْتُکَ وَاَزُوْرَکَ ۔ لَیْتَ لِیْ مَالًا وَ اُنْفِقَ مِنْہُ ۔ اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا۔ پانچواں حرف ہے لام کَیْ اس کی مثال جیسے اَسْلَمْتُ لِاَدْخُلَ الْجَنَّۃَ ، اَدْخُلَ فعل مضارع ہے، لام کی کے بعد اَنْ پوشیدہ ہے اس نے اس کو نصب دیدیا تو یہ لِاَدْخُلَ ہوگیا، لام کی وہ لام ہے جو کَیْ کے معنی میں ہو اور دلالت کرے کہ اس کا ماقبل، مابعد کے لئے سبب ہے لہٰذا اَسْلَمْتُ لِاَدْخُلَ الْجَنَّۃَ کا مطلب ہوگا میں اسلام لایا تاکہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ چھٹا حرف ہے وہ فا جو چھ چیزوں کے جواب میں آتی ہے اور وہ چھ چیزیں یہ ہیں امر، نہی، نفی، استفہام، تمنی، عرض، ان کی مثالیں مشہور ہیں جیسا کہ امر کے جواب میں فا آئے جیسے زُرْنِیْ فَاُکْرِمَکَ ، نہی کے جواب میں فا آئے، لَاتَشْتُمْنِیْ فَاُھِیْنَکَ ۔ نفی کے جواب میں فا آئے، مَاتَاْتِیْنَا فَتُحَدِّثَنَا ۔ استفہام کے جواب میں فا آئے اَیْنَ بَیْتُکَ فَاَزُوْرَکَ ۔ تمنی کے جواب میں فا آئے۔ لَیْتَ لِیْ مَالًا فَاُنْفِقَ مِنْہُ ۔ عرض کے جواب میں فا آئے اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا۔ **فائدہ۔** متن میں ہے "واوصرف ولام کی وفا کہ در جواب شش چیزاست" اس عبارت میں "کہ در جواب شش چیزاست" اگر صرف فا سے متعلق ہو تو فا کے چھ چیزوں کے جواب میں واقع ہونے کا بیان تو ہو جائے گا مگر واوصرف کے چھ چیزوں کے جواب میں واقع ہونے کا بیان نہیں ہوگا اور اگر "کہ در جواب شش چیزاست" کا تعلق واوصرف کے ساتھ بھی ہو تو پھر واوصرف، لام کی اور فا تینوں کے لئے چھ چیزوں کے جواب میں واقع ہونا شرط ہوگا۔ حالانکہ لام کی کے لئے تو یہ شرط نہیں ہے۔ اس مقام پر مناسب یہ ہے کہ عبارت کو کاتب کے سہو پر محمول کیا جائے کہ کاتب نے واوصرف کو لام کی سے پہلے لکھ دیا اصل میں مؤخر تھا اور اصل عبارت یوں تھی "لام کی وواوصرف وفا کہ در جواب شش چیزاست" یا پھر یہ بھی ہوسکتا ہے کہ عبارت اسی طرح ہو اور کہ در جواب شش چیزاست کا تعلق صرف فا کے ساتھ ہو اور مصنف علیہ الرحمہ نے صرف فا کی شرط کو بیان فرمایا ہو واو صرف کی شرط بیان ہی نہ فرمائی ہو کیونکہ یہاں انہوں نے سب کی شرائط بیان کرنے کا التزام نہیں فرمایا جیسا کہ حتّٰی کی شرط بھی بیان نہیں فرمائی۔ (البشیر)

قسم دوم حروفیکہ فعل مضارع را بجزم کنند وآں پنج ست لَمْ وَلَمَّا ولام امرولائے نہی وإنْ شرطیہ چوں لَمْ یَنْصُرْ وَلَمَّا یَنْصُرْ وَلِیَنْصُرْ وَلَا تَنْصُرْ وَاِنْ تَنْصُرْ اَنْصُرْ بدانکہ اِنْ در دو جملہ رود چوں اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ جملہ اول را شرط گویند وجملہ دوم را جزا واِنْ برائے مستقبل ست اگرچہ در ماضی رود چوں اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ واینجا جزم تقدیری بود زیرا کہ ماضی معرب نیست وبدانکہ چوں جزائے شرط جملہ اسمیہ باشد یاامر یانہی یادعا فا درجزا آوردن لازم بود چنانکہ گوئی اِنْ تَاْتِنِیْ فَاَنْتَ مُکْرَمٌ وَاِنْ رَاَیْتَ زَیْدًا فَاَکْرِمْہُ وَاِنْ اَتَاکَ عَمْرٌو فَلَا تُھِنْہُ وَاِنْ اَکْرَمْتَنِیْ فَجَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا۔

باب دوم در عمل افعال ۲

بدانکہ ہیچ فعل غیر عامل نیست وافعال در اعمال بردوگونہ است

۱ دوسری قسم وہ حروف جو فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں اور وہ پانچ ہیں، لَمْ، لَمَّا، لام امر، لائے نہی، اِنْ شرطیہ۔ انکو اس شعر میں بیان کیا گیا ہے۔ اِنْ وَلَمْ وَلَمَّا ولام امرولائے نہی نیز، ایں پنج حرف جازم فعلند ہر یک بے دغا۔ جیسے لَمْ یَنْصُرْ، لَمَّا یَنْصُرْ، لِیَنْصُرْ، لَا تَنْصُرْ، اِنْ تَنْصُرْ اَنْصُرْ ۔ اِنْ دو جملوں پر داخل ہوتا ہے جیسے اِنْ تَضْرِبْ اَضْرِبْ تَضْرِبْ پہلا جملہ ہے، اَضْرِبْ دوسرا جملہ ہے، پہلے جملے کو شرط اور دوسرے کو جزا کہتے ہیں، اِنْ مستقبل کے لئے آتا ہے اگرچہ ماضی پر ہی کیوں نہ داخل ہو جیسے اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ ۔ ضَرَبْتَ، ضَرَبْتُ یہ دونوں ماضی ہیں، ان پر اِنْ داخل ہے اس لئے یہ مستقبل کا معنیٰ دیں گے معنی ہوگا اگر تو مارے گا تو میں ماروں گا۔ یہاں ضَرَبْتَ اور ضَرَبْتُ میں جزم تقدیری یعنی محلی ہے کیونکہ ماضی معرب نہیں ہے بلکہ مبنی ہے۔ پہلے انہوں نے بیان فرمایا کہ اِنْ دو جملوں پر داخل ہوتا ہے پہلے جملے کو شرط اور دوسرے جملے کو جزا کہتے ہیں اسی مناسبت سے اب بتارہے ہیں کہ چار صورتوں میں شرط کی جزا پر فا کالانا ضروری ہوتا ہے۔ ۱۔ شرط کی جزا جملہ اسمیہ ہو ۔۲۔ شرط کی جزا امر ہو۔ ۳۔ شرط کی جزا نہی ہو۔ ۴۔ شرط کی جزا دعا ہو۔ ۱۔ شرط کی جزا جملہ اسمیہ ہو جیسے اِنْ تَاْتِنِیْ فَاَنْتَ مُکْرَمٌ یہاں تَاْتِنِیْ شرط ہے اَنْتَ مُکْرَمٌ جزا ہے یہ جملہ اسمیہ ہے اس لئے اس پر فا آئی ہوئی ہے ۔۲۔ شرط کی جزا امر ہو جیسے اِنْ رَاَیْتَ زَیْدًا فَاَکْرِمْہُ یہاں رَاَیْتَ زَیْدًا شرط ہے، اَکْرِمْہُ جزا ہے یہ امر ہے اس لئے اس پر فا آئی ہوئی ہے۔ ۳۔ شرط کی جزا نہی ہو جیسے اِنْ اَتَاکَ عَمْرٌو فَلَا تُھِنْہُ، یہاں اَتَاکَ عَمْرٌو شرط ہے، لَا تُھِنْہُ جزا ہے یہ نہی ہے اس لئے اس پر فا آئی ہوئی ہے۔ ۴۔ شرط کی جزا دعا ہو جیسے اِنْ اَکْرَمْتَنِیْ فَجَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا یہاں اَکْرَمْتَنِیْ شرط ہے جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا جزا ہے یہ دعا ہے اس لئے اس پر فا آئی ہوئی ہے ۲ دوسرا باب افعال عاملہ کے بیان میں ہے انہوں نے پہلے بیان فرمایا کہ عامل لفظی کی تین قسمیں ہیں حروف عاملہ، افعال عاملہ اور اسمائے عاملہ اور فرمایا کہ ان کو ہم تین بابوں میں ذکر کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ پہلے باب میں حروف عاملہ کا بیان کردیا، اب دوسرے باب میں انفعال عاملہ کا بیان کررہے ہیں کہ ہر فعل عامل ہے کوئی فعل غیر عامل نہیں ہے، عمل کرنے کے لحاظ سے افعال کی دو قسمیں ہیں فعل معروف اور فعل مجہول فعل معروف وہ فعل ہے جس کی نسبت فاعل کی طرف ہو یعنی اس کا فاعل معلوم ہو فعل مجہول وہ فعل ہے جس کی نسبت فاعل کیطرف نہ ہو یعنی اس کا فاعل معلوم نہ ہو

قسم اول معروف ، بدانکہ فعل معروف خواہ لازم باشد یا متعدی فاعل را برفع کند چوں قَامَ زَیْدٌ وَضَرَبَ عَمْرٌو و شش اسم را بنصب کند اول مفعول مطلق را چوں قَامَ زَیْدٌ قِیَامًا وَضَرَبَ زَیْدٌ ضَرْبًا دوم مفعول فیہ را چوں صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَجَلَسْتُ فَوْقَكَ سوم مفعول معہ را چوں جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ ای مَعَ الْجُبَّاتِ چہارم مفعول لہ را چوں قُمْتُ اِكْرَامًا لِزَیْدٍ وَضَرَبْتُهُ تَادِیْبًا پنجم حال را چوں جَاءَ زَیْدٌ رَاكِبًا ششم تمیز را وقتیکہ در نسبت فعل بفاعل ابہامے باشد چوں طَابَ زَیْدٌ نَفْسًا اما فعل[۲] متعدی مفعول بہ را بنصب کند چوں ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا و ایں عمل فعل لازم را نباشد۔

[۱] پہلی قسم ہے فعل معروف ، فعل معروف خواہ لازم ہو یا متعدی فاعل کو رفع دیتا ہے جیسے قَامَ زَیْدٌ وَضَرَبَ عَمْرٌو۔ قَامَ زَیْدٌ یہ فعل لازم کے فاعل کی مثال ہے اس میں قَامَ فعل لازم نے اپنے فاعل زَیْدٌ کو رفع دیدیا اور ضَرَبَ عَمْرٌو فعل متعدی کے فاعل کی مثال ہے اس میں ضَرَبَ فعل متعدی نے اپنے فاعل عَمْرٌو کو رفع دیدیا۔ اور فعل معروف خواہ لازم ہو یا متعدی چھ اسموں کو نصب دیتا ہے اور وہ یہ ہیں ۔۱۔ مفعول مطلق ۔۲۔ مفعول فیہ ۔۳۔ مفعول معہ ۔۴۔ مفعول لہٗ ۔۵۔ حال ۔۶۔ تمیز۔ اور فعل متعدی ان چھے اسموں کے علاوہ مفعول بہ کو بھی نصب دیتا ہے فعل معروف چھ اسموں کو نصب دیتا ہے۔ پہلے اسم مفعول مطلق کو جیسے قَامَ زَیْدٌ قِیَامًا وَضَرَبَ زَیْدٌ ضَرْبًا۔ قَامَ زَیْدٌ قِیَامًا فعل لازم کے مفعول مطلق کی مثال ہے اس میں قَامَ فعل لازم نے اپنے مفعول مطلق قِیَامًا کو نصب دیدیا اور ضَرَبَ زَیْدٌ ضَرْبًا فعل متعدی کے مفعول مطلق کی مثال ہے اس میں ضَرَبَ فعل متعدی نے اپنے مفعول مطلق ضَرْبًا کو نصب دیدیا دوسرے اسم مفعول فیہ کو جیسے صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَجَلَسْتُ فَوْقَكَ صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ یہ ظرف زمان کی مثال ہے اس میں یَوْمَ الْجُمُعَةِ ظرف زمان اور مفعول فیہ ہے صُمْتُ نے اس کو نصب دیدیا اور جَلَسْتُ فَوْقَكَ ظرف مکان کی مثال ہے اس میں فَوْقَكَ ظرف مکان ہے جَلَسْتُ نے اس کو نصب دیدیا تیسرے اسم مفعول معہٗ کو جیسے جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ اس میں الْجُبَّاتِ مفعول معہٗ ہے جَاءَ نے اس کو نصب دیدیا، یہاں واؤ مَعَ کے معنی میں ہے لہذا معنی ہوگا مَعَ الْجُبَّاتِ ۔ چوتھے اسم مفعول لہٗ کو جیسے قُمْتُ اِكْرَامًا لِزَیْدٍ وَضَرَبْتُهُ تَادِیْبًا۔ قُمْتُ اِكْرَامًا لِزَیْدٍ فعل لازم کے مفعول لہٗ کی مثال ہے اس میں اِكْرَامًا مفعول لہٗ ہے قُمْتُ فعل [illegible]م نے اس کو نصب دیدیا اور ضَرَبْتُهُ تَادِیْبًا فعل متعدی کے مفعول لہٗ کی مثال ہے اس میں تَادِیْبًا مفعول لہٗ ہے ضَرَبْتُ فعل متعدی نے اس کو نصب دیدیا۔ پانچویں اسم حال کو جیسے جَاءَ زَیْدٌ رَاكِبًا اس میں رَاكِبًا حال ہے جَاءَ نے اس کو نصب دیدیا۔ چھٹے اسم تمیز کو جبکہ فعل کی فاعل کی طرف جو نسبت ہے اس میں ابہام ہو جیسے طَابَ زَیْدٌ نَفْسًا اس میں نَفْسًا تمیز ہے طَابَ نے اس کو نصب دیدیا [۲] فعل متعدی ان چھ اسموں کے علاوہ مفعول بہ کو بھی نصب دیتا ہے اس طرح فعل متعدی سات اسموں کو نصب دیگا چھ پہلے والے اور ساتواں مفعول بہ جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا اس میں عَمْرًا مفعول بہ ہے ضَرَبَ فعل متعدی نے اس کو نصب دیدیا۔ اور یہ عمل فعل لازم کا نہیں ہوتا یعنی فعل لازم مفعول بہ کو نصب نہیں دیتا کیونکہ اسکا مفعول بہ ہوتا ہی نہیں۔

[1] پہلے انہوں نے بیان فرمایا کہ فعل خواہ لازم ہو یا متعدی فاعل کو رفع کرتا ہے اور چھ اسموں کو نصب اور فعل متعدی ان چھ اسموں کے علاوہ مفعول بہ کو بھی نصب کرتا ہے گذشتہ فصل میں انہوں نے ان کی مثالیں ذکر فرمائیں اب ان کی تعریفیں کرر ہے ہیں پہلے فاعل کی تعریف کرر ہے ہیں کہ فاعل ایسا اسم ہے جس سے پہلے فعل ہو اور فعل کی اس اسم کی طرف اس طریقے پر نسبت ہو کہ وہ فعل اس اسم کے ساتھ قائم ہو، جیسے زَیْد "جو ضَرَبَ زَیْد " میں آیا ہوا ہے، یہاں زَیْد " اسم ہے، اس سے پہلے ضَرَبَ فعل ہے اور اس فعل کی نسبت زَیْد " کی طرف اس طریقے پر ہے کہ ضَرَب والا فعل زید کے ساتھ قائم ہے۔ آگے مفعول مطلق کی

فصل: [1] بدانکہ فاعل اسمے ست کہ پیش از وے فعلے باشد مسند بداں اسم بر طریق قیام فعل بداں اسم چوں زَیْد " در ضَرَبَ زَیْد " ومفعول مطلق مصدریست کہ واقع شود بعد از فعلے وآں مصدر بمعنی آں فعل باشد چوں ضَرْبًا در ضَرَبْتُ ضَرْبًا وقِیَامًا در قُمْتُ قِیَامًا ومفعول فیہ اسمی ست کہ فعل مذکور درو واقع شود واو را ظرف گویند وظرف بر دو گونہ است ظرف زمان چوں یَوْمَ در صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وظرف مکان چوں عِنْدَ در جَلَسْتُ عِنْدَکَ ومفعول معہ اسمی ست کہ مذکور باشد بعد از واو بمعنی مع چوں وَالْجُبَّاتِ در جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ ای مَعَ الْجُبَّاتِ۔ ومفعول لہٗ اسمی ست کہ دلالت کند بر چیزیکہ سبب فعل مذکور باشد چوں اِکْرَامًا در قُمْتُ اِکْرَامًا لِزَیْدٍ۔

تعریف کرر ہے ہیں کہ مفعول مطلق ایسا مصدر ہے جو کسی فعل کے بعد واقع ہو اور وہ مصدر اس فعل کا ہم معنی ہو جیسے وہ ضَرْبًا جو ضَرَبْتُ ضَرْبًا میں آیا ہوا ہے اور وہ قِیَامًا جو قُمْتُ قِیَامًا میں آیا ہوا ہے۔ ضَرَبْتُ ضَرْبًا فعل متعدی کے مفعول مطلق کی مثال ہے اس میں ضَرْبًا مصدر ہے، اس سے پہلے ضَرَبْتُ فعل ہے اور ضَرْبًا، ضَرَبْتُ کا ہم معنیٰ ہے اور قُمْتُ قِیَامًا فعل لازم کے مفعول مطلق کی مثال ہے اس میں قِیَامًا مصدر ہے، اس سے پہلے قُمْتُ فعل ہے اور قِیَامًا، قُمْتُ کا ہم معنیٰ ہے۔ آگے مفعول فیہ کی تعریف کرر ہے ہیں کہ مفعول فیہ وہ اسم ہے کہ فعل مذکور جس میں واقع ہو۔ مفعول فیہ کو ظرف بھی کہتے ہیں، ظرف کی دو قسمیں ہیں ظرف زمان اور ظرف مکان، ظرف زمان کی مثال جیسے وہ یَوْم جو صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ میں آیا ہوا ہے یہاں یَوْم اسم ہے اس سے پہلے صُمْتُ فعل ہے اور روزہ رکھنے کا فعل جمعہ کے دن میں واقع ہوا ہے۔ ظرف مکان کی مثال جیسے وہ عِنْدَ جو جَلَسْتُ عِنْدَکَ میں آیا ہوا ہے، یہاں عِنْدَ اسم ہے، اس سے پہلے جَلَسْتُ فعل ہے اور بیٹھنے کا فعل اس جگہ واقع ہوا جو تیرے پاس ہے۔ آگے مفعول معہ کی تعریف کرر ہے ہیں کہ مفعول معہ ایسا اسم ہے جسے واوٗ بمعنیٰ مَعَ کے بعد ذکر کیا جائے جیسے وہ وَالْجُبَّاتِ جو جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ میں آیا ہوا ہے وَالْجُبَّاتِ میں اَلْجُبَّات اسم ہے اس سے پہلے واوٗ ہے اور یہ واوٗ مع کے معنی میں ہے اس لیے اَلْجُبَّات مفعول معہ ہے۔ یہاں سے مفعول لہٗ کی تعریف کرر ہے ہیں کہ مفعول لہٗ ایسا اسم ہے جو اس چیز پر دلالت کرے جو فعل مذکور کا سبب ہو جیسے وہ اِکْرَامًا جو قُمْتُ اِکْرَامًا لِزَیْدٍ میں آیا ہوا ہے یہاں اِکْرَامًا اسم ہے اس سے پہلے قُمْتُ فعل ہے اور اِکْرَامًا اس چیز پر دلالت کرر ہا ہے جو قیام کا سبب ہے اور وہ ہے زید کی عزت

۱ یہاں سے حال کی تعریف کر رہے ہیں کہ حال ایسا اسم نکرہ ہے جو صرف فاعل کی حالت پر دلالت کرے یا صرف مفعول کی حالت پر دلالت کرے یا فاعل اور مفعول دونوں کی حالت پر دلالت کرے۔ حال ایسا اسم نکرہ ہو جو صرف فاعل کی حالت پر دلالت کرے جیسے وہ رَاکِبًا جو جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا میں آیا ہوا ہے اس میں رَاکِبًا حال ہے جو فاعل زَیْدٌ کی حالت پر دلالت کر رہا ہے، حال ایسا اسم نکرہ ہو جو صرف مفعول کی حالت پر دلالت کرے جیسے وہ مَشْدُوْدًا جو ضَرَبْتُ زَیْدًا مَشْدُوْدًا میں آیا ہوا ہے، اس میں مَشْدُوْدًا حال ہے جو کہ مفعول زَیْدًا کی حالت پر دلالت کر رہا ہے، حال ایسا اسم نکرہ ہو جو فاعل اور مفعول دونوں کی حالت پر دلالت کرے جیسے وہ رَاکِبَیْنِ جو لَقِیْتُ زَیْدًا رَاکِبَیْنِ میں آیا ہوا ہے، اس میں رَاکِبَیْنِ حال ہے جو فاعل تا ضمیر اور مفعول زَیْدًا دونوں کی حالت پر دلالت کر رہا ہے، حال جس کی حالت کو بیان کرے اسے ذوالحال کہتے ہیں یہاں پہلی مثال میں زَیْدٌ دوسری مثال میں زَیْدًا تیسری مثال میں تا ضمیر اور زَیْدًا ذو الحال ہیں ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے، اگر ذالحال نکرہ ہو تو حال کو ذوالحال سے پہلے ذکر کرتے ہیں جیسے جَاءَنِیْ رَاکِبًا رَجُلٌ اس میں رَاکِبًا حال ہے رَجُلٌ ذوالحال ہے اور نکرہ ہے اس لئے حال رَاکِبًا کو ذوالحال نکرہ سے پہلے ذکر کر دیا۔ حال کبھی جملہ خبریہ بھی ہوتا ہے جیسے رَاَیْتُ الْاَمِیْرَ وَھُوَ رَاکِبٌ اس میں اَلْاَمِیْرَ ذوالحال ہے ھُوَ رَاکِبٌ یہ جملہ خبریہ ہے اور حال ہے۔

۲ یہاں سے تمیز کی تعریف کر رہے ہیں کہ تمیز ایسا اسم ہے جو ابہام کو دور کرے اور ابہام یا تو نسبت میں ہوگا یا مفرد میں اگر ابہام نسبت میں ہو تو اس کی مثال پہلے ذکر فرمادی طَابَ زَیْدٌ نَفْسًا اور اگر ابہام مفرد میں ہو تو مفرد مقدار ہوگا یا غیر مقدار یہاں مفرد مقدار کی مثالیں ذکر فرما رہے ہیں مفرد مقدار عدد ہوگا یا وزن ہوگا۔ یا کیل ہوگا (پیمانہ) یا مساحت (پیمائش) یہاں عدد سے مراد معدود (جسے گنا جائے) وزن سے مراد موزون (جس کا وزن کیا جائے) کیل سے مراد مکیل (جسے پیمانے سے ماپا جائے) اور مساحت سے مراد ممسوح (جس کی پیمائش کی جائے) ہے۔ عدد کی مثال جیسے عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْھَمًا (میرے پاس گیارہ درہم ہیں) یہاں اَحَدَ عَشَرَ عدد کے معدود میں ابہام ہے کہ کون سی چیز گیارہ ہے، دِرْھَمًا تمیز نے ابہام کو دور کر دیا کہ وہ درہم ہیں۔ وزن کی مثال جیسے عِنْدِیْ رِطْلٌ زَیْتًا (میرے پاس ایک رطل زیتون کا تیل ہے) یہاں رِطْلٌ وزن کے موزون میں ابہام ہے کہ کونسی چیز ایک رطل ہے زَیْتًا میز نے ابہام دور کر دیا کہ وہ زیتون کا تیل ہے۔ کیل کی مثال جیسے عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا (میرے پاس دو قفیز گندم ہے) یہاں قفیزان کیل کے مکیل میں ابہام ہے کہ کونسی چیز دو قفیز ہے بُرًّا تمیز نے ابہام دور کر دیا کہ وہ گندم ہے۔ مساحت کی مثال جیسے مَا فِی السَّمَآءِ قَدْرُ رَاحَۃٍ سَحَابًا (نہیں ہے آسمان میں ہتھیلی برابر بادل) یہاں قَدْرُ رَاحَۃٍ مساحت کے ممسوح میں ابہام ہے سَحَابًا تمیز نے ابہام دور کر دیا کہ وہ بادل ہے۔

وحالۃ۱ اسمی ست نکرہ کہ دلالت کند بر ہیئت فاعل چوں رَاکِبًا در جَآءَ زَیْدٌ رَاکِبًا یا بر ہیئت مفعول چوں مَشْدُوْدًا در ضَرَبْتُ زَیْدًا مَشْدُوْدًا یا بر ہیئت ہر دو چوں رَاکِبَیْنِ در لَقِیْتُ زَیْدًا رَاکِبَیْنِ وفاعل ومفعول را ذوالحال گویند وآں غالبًا معرفہ باشد واگر نکرہ باشد حال را مقدم دارند چوں جَآءَنِیْ رَاکِبًا رَجُلٌ وحال جملہ نیز باشد چنانچہ رَاَیْتُ الْاَمِیْرَ وَھُوَ رَاکِبٌ وتمیز۲ اسمی ست کہ رفع ابہام کند از عدد چوں عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ دِرْھَمًا یا از وزن چوں عِنْدِیْ رِطْلٌ زَیْتًا یا از کیل چوں عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا یا از مساحت

یہاں سے مفعول بہ کی تعریف کررہے ہیں، کہ مفعول بہ ایسا اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا یہاں زَیْدٌ فاعل ہے، عَمْرًا مفعول بہ ہے اور زید کا فعل ضرب (مارنا) عمرو پر واقع ہو رہا ہے۔ یہ تمام منصوبات جملہ مکمل ہونے کے بعد ہوتے ہیں اور جملہ فعل اور فاعل کے ساتھ مکمل ہو جاتا ہے۔ اسی سبب سے کہتے ہیں کہ اَلْمَنْصُوْبُ فَضْلَۃٌ (منصوب فضلہ ہے) فضلہ کا مطلب ہے بچی کھچی چیز ۲ پہلے انہوں نے فاعل کی تعریف کی اب اس فصل میں فاعل کی تقسیم کریں گے اور اس کے چند احکام بیان کریں گے۔ فاعل کی دو قسمیں ہیں۔ ا۔ مُظہر یعنی اسم ظاہر۔ ۲۔ مُضمر یعنی اسم ضمیر۔ ا۔ مظہر یعنی فاعل

چوں مَافِی السَّمَآءِ قَدْرُ رَاحَۃٍ سَحَابًا۔ ومفعولٌ بہ اسمی ست کہ فعل فاعل بر و واقع شود چوں ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا بدانکہ ایں ہمہ منصوبات بعد از تمامی جملہ باشند و جملہ بفعل و فاعل تمام شود و بدیں سبب گویند کہ اَلْمَنْصُوْبُ فَضْلَۃٌ

فصل

۲ بدانکہ فاعل بر دو قسم ست مُظہر چوں ضَرَبَ زَیْدٌ ومضمر بارز چوں ضَرَبْتُ ومضمر مستتر یعنی پوشیدہ چوں زَیْدٌ ضَرَبَ کہ فاعل ضَرَبَ ھُوَ ست در ضَرَبَ مستتر بدانکہ چوں فاعل مؤنث حقیقی باشد یا ضمیر مؤنث علامت تانیث در فعل لازم باشد چوں قَامَتْ ھِنْدٌ وھِنْدٌ قَامَتْ ای ھِیَ و در مظہر مؤنث غیر حقیقی و در مظہر جمع تکسیر دو وجہ روا باشد چوں طَلَعَ الشَّمْسُ وَطَلَعَتِ الشَّمْسُ وَقَالَ الرِّجَالُ وَقَالَتِ الرِّجَالُ۔

اسم ظاہر ہو، اسم ظاہر کا مطلب ہے کہ وہ اسم ضمیر نہ ہو۔ جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ اس میں زَیْدٌ فاعل ہے اور یہ اسم ظاہر ہے۔ ۲۔ مضمر یعنی فاعل اسم ضمیر ہو اس کو دو قسمیں ہیں۔ ا۔ ضمیر بارز ۲۔ ضمیر مستتر۔ ا۔ ضمیر بارز یعنی جو ظاہر ہو اور پڑھنے میں آئے جیسے ضَرَبْتُ اس میں تا ضمیر بارز فاعل ہے۔ ۲۔ مستتر یعنی جو پوشیدہ ہو پڑھنے میں نہ آئے بلکہ سمجھی جائے جیسے زَیْدٌ ضَرَبَ یہاں ضَرَبَ کا فاعل ھُوَ ضمیر ہے جو ضَرَبَ میں پوشیدہ ہے۔ آگے فاعل کے چند احکام ذکر فرما رہے ہیں کہ فاعل مؤنث حقیقی ہو یا فاعل مؤنث کی ضمیر ہو چاہے مؤنث حقیقی کی ضمیر ہو یا مؤنث غیر حقیقی کی ضمیر ہو۔ تو فعل میں تانیث کی علامت لانا ضروری ہوتا ہے جیسے قَامَتْ ھِنْدٌ اور ھِنْدٌ قَامَتْ قَامَتْ ھِنْدٌ میں قَامَتْ فعل ہے، ھِنْدٌ فاعل ہے یہ مؤنث حقیقی ہے اس لئے فعل میں تا علامت تانیث کو لایا گیا اور ھِنْدٌ قَامَتْ میں قَامَتْ فعل ہے اس کا فاعل ھِیَ مؤنث کی ضمیر ہے جو مؤنث حقیقی ھِنْدٌ کی طرف لوٹ رہی ہے اس لئے فعل میں تا علامت تانیث کو لایا گیا۔ اور اگر فاعل اسم ظاہر مؤنث غیر حقیقی ہو یا فاعل اسم ظاہر جمع تکسیر ہو تو ان دونوں صورتوں میں دو طرح پڑھنا جائز ہے کہ فعل میں علامت تانیث کو ذکر کریں یہ بھی جائز ہے اور فعل میں علامت تانیث کو ذکر نہ کریں یہ بھی جائز ہے۔ جیسے طَلَعَ الشَّمْسُ وَطَلَعَتِ الشَّمْسُ اور قَالَ الرِّجَالُ وَقَالَتِ الرِّجَالُ پہلی دونوں مثالوں میں اَلشَّمْسُ فاعل ہے یہ مؤنث غیر حقیقی ہے لہٰذا فعل میں علامت تانیث کو ذکر نہ کریں اور طَلَعَ الشَّمْسُ پڑھیں یہ بھی جائز ہے۔ اور علامت تانیث کو ذکر کرکے طَلَعَتِ الشَّمْسُ پڑھیں یہ بھی جائز ہے۔ اسی طرح دوسری دونوں مثالوں میں اَلرِّجَالُ فاعل ہے یہ جمع تکسیر ہے لہٰذا فعل میں علامت تانیث کو ذکر نہ کریں اور قَالَ الرِّجَالُ پڑھیں یہ بھی جائز ہے اور علامت تانیث کو ذکر کرکے قَالَتِ الرِّجَالُ پڑھیں یہ بھی جائز ہے۔

۱پہلے بیان فرمایا کہ عمل کرنے کے لحاظ سے افعال کی دو قسمیں ہیں فعل معروف اور فعل مجہول، فعل معروف کا انہوں نے پہلے بیان کر دیا اب دوسری قسم فعل مجہول کا بیان کر رہے ہیں کہ فعل مجہول فاعل کی بجائے مفعول بہ کو رفع دیتا ہے اور باقیوں کو نصب دیتا ہے جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اَمَامَ الْاَمِیْرِ ضَرْبًا شَدِیْدًا فِیْ دَارِہٖ تَادِیْبًا وَالْخَشَبَۃَ ۔ یہاں ضُرِبَ فعل مجہول ہے اس نے مفعول بہ زَیْدٌ کو رفع دیدیا اور مفعول فیہ زمانی یَوْمَ الْجُمُعَۃِ ،مفعول فیہ مکانی اَمَامَ الْاَمِیْرِ ،مفعول مطلق ضَرْبًا شَدِیْدًا ،مفعول لہٗ تَادِیْبًا اور مفعول معہٗ اَلْخَشَبَۃَ کو نصب دیدیا۔ فعل مجہول کو فِعْلُ مَالَمْ یُسَمَّ فَاعِلُہٗ بھی کہتے ہیں۔ فعل مالم یسم فاعلہ کا مطلب ہے اس مفعول کا فعل جس کا فاعل بیان نہیں کیا گیا اور اسے مبنی للمفعول بھی کہتے ہیں۔ اور فعل مجہول کے مرفوع کو مَفْعُوْلُ مَالَمْ یُسَمَّ فَاعِلُہٗ کہتے ہیں، مفعول مالم یسم فاعلہ کا مطلب ہے اس فعل کا مفعول جس کا فاعل بیان نہیں کیا گیا۔ اور اسے نائب فاعل بھی کہتے ہیں ۲پہلے بیان فرمایا کہ فعل معروف خواہ لازم ہو یا متعدی فاعل کو رفع دیتا ہے اور چھ اسموں کو نصب دیتا ہے اور فعل متعدی ان کے علاوہ مفعول بہ کو بھی نصب دیتا ہے اب اس فصل میں فعل متعدی کی تقسیم کر رہے ہیں کہ مفعول بہ کے لحاظ سے فعل متعدی کی چار قسمیں ہیں۔ ۱۔ متعدی بیک مفعول ۲۔ متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بر یک مفعول روا باشد۔ ۳۔ متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بر یک مفعول روا نباشد۔ ۴۔ متعدی بسہ مفعول۔ پہلی قسم متعدی بیک مفعول یعنی وہ فعل جو ایک مفعول کی طرف متعدی ہو جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا یہاں ضَرَبَ فعل ایک مفعول عَمْرًا کی طرف متعدی ہے۔ دوسری قسم متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بر یک مفعول روا باشد یعنی وہ فعل جو دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو اور ان دو میں سے کسی ایک مفعول پر اکتفا جائز ہو مطلب یہ ہے کہ ان میں سے کسی ایک مفعول کو حذف کرنا جائز ہو جیسے اَعْطٰی اور وہ فعل جو اَعْطٰی کے معنی میں ہو، اَعْطٰی کے معنی میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ فعل اَعْطٰی کی طرح دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو اور اس کے دونوں مفعول ایک دوسرے کا غیر ہوں اور ایک کا دوسرے پر حمل صحیح نہ ہو۔ جیسے اَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْهَمًا یہاں اَعْطَیْتُ فعل، زَیْدًا اور دِرْهَمًا کی طرف متعدی ہے، ان دونوں مفعولوں میں سے کسی ایک کو حذف کر دیں یہ جائز ہے۔ مثلاً دِرْهَمًا کو حذف کر کے اَعْطَیْتُ زَیْدًا پڑھیں یا زَیْدًا کو حذف کر کے اَعْطَیْتُ دِرْهَمًا پڑھیں، دونوں طرح جائز ہے۔ تیسری قسم متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بر یک مفعول روا نباشد یعنی وہ فعل جو دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو اور ان دو میں سے کسی ایک مفعول پر اکتفا جائز نہ ہو مطلب یہ ہے کہ ان میں سے کسی ایک کو حذف کرنا جائز نہ ہو، اور یہ افعالِ قلوب میں ہوتا ہے، افعالِ قلوب یہ ہیں۔ عَلِمْتُ ،ظَنَنْتُ ،حَسِبْتُ ،خِلْتُ ،زَعَمْتُ ،رَاَیْتُ ،وَجَدْتُ ، جیسے عَلِمْتُ زَیْدًا فَاضِلًا اور ظَنَنْتُ زَیْدًا عَالِمًا عَلِمْتُ زَیْدًا فَاضِلًا میں عَلِمْتُ افعال قلوب میں سے ہے اور یہ دو مفعولوں زَیْدًا اور فَاضِلًا کی طرف متعدی ہے اور ان میں سے کسی کو حذف کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح ظَنَنْتُ زَیْدًا عَالِمًا میں ظَنَنْتُ افعالِ قلوب میں سے ہے اور یہ دو مفعولوں زَیْدًا اور فَاضِلًا کی طرف متعدی ہے اور ان میں کسی کو حذف کرنا جائز نہیں ہے۔

قسم[۱] دوم مجہول بدانکہ فعل مجہول بجائے فاعل مفعول بہ را برفع کند و باقی را بنصب چوں ضُرِبَ زَیْدٌ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ اَمَامَ الْاَمِیْرِ ضَرْبًا شَدِیْدًا فِیْ دَارِہٖ تَادِیْبًا وَالْخَشَبَۃَ و فعل مجہول را مفعول مالم یسم فاعلہ گویند و مرفوعش را مفعول مالم یسم فاعلہ گویند

فصل : [۲] بدانکہ فعل متعدی بر چہار قسم ست اول متعدی بیک مفعول چوں ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا دوم متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بر یک مفعول روا باشد چوں اَعْطٰی و آنچہ در معنی او باشد چوں اَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْهَمًا و اینجا اَعْطَیْتُ زَیْدًا نیز جائز ست سوم متعدی بدو مفعول کہ اقتصار بر یک مفعول

! چوتھی قسم متعدی بسہ مفعول یعنی وہ فعل جو تین مفعولوں کی طرف متعدی ہو جو افعال تین مفعولوں کی طرف متعدی ہوتے ہیں وہ یہ ہیں اَعْلَمَ ، اَرٰی ، اَنْبَأَ ، اَخْبَرَ ، خَبَّرَ ، نَبَّأَ ، حَدَّثَ ، جیسے اَعْلَمَ اللّٰہُ زَیْدًا عَمْرًا فَاضِلًا یہاں اَعْلَمَ فعل تین مفعولوں زَیْدًا ، عَمْرًا اور فَاضِلًا کی طرف متعدی ہے۔ یہ تمام مفعولات مفعول بہ ہیں۔ پہلے انہوں نے بیان فرمایا کہ فعل مجہول فاعل کی بجائے مفعول بہ کو رفع کرتا ہے اور اس کے مرفوع کو نائب فاعل کہتے ہیں اب یہ اسی سلسلہ میں بیان فرماتے ہیں کہ عَلِمْتُ کے باب میں دوسرے مفعول کو، اَعْلَمْتُ کے باب میں تیسرے مفعول کو، مفعول لہٗ کو اور مفعول معہٗ کو نائب فاعل نہیں بنا سکتے ، باب عَلِمْتُ کا مطلب

روا نباشد و ایں در افعال قلوب ست چوں عَلِمْتُ وظَنَنْتُ وحَسِبْتُ وخِلْتُ وزَعَمْتُ ورَأَیْتُ ووَجَدْتُّ ، چوں عَلِمْتُ زَیْدًا فَاضِلًا وظَنَنْتُ زَیْدًا عَالِمًا چہارم[۱] متعدی بسہ مفعول چوں اَعْلَمَ واَرٰی واَنْبَأَ واَخْبَرَ وخَبَّرَ ونَبَّأَ وحَدَّثَ چوں اَعْلَمَ اللّٰہُ زَیْدًا عَمْرًا فَاضِلًا بدانکہ ایں ہمہ مفعولات مفعول بہ اند و مفعول دوم در باب عَلِمْتُ و مفعول سوم در باب اَعْلَمْتُ و مفعول لہٗ و مفعول معہ را بجائے فاعل نتوانند نہاد و دیگر ہا را شاید و در باب اَعْطَیْتُ مفعول اول بمفعول مالم یسم فاعلہ لائق تر باشد از مفعول دوم **فصل** [۲] بدانکہ افعال ناقصہ ہفدہ اند، کَانَ وصَارَ وظَلَّ وبَاتَ واَصْبَحَ واَضْحٰی واَمْسٰی وعَادَ واٰضَ وغَدَا وراحَ ومَا زَالَ ومَا انْفَكَّ ومَا بَرِحَ ومَا فَتِئَ ومَا دَامَ ولَیْسَ

ہے وہ فعل جو دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو اور ان میں سے کسی کو گرانا جائز نہ ہو جیسے عَلِمْتُ زَیْدًا فَاضِلًا یہاں دوسرے مفعول فَاضِلًا کو نائب فاعل نہیں بنا سکتے باب اَعْلَمْتُ کا مطلب ہے وہ فعل جو تین مفعولوں کی طرف متعدی ہو جیسے اَعْلَمَ اللّٰہُ زَیْدًا عَمْرًا فَاضِلًا ، یہاں تیسرے مفعول فَاضِلًا کو نائب فاعل نہیں بنا سکتے اسی طرح مفعول لہٗ اور مفعول معہٗ کو بھی نائب فاعل نہیں بنا سکتے اور دوسرے دو کو نائب فاعل بنا سکتے ہیں یعنی متعدی بیک مفعول کا جو ایک مفعول بہ ہے اس کو عَلِمْتُ کے باب میں پہلے مفعول کو، اَعْلَمْتُ کے باب میں پہلے اور دوسرے مفعول کو نائب فاعل بنا سکتے ہیں اور مفعول فیہ جب معین زمانہ یا معین جگہ پر دلالت کرے تو اسے نائب فاعل بنا سکتے ہیں جیسے ضُرِبَ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ اور ضُرِبَ اَمَامُ الْاَمِیْرِ اور مفعول مطلق کی تین قسمیں ہیں مفعول مطلق تاکیدی ، مفعول مطلق عددی اور مفعول مطلق نوعی ان میں سے مفعول مطلق عددی اور نوعی کو نائب فاعل بنا سکتے ہیں ، مفعول مطلق تاکیدی کو نائب فاعل نہیں بنا سکتے ، اَعْطَیْتُ کے باب میں پہلے یا دوسرے مفعول کو نائب فاعل بنا سکتے ہیں لیکن پہلے مفعول کو نائب فاعل بنانا ، دوسرے مفعول کو نائب فاعل بنانے کی بہ نسبت زیادہ بہتر ہے مثلاً اَعْطٰی زَیْدٌ عَمْرًا دِرْھَمًا اَعْطٰی کا فعل مجہول بنائیں تو یہ اُعْطِیَ آئے گا اب یہاں پہلے مفعول عَمْرًا کو نائب فاعل بنائیں یہ بھی جائز ہے اور دوسرے مفعول دِرْھَمًا کو نائب فاعل بنائیں یہ بھی جائز ہے، مگر پہلے مفعول عَمْرًا کو نائب فاعل بنانا زیادہ مناسب ہے جیسے اُعْطِیَ عَمْرٌو **فائدہ** : اگر کلام میں مفعول بہ مذکور ہو تو اس کے سوا کوئی دوسرا مفعول نائب فاعل نہیں بنے گا [۲] افعال عاملہ میں سے افعال ناقصہ بھی ہیں ، افعال ناقصہ وہ افعال ہیں جن کی وضع اس لئے ہے کہ فاعل کے لئے ایسی صفت ثابت کریں جو ان کے مصدر کے مغایر ہو۔ افعال ناقصہ سترہ ہیں۔ کَانَ ، صَارَ ، ظَلَّ ، بَاتَ ، اَصْبَحَ ، اَضْحٰی ، اَمْسٰی ، عَادَ ، اٰضَ ، غَدَا ، رَاحَ ، مَا زَالَ ، مَا انْفَكَّ ، مَا بَرِحَ ، مَا فَتِئَ ، مَا دَامَ ، لَیْسَ۔

ا۔ چونکہ یہ افعال صرف فاعل کے ساتھ پورے نہیں ہوتے اور خبر کے محتاج ہوتے ہیں اس لئے ان کو ناقصہ کہتے ہیں۔ ان افعال کا عمل یہ ہے کہ یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں مندالیہ کو رفع دیتے ہیں اور مسند کو نصب جیسے کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا یہاں کَانَ فعل ناقص ہے، زَیْدٌ مرفوع ہے اس کو کان کا اسم کہیں گے اور قائما منصوب ہے، اس کو کَانَ کی خبر کہیں گے۔ کَانَ کی انہوں نے مثال ذکر فرمادی، اور فرمایا کہ باقی کو اسی پر قیاس کرلو، مثلاً صَارَ زَیْدٌ غَنِیًّا، ظَلَّ زَیْدٌ صَائِمًا وغیرہ ان افعال میں سے بعض افعال، بعض حالتوں میں صرف فاعل کے ساتھ مکمل ہوجاتے ہیں اور خبر کے محتاج نہیں ہوتے جیسے کَانَ مَطَرٌ (بارش ہوئی) یہاں

ایں افعال بفاعل تنہا تمام نشوند ومحتاج باشند بخبرے بدیں سبب اینہارا ناقصہ گویند ودر جملہ اسمیہ روند ومسندالیہ را برفع کنند ومسند را بنصب چوں کَانَ زَیْدٌ قَائِمًا ومرفوع را اسم کان گویند ومنصوب را خبر کان وباقی را بریں قیاس کن بدانکہ بعضے ازیں افعال در بعضے احوال بفاعل تنہا تمام شوند چوں کَانَ مَطَرٌ شد باراں بمعنی حَصَلَ واورا کَانَ تامہ گویند وکان زائدہ نیز باشد **فصل** ۲۔ بدانکہ افعال مقاربہ چہار ست عَسٰی وکَادَ وکَرَبَ واَوْشَکَ وایں افعال در جملہ اسمیہ روند چوں کَانَ اسم را برفع کنند وخبر را بنصب الا آنکہ خبر اینہا فعل مضارع باشد با اَنْ چوں عَسٰی زَیْدٌ اَنْ یَّخْرُجَ یا بے اَنْ چوں عَسٰی زَیْدٌ یَخْرُجُ وشاید کہ فعل مضارع با اَنْ فاعل عسٰی باشد واحتیاج بخبر نیفتد چوں عَسٰی اَنْ یَّخْرُجَ زَیْدٌ در محل رفع بمعنی مصدر۔

کَانَ حَصَلَ کے معنی میں ہے، اس قسم کے کَانَ کو کَانَ تَامَّہ کہتے ہیں اور کَانَ زائدہ بھی ہوتا ہے کَانَ زائدہ کا مطلب ہے کہ اس کو اگر عبارت سے حذف بھی کردیا جائے تو معنی مقصودی میں خلل نہیں آتا کَانَ زائدہ درمیان کلام میں آتا ہے شروع میں نہیں آتا جیسے کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَھْدِ صَبِیًّا (ہم کیسے بات کریں اس سے جو گہوارے میں بچہ ہے) یہاں انہوں نے کَانَ کی تین قسموں کا ذکر فرمادیا۔ ا۔ کَانَ ناقصہ ۲۔ کَانَ تامّہ ۳۔ کَانَ زائدہ ۲؎ افعال عاملہ میں سے افعال مقاربہ بھی ہیں، افعال مقاربہ وہ افعال ہیں جو دلالت کرتے ہیں کہ اسم کے لئے خبر کا حصول قریب ہے۔ افعال مقاربہ مشہور چار ہیں۔ عَسٰی، کَادَ، کَرَبَ، اَوْشَکَ، افعال مقاربہ کا عمل یہ ہے کہ یہ کَانَ کی طرح جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں اور اپنے اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں لیکن افعالِ مقاربہ اور ناقصہ میں یہ فرق ہے کہ افعال مقاربہ کی خبر فعل مضارع ہوتی ہے، کبھی اَنْ کے ساتھ اور کبھی اَنْ کے بغیر لیکن افعال ناقصہ میں یہ ضروری نہیں کہ ان کی خبر فعل مضارع ہو۔ افعال مقاربہ کی خبر فعل مضارع اَنْ کے ساتھ ہو جیسے عَسٰی زَیْدٌ اَنْ یَّخْرُجَ یہاں اَنْ یَّخْرُجَ فعل مضارع اَنْ کے ساتھ ہے فعل مقارب عَسٰی کا اسم ہے اور افعال مقاربہ کی خبر فعل مضارع اَنْ کے بغیر ہو جیسے عَسٰی زَیْدٌ یَخْرُجُ یہاں یَخْرُجُ فعل مضارع اَنْ کے بغیر عَسٰی کا فاعل ہے، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ فعل مضارع اَنْ کے ساتھ عَسٰی کا فاعل ہو اور خبر کی ضرورت نہ پڑے جیسے عَسٰی اَنْ یَّخْرُجَ زَیْدٌ یہاں عَسٰی فعل مقارب ہے اَنْ یَّخْرُجَ زَیْدٌ بتاویل مفرد ہوکر عَسٰی کا فاعل ہے اور محل رفع میں ہے اور اَنْ یَّخْرُجَ مصدر کے معنی میں ہے۔

فصل :[۱] بدانکہ افعال مدح وذم چہارست نِعْمَ وحَبَّذا برائے مدح وبِئْسَ وسَاءَ برائے ذم وہرچہ مابعد فاعل باشد آنرا مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم گویند وشرط آنست کہ فاعل معرف بلام باشد چوں نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ'' یا مضاف بسوئے معرف بلام باشد چوں نِعْمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَیْدٌ'' یا ضمیر مستتر ممیز بنکرہ منصوبہ چوں نِعْمَ رَجُلًا زَیْدٌ'' فاعل نعم ہوست مستتر در نعم ورجلاً منصوب ست بر تمیز زیرا کہ ہو مبہم ست وحَبَّذَا زَیْدٌ'' حَبَّ فعل مدح ست وذا فاعل او وزید'' مخصوص بالمدح وہم چنیں بِئْسَ الرَّجُلُ زَیْدٌ'' وسَاءَ الرَّجُلُ عَمْرٌو'' **فصل** [۲] بدانکہ افعال تعجب دو صیغہ از ہر مصدر ثلاثی مجرد باشد اول مَا أَفْعَلَهٗ چوں مَا أَحْسَنَ زَیْدًا چہ نیکوست زید

[۱] افعالِ عاملہ میں سے افعال مدح وذم بھی ہیں، فعل مدح وہ فعل ہے جو مدح کی انشاء کے لئے وضع کیا گیا ہو اور فعل ذم وہ فعل ہے جو ذم کی انشاء کے لئے وضع کیا گیا ہو، افعالِ مدح وذم جو مشہور ہیں وہ چار ہیں، دو فعلِ مدح ہیں نِعْمَ اور حَبَّذا اور دو فعلِ ذم ہیں بِئْسَ اور سَاءَ فعل مدح کے فاعل کے بعد جو اسم ہوگا اس کو مخصوص بالمدح کہیں گے اور فعلِ ذم کے فاعل کے بعد جو اسم ہوگا اس کو مخصوص بالذم کہیں گے۔ فعل حَبَّذا کے علاوہ باقی افعال کے لئے شرط ہے کہ ان کا فاعل معرف باللام ہو یا فاعل معرف باللام کی طرف مضاف ہو یا فاعل ضمیر مستتر ہو جس کی تمیز نکرہ منصوبہ ہو۔ فاعل معرف باللام ہو جیسے نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ'' یہاں نِعْمَ فعل مدح ہے، الرَّجُلُ اس کا فاعل ہے اور معرف باللام ہے اس کے بعد زید'' ہے یہ مخصوص بالمدح ہے۔ فاعل معرف باللام کی طرف مضاف ہو جیسے نِعْمَ صَاحِبُ الْقَوْمِ زَیْدٌ'' یہاں نِعْمَ فعل مدح ہے، صاحب اس کا فاعل معرف باللام اَلْقَوْم کی طرف مضاف ہے اور زید'' مخصوص بالمدح ہے فاعل ضمیر مستتر ہو جس کی تمیز نکرہ منصوبہ ہو جیسے نِعْمَ رَجُلًا زَیْدٌ'' یہاں نِعْمَ فعل مدح ہے اس کا فاعل ھُوَ ضمیر ہے جو نِعْمَ میں پوشیدہ ہے ھُوَ مبہم ہے رَجُلًا نکرہ منصوبہ اس کی تمیز ہے اور زید'' مخصوص بالمدح ہے اب حَبَّذا کے بارے میں بتارہے ہیں کہ حَبَّذَا زَیْدٌ'' میں حَبَّ فعل مدح ہے، ذَا اس کا فاعل ہے اور زید'' مخصوص بالمدح ہے۔ آگے بِئْسَ اور سَاءَ کی مثالیں ذکر فرمارہے ہیں بِئْسَ کی مثال جیسے بِئْسَ الرَّجُلُ زَیْدٌ'' یہاں بِئْسَ فعل ذم ہے الرَّجُلُ اس کا فاعل ہے اور وہ معرف باللام ہے اور زَیْدٌ'' مخصوص بالذم ہے، سَاءَ کی مثال جیسے سَاءَ الرَّجُلُ عَمْرٌو'' یہاں سَاءَ فعل ذم ہے، الرَّجُلُ اس کا فاعل ہے اور معرف باللام ہے اور عَمْرٌو'' مخصوص بالذم ہے[۲] افعال عاملہ میں سے افعالِ تعجب بھی ہیں، افعالِ تعجب وہ افعال ہیں جو انشائے تعجب کے لئے وضع کئے گئے ہوں، جس چیز کا سبب مخفی ہو اس کے جاننے سے نفس میں جو کیفیت پیدا ہوتی ہے اسے تعجب کہتے ہیں۔ ثلاثی مجرد کا ہر وہ مصدر جو رنگ اور عیب کے معنی پر دلالت نہ کرے اس سے فعل تعجب کے دو صیغے آتے ہیں ایک مَا أَفْعَلَهٗ دوسرا أَفْعِلْ بِہٖ پہلا صیغہ ہے مَا أَفْعَلَهٗ جیسے مَا أَحْسَنَ زَیْدًا (کیسا اچھا ہے زید) اصل کے اعتبار سے مَا أَحْسَنَ زَیْدًا کا معنی ہے اَیُّ شَیْءٍ أَحْسَنَ زَیْدًا (کس چیز نے زید کو حسین بنادیا) یہاں مَا استفہامیہ اَیُّ شَیْءٍ کے معنی میں ہے اور محل رفع میں ہے مبتدا ہونے کی وجہ سے، أَحْسَنَ محل رفع میں ہے مبتدا کی خبر ہونے کی وجہ سے، أَحْسَنَ کا فاعل ھُوَ ہے جو أَحْسَنَ میں پوشیدہ ہے اور زَیْدًا أَحْسَنَ کا مفعول بہ ہے۔ دوسرا صیغہ ہے أَفْعِلْ بِہٖ جیسے أَحْسِنْ بِزَیْدٍ اصل کے اعتبار سے أَحْسِنْ فعل امر کا صیغہ ہے جو خبر یعنی فعل ماضی أَحْسَنَ کے معنی میں تھا تو اصل عبارت ہوگی أَحْسَنَ زَیْدٌ'' بمعنی صَارَ ذَا حُسْنٍ (زید حسین ہوگیا) اور یہاں با زائدہ ہے۔

۱۔ تیسرا باب: اسمائے عاملہ کے عمل کے بیان میں ہے اور وہ گیارہ قسم پر ہیں۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے پہلے بیان فرمایا کہ عامل لفظی کی تین قسمیں ہیں۔ حروف عاملہ، افعال عاملہ اور اسمائے عاملہ، انہوں نے فرمایا کہ ان کو ہم تین بابوں میں ذکر کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ، پہلے باب میں حروف عاملہ کا اور دوسرے باب میں افعال عاملہ کا بیان کردیا اب تیسرے باب میں اسمائے عاملہ کا بیان کررہے ہیں کہ اسمائے عاملہ کی گیارہ قسمیں ہیں۔ ۱۔ اسمائے شرطیہ بمعنی اِن ۲۔ اسمائے افعال بمعنی ماضی ۳۔ اسمائے افعال بمعنی امر حاضر ۴۔ اسم فاعل بمعنی حال یا استقبال ۵۔ اسم مفعول بمعنی حال یا استقبال ۶۔ صفت مشبہ ۷۔ اسم تفضیل ۸۔ مصدر ۹۔ اسم مضاف ۱۰۔ اسم تام ۱۱۔ اسمائے کنایہ از عدد

اسمائے عاملہ کی پہلی قسم ہے اسمائے شرطیہ بمعنی اِن یعنی وہ اسمائے شرطیہ جو اِن شرطیہ کے معنی کو متضمن ہوں اور وہ نو ہیں مَن، مَا، اَینَ، مَتٰی، اَیّ، اَنّٰی، اِذمَا، حَیثُمَا، مَھمَا۔ ان کو اس شعر میں بیان گیا ہے

مَن و مَا مَھما و اَیّ حَیثُمَا اِذمَا مَتٰی
اَینَمَا اَنّٰی نُہ اسم جازمند مر فعل را

اسمائے شرطیہ کا عمل یہ ہے کہ یہ فعل مضارع کو جزم دیتے ہیں۔ مَن کی مثال مَن تَضرِب اَضرِب (جس کو تو مارے گا میں ماروں گا) مَا کی مثال مَا تَفعَل اَفعَل (جو تو کرے گا میں کروں گا) اَینَ کی مثال اَینَ تَجلِس اَجلِس (جہاں تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا) مَتٰی کی مثال مَتٰی تَقُم اَقُم (جب تو کھڑا ہوگا میں کھڑا ہوں گا) اَیّ کی مثال اَیَّ شَیءٍ تَاکُل اٰکُل (جو تو کھائے گا میں کھاؤں گا) اَنّٰی کی مثال اَنّٰی تَکتُب اَکتُب (جہاں تو لکھے گا میں لکھوں گا) اِذمَا تُسَافِر اُسَافِر (جب تو سفر کرے گا میں کروں گا) حَیثُمَا کی مثال حَیثُمَا تَقصِد اَقصِد (جہاں کا تو قصد کرے گا میں کروں گا) مَھمَا کی مثال مَھمَا تَقعُد اَقعُد (جب تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا)

اسمائے عاملہ کی دوسری قسم ہے اسمائے افعال بمعنی ماضی یعنی وہ اسمائے افعال جو ماضی کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں جیسے ھَیھَاتَ، شَتَّانَ، سَرعَانَ، ان کا عمل یہ ہے کہ یہ اسم کو فاعل ہونے کی بناپر رفع دیتے ہیں جیسے ھَیھَاتَ یَومُ العِید (عید کا دن کتنا دور ہوگیا) یہاں ھَیھَاتَ اسم فعل ہے، یہ فعل ماضی بَعُدَ کے معنی میں ہے اس نے اپنے اسم یَومُ العِید کو فاعلیت کی بناپر رفع دے دیا۔ اسمائے عاملہ کی تیسری قسم ہے اسمائے افعال بمعنی امر حاضر یعنی وہ اسمائے افعال جو امر حاضر کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں جیسے رُوَیدَ، بَلہَ، حَیَّھَل، عَلَیکَ و دُونَکَ، ھَا۔ ان کا عمل یہ ہے کہ یہ اپنے اسم کو مفعول ہونے کی بناپر نصب دیتے ہیں۔ جیسے رُوَیدَ زَیدًا (زید کو ضرور مہلت دو) یہاں رُوَیدَ اسم فعل ہے یہ اَمهِل امر حاضر کے معنی میں ہے اس نے اپنے اسم زَیدًا کو مفعول بہ ہونے کی بناپر نصب دے دیا۔ رُوَیدَ زَیدًا کا مطلب ہوگا اَمهِلهُ یعنی تو زید کو ضرور مہلت دے۔

تقدیرش اَیُّ شَیءٍ اَحسَنَ زَیدًا اما بمعنی اَیُّ شَیءٍ ست در محل رفع بابتدا و اَحسَنَ در محل رفع خبر مبتدا و فاعل اَحسَنَ ہو ست در و مستتر و زَیدًا مفعول بہ دوم اَفعِل بِہٖ چوں اَحسِن بِزَیدٍ اَحسِن صیغہ امر ست بمعنی خبر تقدیرش اَحسَنَ زَیدٌ ای صَارَ ذَا حُسنٍ و با زائدہ است باب[۱] سوم در عمل اسمائے عاملہ و آں یازدہ قسم ست اول اسمائے شرطیہ بمعنی اِن و آں نہ است مَن و مَا و اَینَ و مَتٰی و اَیّ و اَنّٰی و اِذمَا و حَیثُمَا و مَھمَا فعل مضارع را بجزم کنند چوں مَن تَضرِب اَضرِب وَمَا تَفعَل اَفعَل وَاَینَ تَجلِس اَجلِس وَمَتٰی تَقُم اَقُم وَاَیَّ شَیءٍ تَاکُل اٰکُل وَاَنّٰی تَکتُب اَکتُب وَاِذمَا تُسَافِر اُسَافِر وَحَیثُمَا تَقصِد اَقصِد وَمَھمَا تَقعُد اَقعُد دوم اسمائے افعال بمعنی ماضی چوں ھَیھَاتَ و شَتَّانَ و سَرعَانَ اسم را بنا بر فاعلیت برفع کنند چوں ھَیھَاتَ یَومُ العِید ای بَعُدَ سوم اسمائے افعال بمعنی امر حاضر چوں رُوَیدَ وَبَلہَ وَحَیَّھَل وَعَلَیکَ وَدُونَکَ وَھَا اسم

۱؎ اسمائے عاملہ کی چوتھی قسم ہے اسم فاعل بمعنی حال یا استقبال۔ اسم فاعل وہ اسم ہے جو مصدر سے مشتق ہوتا کہ اس ذات پر دلالت کرے جس سے یہ مصدری صادر ہو یہ اپنے فعل معروف جیسا عمل کرتا ہے اگر فعل معروف لازم ہے تو یہ فعل لازم والا عمل کرے گا کہ فاعل کو رفع دے گا اور مفعول بہ کے علاوہ باقی مفاعیل اور حال تمیز، مستثنیٰ کو نصب دے گا۔ اور اگر فعل معروف متعدی ہے تو یہ فعل متعدی والا عمل کرے گا کہ فاعل کو رفع دے گا اور مفعول بہ و دیگر مفاعیل اور حال تمیز مستثنیٰ کو نصب دے گا۔ اسم فاعل کے عمل کرنے کے لئے دو شرطیں ہیں ایک یہ کہ حال یا استقبال کے معنی میں ہو دوسری یہ کہ اس نے اپنے سے

را بنصب کنند بنا بر مفعولیت چوں رُوَیْدَ زَیْدًا اَیْ اَمْهِلْهُ

چہارم ۱؎ اسم فاعل بمعنی حال یا استقبال عمل فعل معروف کند بشرط آنکہ اعتماد کردہ باشد بر لفظیکہ پیش از و باشد و آں لفظ یا مبتدا باشد در لازم چوں زَیْدٌ قَائِمٌ اَبُوْهُ و در متعدی چوں زَیْدٌ ضَارِبٌ اَبُوْهُ عَمْرًا یا موصوف چوں مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ اَبُوْهُ بَکْرًا یا موصول چوں جَآءَنِیْ الْقَائِمُ اَبُوْهُ وَجَآءَنِیْ الضَّارِبُ اَبُوْهُ عَمْرًا یا ذو الحال چوں جَآءَنِیْ زَیْدٌ رَاکِبًا غُلَامُهٗ فَرَسًا

پہلے چھ لفظوں میں سے کسی ایک پر اعتماد کیا ہوا ہو اور وہ چھ الفاظ یہ ہیں۔ مبتدا، موصوف، موصول، ذوالحال، ہمزہ استفہام، حرف نفی۔ پہلا ہے مبتدا فعل لازم سے اسم فاعل کا صیغہ ہو اس کے مبتدا پر اعتماد کی مثال زَیْدٌ قَائِمٌ اَبُوْهُ یہاں زَیْدٌ مبتدا ہے قائم فعل لازم سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ اس کا مبتدا زَیْدٌ پر اعتماد ہے اور یہ اپنے فعل معروف جیسا عمل کر رہا ہے اس لئے اس نے اپنے فاعل اَبُوْهُ کو رفع دے دیا فعل متعدی سے اسم فاعل کا صیغہ ہو اس کے مبتدا پر اعتماد کی مثال زَیْدٌ ضَارِبٌ اَبُوْهُ عَمْرًا یہاں زید مبتدا ہے۔ ضَارِبٌ فعل متعدی سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اس کا مبتدا زید پر اعتماد ہے اور یہ اپنے فعل معروف جیسا عمل کر رہا ہے اس لئے اس نے اپنے فاعل اَبُوْهُ کو رفع اور مفعول عمرا کو نصب دے دیا۔ دوسرا ہے موصوف جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ ضَارِبٍ اَبُوْهُ بَکْرًا یہاں رَجُلٍ موصوف ہے ضَارِبٍ فعل متعدی سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اس کا موصوف رَجُلٍ پر اعتماد ہے اور یہ اپنے فعل معروف جیسا عمل کر رہا ہے اس لئے اس نے اپنے فاعل ابوہ کو رفع اور اپنے مفعول بکرا کو نصب دیا۔ تیسرا ہے موصول جیسے جاءَنِی الْقَائِمُ اَبُوْهُ اور جاءَنِی الضارب اَبوہ عمرًا۔ جاءَنِی الْقَائِمُ اَبُوْهُ فعل لازم سے اسم فاعل کی مثال ہے یہاں القائم میں الف ولام بمعنی الذی اسم موصول ہے قائم فعل لازم سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اس کا الف ولام بمعنی الذی اسم موصول پر اعتماد ہے اور یہ اپنے فعل معروف جیسا عمل کر رہا ہے اس لئے اس نے اپنے فاعل اَبُوْهُ کو رفع دے دیا۔ اور جاءَنِی الضَّارِبُ اَبُوْهُ عَمْرًا فعل متعدی سے اسم فاعل کی مثال ہے۔ یہاں الضارب میں الف ولام بمعنی الذی اسم موصول ہے۔ ضارب فعل متعدی سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اس کا الف ولام بمعنی الذی اسم موصول پر اعتماد ہے اور یہ اپنے فعل معروف جیسا عمل کر رہا ہے اس لئے اس نے اپنے فاعل ابوہ کو رفع اور اپنے مفعول عمرًا کو نصب دے دیا چوتھا ہے ذوالحال جیسے جاءَنِی زَیْدٌ رَاکِبًا غُلَامُهٗ فَرَسًا یہاں زَیْدٌ ذوالحال ہے راکبا فعل متعدی سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اس کا ذوالحال زید پر اعتماد ہے۔ یہ اپنے فعل معروف جیسا عمل کر رہا ہے۔ اس لئے اس نے اپنے فاعل غلامہ کو رفع اور اپنے مفعول فرسا کو نصب دے دیا۔

۱ پانچواں ہمزہ استفہام جیسے اَضَارِبٌ ''زَیْدٌ'' عَمْرًا یہاں ہمزہ استفہام ہے ضارب فعل متعدی سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اس کا ہمزہ استفہام پر اعتماد ہے یہ اپنے فعل معروف جیسا عمل کر رہا ہے اس لئے اس نے اپنے فاعل زید کو رفع اور اپنے مفعول عمرًا کو نصب دے دیا۔ چھٹا ہے حرف نفی جیسے مَا قَائِمٌ ''زَیْدٌ'' یہاں ما حرف نفی ہے قائم فعل لازم سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اس کا حرف نفی ما پر اعتماد ہے یہ اپنے فعل معروف جیسا عمل کر رہا ہے اس لئے اس نے اپنے فاعل زید کو رفع دے دیا، جو عمل قام اور ضرب کرتے تھے وہی عمل قائم اور ضارب'' کرتے ہیں یعنی جو عمل فعل لازم قام کا ہے کہ یہ اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے اور مفعول بہ کے علاوہ باقی مفاعیل وغیرہ کو نصب دیتا ہے یہی عمل فعل لازم کا اسم فاعل قائم بھی کرتا ہے یعنی قائم بھی اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے اور مفعول بہ کے علاوہ باقی مفاعیل وغیرہ کو نصب دیتا ہے۔ اور جو عمل فعل متعدی ضرب کا ہے یہ اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے اور مفعول بہ و دیگر مفاعیل وغیرہ کو نصب دیتا ہے۔ یہی عمل فعل متعدی کا اسم فاعل ضَارِبٌ'' بھی کرتا ہے یہ اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے اور مفعول بہ و دیگر مفاعیل وغیرہ کو نصب دیتا ہے۔ ۲ اسمائے عاملہ کی پانچویں قسم ہے اسم مفعول بمعنی حال یا استقبال۔ اسم مفعول وہ اسم ہے جو مصدر سے مشتق ہو اور اس ذات پر دلالت کرے جس پر معنی مصدری واقع ہو۔ اسم مفعول اپنے فعل مجہول جیسا عمل کرتا ہے یعنی فاعل کی بجائے مفعول بہ کو رفع دیتا ہے اسم مفعول کے عمل کرنے کے لیے دو شرطیں ہیں ایک یہ کہ حال یا استقبال کے معنی میں ہو دوسری یہ کہ اس نے اپنے سے پہلے چھ لفظوں میں سے کسی ایک پر اعتماد کیا ہوا ہو وہ چھ لفظ یہ ہیں۔ مبتدا، موصوف، موصول، ذوالحال، ہمزہ استفہام، حرف نفی۔ اسم مفعول فعل متعدی سے آتا ہے فعل لازم سے نہیں آتا اور فعل متعدی کی مفعول بہ کے لحاظ سے چار قسمیں ہیں۔ ۱۔ وہ فعل جو ایک مفعول کی طرف متعدی ہو ۲۔ وہ فعل جو دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو اور ان میں سے کسی ایک کو گرانا جائز ہو۔ ۳۔ وہ فعل جو دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو اور ان میں سے کسی کو گرانا جائز ہو۔ ۴۔ وہ فعل جو تین مفعولوں کی طرف متعدی ہو۔ فعل متعدی اگر مجہول ہو تو پہلی قسم میں جو ایک مفعول ہے اس کو نائب فاعل بنائیں گے دوسری قسم میں دونوں مفعولوں میں سے ایک کو نائب فاعل بنائیں گے، دوسرا مفعول بن جائے گا، تیسری قسم میں جو دو مفعول ہیں ان میں سے پہلے کو نائب فاعل بنائیں گے اور دوسرا مفعول بن جائے گا اور چوتھی قسم میں پہلے دونوں مفعولوں میں سے ایک نائب فاعل بن جائے گا اور باقی دو مفعول بن جائیں گے چونکہ اسم مفعول فعل متعدی سے آتا ہے اور یہ فعل مجہول جیسا عمل کرتا ہے لہٰذا اگر پہلی قسم یعنی اس فعل متعدی سے اسم مفعول کا صیغہ ہوا جو ایک مفعول کو چاہتا ہے تو اس ایک مفعول کو اسم مفعول نائب فاعل ہونے کی بنا پر رفع دے گا اگر دوسری قسم یعنی اس فعل متعدی سے اسم مفعول کا صیغہ ہوا جو دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو اور ان میں سے کسی ایک کو گرانا جائز ہو تو پھر ان دونوں مفعولوں میں سے ایک کو اسم مفعول، نائب فاعل ہونے کی بنا پر رفع دے گا اور دوسرے کو مفعولیت کی بنا پر نصب دے گا۔ اگر تیسری قسم یعنی اس فعل متعدی سے اسم مفعول کا صیغہ ہوا جو دو مفعولوں کی طرف متعدی ہو اور ان میں سے کسی کو گرانا جائز نہ ہو تو پہلے مفعول کو اسم مفعول، نائب فاعل ہونے کی بنا پر رفع دے گا اور دوسرے کو مفعولیت کی بنا پر نصب دے گا اور اگر چوتھی قسم یعنی اس فعل متعدی سے اسم مفعول کا صیغہ ہوا جو تین مفعولوں کی طرف متعدی ہو تو پھر پہلے دو مفعولوں میں سے ایک کو اسم مفعول، نائب فاعل ہونے کی بنا پر رفع دے گا اور باقی دو کو مفعولیت کی بنا پر نصب دے گا کتاب والے انہیں چاروں قسموں کی مثال ذکر فرما رہے ہیں پہلی قسم کی مثال زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ اَبُوْہُ یہاں زید مبتدا ہے مضروب'' اس فعل متعدی سے اسم مفعول کا صیغہ ہے جو ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے اس کا مبتدا زید پر اعتماد ہے اور یہ اپنے فعل مجہول جیسا عمل کر رہا ہے اس لئے اس نے اپنے مفعول اَبُوْہُ کو رفع دیا۔

یا ہمزہ استفہام چوں اَضَارِبٌ ''زَیْدٌ'' عَمْرًا یا حرف نفی چوں مَا قَائِمٌ'' زَیْدٌ'' ہماں عمل کہ قَامَ وَضَرَبَ میکرد قَائِمٌ'' وضَارِبٌ'' میکند پنجم اسم مفعول بمعنی حال و استقبال عمل فعل مجہول کند بشرط اعتماد مذکور چوں زَیْدٌ'' مَضْرُوْبٌ'' اَبُوْہُ

۱؎ دوسری قسم کی مثال عمرٌ 'مُعطًی غُلَامُہٗ دِرْھَمًا یہاں عمرٌ 'مبتدا ہے مُعطی اس فعل متعدی سے اسم مفعول کا صیغہ ہے جو دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے اور ان میں سے کسی ایک کو گرانا جائز ہوتا ہے اس کا اپنے مبتدا عمرٌ' پر اعتماد ہے اور یہ اپنے فعل مجہول جیسا عمل کر رہا ہے اس لئے اس نے اپنے ایک مفعول غلامہ کو رفع اور دوسرے مفعول دِرْھَمًا کو نصب دیا۔ تیسری قسم کی مثال بکرٌ 'مَعلومٌ 'ابنُہٗ فاضلاً یہاں بکر مبتدا ہے، معلوم اس فعل متعدی سے اسم مفعول کا صیغہ ہے جو دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے اور ان میں سے کسی کو گرانا جائز نہیں ہوتا اس کا اپنے مبتدا بکرٌ' پر اعتماد ہے اور یہ اپنے فعل مجہول جیسا عمل کر رہا ہے اس لئے اس نے اپنے پہلے مفعول ابنُہٗ کو رفع اور دوسرے مفعول فاضلاً کو نصب دیا۔ چوتھی قسم کی مثال خالدٌ 'مُخبرٌ' ابنہ عمرًا فاضلا یہاں خالد مبتدا ہے۔ مخبر اس فعل متعدی سے اسم مفعول کا صیغہ ہے جو تین مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے اس کا اپنے مبتدا خالد پر اعتماد ہے اس لئے اس نے اپنے پہلے دونوں مفعولوں میں سے ایک مفعول ابنہ کو رفع اور باقی دو مفعولوں عمرا اور فاضلا کو نصب دیا جو عمل ضُرِبَ، اُعْطِیَ، عُلِمَ اور اُخْبِرَ کرتے تھے وہی عمل مَضْرُوْبٌ' 'مُعْطًی، مَعْلُوْمٌ' اور مُخْبَرٌ' بھی کرتے

وَعَمْرٌو' مُعْطًی غُلَامُہٗ دِرْھَمًا وَ بَکْرٌ' مَعْلُوْمٌ ابْنُہٗ فَاضِلًا وَ خَالِدٌ' مُخْبَرٌ ابْنُہٗ عَمْرًا فَاضِلًا ہماں عمل کہ ضُرِبَ و اُعْطِیَ و عُلِمَ و اُخْبِرَ میکرد مَضْرُوْبٌ' و مُعْطًی و مَعْلُوْمٌ' و مُخْبَرٌ' میکند۔ ششم صفت مشبہ عمل فعل خود کند بشرط اعتماد مذکور چوں زَیْدٌ' حَسَنٌ' غُلَامُہٗ' ہماں عمل کہ حَسُنَ میکرد حَسَنٌ' میکند۔

ہیں ضُرِبَ اس فعل متعدی سے فعل مجہول ہے جو ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے اور یہ اس کو رفع دیتا ہے اسی طرح مَضْرُوْبٌ' اس فعل متعدی سے اسم مفعول ہے جو ایک مفعول کو چاہتا ہے یہ بھی اس کو رفع دے گا اُعْطِیَ یہ فعل متعدی سے فعل مجہول ہے جو دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے اور ان میں سے کسی ایک کو گرانا جائز ہوتا ہے اور یہ ان دو مفعولوں میں کسی ایک کو رفع دیتا ہے اور دوسرے کو نصب اسی طرح معطی اس فعل متعدی سے اسم مفعول ہے جو دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے اور ان دو میں سے کسی ایک کو گرانا جائز ہوتا ہے اور یہ ان دو مفعولوں میں سے کسی ایک کو رفع دے گا اور دوسرے کو نصب عُلِمَ اس فعل متعدی سے فعل مجہول ہے جو دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے اور ان میں سے کسی کو گرانا جائز نہیں ہوتا اور یہ اپنے پہلے مفعول کو رفع اور دوسرے کو نصب دیتا ہے اسی طرح مَعْلُوْمٌ' اس فعل متعدی سے اسم مفعول ہے جو دو مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے اور ان میں سے کسی کو گرانا جائز نہیں ہوتا یہ اپنے پہلے مفعول کو رفع اور دوسرے کو نصب دے گا۔ اُخْبِرَ یہ اس فعل متعدی سے فعل مجہول ہے جو تین مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے اور پہلے دو مفعولوں میں سے کسی ایک کو رفع دیتا ہے اور باقی دو کو نصب اسی طرح مُخْبَرٌ' اس فعل متعدی سے اسم مفعول ہے جو تین مفعولوں کی طرف متعدی ہوتا ہے اور یہ پہلے دو مفعولوں میں سے ایک کو رفع دے گا اور باقی دو کو نصب ۲؎ اسمائے عاملہ کی چھٹی قسم ہے صفت مشبہ، صفت مشبہ وہ اسم ہے جو مصدر سے مشتق ہو اور اس ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ معنی مصدری بطور ثبوت قائم ہو یعنی کسی زمانے کی تخصیص نہ ہو، صفت مشبہ فعل لازم سے آتی ہے فعل متعدی سے نہیں یہ اپنے فعل جیسا عمل کرتی ہے۔ اور اس کے عمل کے لئے شرط یہ ہے کہ اس نے اپنے سے پہلے پانچ لفظوں میں سے کسی ایک پر اعتماد کیا ہوا ہو وہ پانچ لفظ یہ ہیں مبتدا، موصوف، ذوالحال، حرف نفی، حرف استفہام، صفت مشبہ کا اسم موصول پر اعتماد نہیں ہوتا کیونکہ صفت مشبہ پر جو الف لام آتا ہے وہ الذی کے معنی میں نہیں ہوتا اور اسم موصول نہیں ہوتا صفت مشبہ کے مبتدا پر اعتماد کی مثال جیسے زَیْدٌ' حَسَنٌ' غُلَامُہٗ یہاں زَیْدٌ' مبتدا ہے حَسَنٌ' صفت مشبہ ہے اس کا زَیْدٌ' مبتدا پر اعتماد ہے یہ اپنے فعل لازم جیسا عمل کر رہی ہے اس لئے اس نے اپنے فاعل غُلَامُہٗ کو رفع دے دیا۔ جو عمل حَسُنَ کرتا تھا وہی عمل حَسَنٌ' کرتا ہے حسن فعل معروف ہے فعل لازم ہے یہ اپنے فاعل کو رفع کرتا ہے اسی طرح حسن بھی فعل لازم سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے یہ بھی اپنے فاعل کو رفع کرے گا۔

ھفتم، اسم تفضیل واستعمال او بر سہ وجہ است بہ مِنْ چوں زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو یا بالف ولام چوں جَآءَنِیْ زَیْدُ نِ الْاَفْضَلُ یا باضافت چوں زَیْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ وعمل او در فاعل باشد وآں ھُوَ ست فاعل اَفْضَلُ کہ درو مستتر ست

ھشتم مصدر بشرط آنکہ مفعول مطلق باشد عمل فعلش کند چوں اَعْجَبَنِیْ ضَرْبُ زَیْدٍ عَمْرًا نہم اسم مضاف مضاف الیہ را بجر کند چوں جَآءَنِیْ غُلَامُ زَیْدٍ۔ بدانکہ ایں جا لام بحقیقت مقدر ست زیرا کہ تقدیرش آنست کہ غُلَامٌ لِزَیْدٍ۔

۱؎ اسمائے عاملہ کی ساتویں قسم ہے اسم تفضیل، اسم تفضیل وہ اسم ہے جو مصدر سے مشتق ہو اور اس ذات پر دلالت کرے جس میں معنیٰ مصدری کسی کی نسبت سے زیادہ پایا جائے۔ اسم تفضیل کا استعمال تین طریقوں میں سے ایک طریقہ پر ہوگا مِن کے ساتھ یا الف ولام کے ساتھ یا اضافت کے ساتھ۔ اسم تفضیل کا استعمال مِن کے ساتھ ہو جیسے زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو، اسم تفضیل کا استعمال الف ولام کے ساتھ ہو جیسے جَآءَنِیْ زَیْدُ نِ الْاَفْضَلُ، اسم تفضیل کا استعمال اضافت کے ساتھ ہو جیسے زَیْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ، اسم تفضیل فاعل میں عمل کرتا ہے مذکورہ بالا مثالوں میں اَفْضَلُ کا اعل ھُوَ ہے جو اَفْضَلُ میں پوشیدہ ہے **فائدہ** ۱۔ اسم تفضیل عموماً اسم ضمیر میں عمل کرتا ہے لیکن بعض شرائط کے ساتھ اسم ظاہر میں بھی عمل کرتا ہے جس کی شرائط بڑی کتب میں آئیں گی۔ ۲۔ اسم تفضیل کے عمل کے لئے بھی اعتماد شرط ہے لیکن چونکہ اس میں تفصیل ہے اس لئے مصنف علیہ الرحمہ نے اس کو بیان نہیں فرمایا۔ تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ اسم تفضیل سوائے مسئلہ کحل کے اسم ظاہر میں عمل نہیں کرتا لہٰذا یہ مبتدا کی قسم ثانی نہیں بنے گا حتی کہ اس پر حرف استفہام اور حرف نفی داخل ہو، حرف استفہام اور حرف نفی پر اعتماد تو اس طرح گیا اور الف ولام بمعنیٰ اسم موصول بھی اس پر داخل نہیں ہوتا اب باقی صرف تین رہ گئے جن پر عمل کے وقت اعتماد ہوتا ہے مبتدا موصوف اور ذوالحال۔ مبتدا پر اعتماد کی مثال زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو، زَیْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ۔ موصوف پر اعتماد کی مثال جَآءَنِیْ زَیْدُ نِ الْاَفْضَلُ۔ ذوالحال پر اعتماد کی مثال جَآءَنِیْ زَیْدٌ اَعْلَمَ مِنْ عَمْرٍو ۲؎ اسمائے عاملہ کی آٹھویں قسم ہے **مصدر**، مصدر وہ اسم ہے جو فاعل سے صادر ہونے والے معنیٰ پر دلالت کرے۔ مصدر اپنے فعل جیسا عمل کرتا ہے، اس شرط کے ساتھ کہ مفعول مطلق نہ ہو، اگر فعل لازم کا مصدر ہوا تو فاعل کو رفع دے گا مثلاً اَعْجَبَنِیْ قِیَامُ زَیْدٍ یہاں قِیَام فعل لازم کا مصدر ہے یہ مفعول مطلق نہیں ہے اور اپنے فاعل زید کی طرف مضاف ہے زید لفظاً مضاف الیہ ہونے کی بنا پر مجرور ہے لیکن معنیً قیام مصدر کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے اور اگر فعل متعدی کا مصدر ہوا تو فاعل کو رفع اور مفعول بہ کو نصب دے گا۔ جیسے اَعْجَبَنِیْ ضَرْبُ زَیْدٍ عَمْرًا یہاں ضَرْب فعل متعدی کا مصدر ہے یہ مفعول مطلق نہیں ہے اور یہ اپنے فاعل زَید کی طرف مضاف ہے، زَید لفظوں کے اعتبار سے مجرور ہے کیونکہ یہ لفظاً مضاف الیہ ہے اور معنیٰ کے لحاظ سے مرفوع ہے کیونکہ یہ معنیً فاعل ہے اور عَمْرًا اس مصدر کا مفعول بہ ہے اور منصوب ہے **فائدہ** مصدر کے عمل کے لئے اعتماد شرط نہیں ہے ۳؎ اسمائے عاملہ کی نویں قسم ہے اسم مضاف، مضاف وہ اسم ہے جس کی دوسرے اسم کی طرف حرف جر مقدر کے واسطے سے نسبت کی جائے۔ جس کی طرف نسبت کی جائے اسے مضاف الیہ کہتے ہیں۔ اس کا عمل یہ ہے کہ یہ مضاف الیہ کو جر دیتا ہے جیسے جَآءَنِیْ غُلَامُ زَیْدٍ یہاں غُلَامُ مضاف ہے زَید مضاف الیہ ہے۔ غُلَامُ مضاف نے اپنے مضاف الیہ زَید کو جر دیدیا۔ یہاں غُلَامُ زَیْدٍ میں مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان لام مقدر ہے، اصل عبارت ہے غُلَامٌ لِزَیْدٍ۔

(۱) اسمائے عاملہ کی دسویں قسم ہے اسم تام، اسم تام وہ اسم ہے جو اپنی موجودہ حالت میں مضاف نہ ہو سکے۔ اس کا عمل یہ ہے کہ یہ تمیز کو نصب دیتا ہے، اسم کے تام ہونے کی چند صورتیں ہیں۔ ۱۔ تنوین لفظی کے ساتھ۔ ۲۔ تنوین مقدر کے ساتھ۔ ۳۔ نون تثنیہ کے ساتھ۔ ۴۔ نون جمع کے ساتھ۔ ۵۔ مشابہ نونِ جمع کے ساتھ۔ ۶۔ اضافت کے ساتھ۔ ۱۔ اسم کا تام ہونا تنوین لفظی کے ساتھ ہو جیسے مَافِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا۔ ۲۔ اسم کا تام ہونا تنوین مقدر کے ساتھ ہو جیسے عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا اور زَیْدٌ ''اَکْثَرُ مِنْکَ مَالًا۔ عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا میں اَحَدَ عَشَرَ کی تنوین مبنی ہونے کی بنا پر حذف کر دی گئی اس وجہ سے یہ اسم تام ہوا اور اس نے اپنی تمیز رَجُلًا کو نصب دیا۔ ۳۔ اسم کا تام ہونا نون تثنیہ کے ساتھ ہو جیسے عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا یہاں قَفِیْزَانِ میں نون تثنیہ ہے اس وجہ سے یہ اسم تام ہوا اور اس نے اپنی تمیز بُرًّا کو نصب دیا۔ ۴۔ اسم کا تام ہونا نونِ جمع کے ساتھ ہو جیسے هَلْ نُنَبِّئُکُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا۔ ۵۔ اسم کا تام ہونا مشابہ نونِ جمع کے ساتھ ہو جیسے عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا تا تِسْعُوْنَ یہاں عِشْرُوْنَ مشابہ نونِ جمع کے ساتھ تام ہوا ہے اور اس نے اپنی تمیز دِرْهَمًا کو نصب دیا۔ ۶۔ اسم کا تام ہونا اضافت کے ساتھ ہو جیسے عِنْدِیْ مِلْؤُهٗ عَسَلًا یہاں مِلْؤُ مضاف ہے ھا ضمیر مضاف الیہ ہے، اضافت کی وجہ سے یہ اسم تام ہوا اور اس نے اپنی تمیز عَسَلًا کو نصب دیا **فائدہ**: اس مقام پر کتابت میں چند سہو واقع ہوئے ہیں ایک یہ کہ تنوین لفظی کے ساتھ اسم کے تام ہونے کی مثال متن میں مَافِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا ہے یہاں اسم کا تام ہونا تنوین لفظی کے ساتھ نہیں ہے بلکہ یہاں قَدْرُ اضافت کی وجہ سے تام ہے۔ تنوین لفظی کے ساتھ اسم کے تام ہونے کی مثال عِنْدِیْ رِطْلٌ '' زَیْتًا ہے یہاں رِطْلٌ '' تنوین لفظی کی وجہ سے تام ہوا ہے اور اس نے اپنی تمیز زَیْتًا کو نصب دیدیا۔ دوسرا یہ کہ تنوین مقدر کے ساتھ اسم کے تام ہونے کی دوسری مثال زَیْدٌ ' اَکْثَرُ مِنْکَ مَالًا ذکر کی گئی ہے حالانکہ یہ درست نہیں کیونکہ جس اسم کا تام ہونا تنوین ملفوظ یا تنوین مقدر کے ساتھ ہو اس میں ابہام ہوتا ہے اور اَکْثَرُ میں ابہام نہیں ہے جبکہ اَکْثَرُ کی جو فاعل کی طرف نسبت ہے اس میں ابہام ہے تو پھر مَالًا نسبت سے تمیز ہے نہ کہ اَکْثَرُ سے اور نون جمع کے ساتھ اسم کے تام ہونے کی مثال هَلْ نُنَبِّئُکُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا ذکر کی گئی یہاں بھی الْاَخْسَرِیْنَ میں ابہام نہیں ہے بلکہ اَخْسَرِیْنَ کی جو فاعل کی طرف نسبت ہے اس میں ابہام ہے اور اَعْمَالًا اس نسبت سے تمیز ہے۔ (البشیر) (۲) اسمائے عاملہ کی گیارھویں قسم ہے اسمائے کنایہ از عدد، اسم کنایہ وہ اسم ہے جو کسی معین چیز پر دلالت کرے لیکن اس کی دلالت صراحۃً نہ ہو۔ اسمائے کنایہ از عدد دو لفظ ہیں کَمْ اور کَذَا۔ کَمْ کی دو قسمیں ہیں، کَمْ استفہامیہ اور کَمْ خبریہ۔ کَمْ استفہامیہ مخاطب سے کسی عدد کے پوچھنے کے لئے آتا ہے اس کا معنی ہوگا کتنے، کَمْ استفہامیہ اس عدد کے لئے آتا ہے جو متکلم کے نزدیک مبہم ہو اور اس کے خیال میں مخاطب کو معلوم ہو۔ کَمْ خبریہ اس عدد کے لئے آتا ہے جو مخاطب کے نزدیک مبہم ہوتا ہے اور متکلم کے نزدیک عموماً معلوم ہوتا ہے، کَمْ خبریہ کا معنی ہوگا کتنے بہت۔ کَمْ استفہامیہ اور کَذَا تمیز کو نصب دیتے ہیں اور کَمْ خبریہ تمیز کو جر دیتا ہے، کبھی کَمْ خبریہ کی تمیز پر مِنْ جارہ بھی آجاتا ہے۔ کَمْ استفہامیہ کی مثال کَمْ رَجُلًا عِنْدَکَ (تیرے پاس کتنے مرد ہیں) یہاں کَمْ استفہامیہ نے اپنی تمیز رَجُلًا کو نصب دیدیا۔

دہم اسم تام تمیز را نصب کند و تمامی اسم یا بتنوین باشد چوں مَافِی السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَابًا یا بتقدیر تنوین چوں عِنْدِیْ اَحَدَ عَشَرَ رَجُلًا و زَیْدٌ '' اَکْثَرُ مِنْکَ مَالًا یا بنون تثنیہ چوں عِنْدِیْ قَفِیْزَانِ بُرًّا یا بنون جمع چوں هَلْ نُنَبِّئُکُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا یا بمشابہ نون جمع چوں عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا تا تِسْعُوْنَ یا باضافت چوں عِنْدِیْ مِلْؤُهٗ عَسَلًا۔ یازدھم اسمائے کنایہ از عدد و آں دو لفظ ست کَمْ و کَذَا، کَمْ بر دو قسم ست استفہامیہ و خبریہ کَمْ استفہامیہ تمیز را نصب کند

وکذا[1] نیز چوں کَم رَجُلاً عِنْدَکَ وعِنْدِیْ کَذَا دِرْهَمًا وکم خبریہ تمیز را بجر کند چوں کَم مَالٍ اَنْفَقْتُ وکَم دَارٍ بَنَيْتُ وگاہی مِن جار بر تمیز کم خبریہ آید چوں قولہ تعالیٰ کَم مِنْ مَلَکٍ فِی السَّمٰوٰتِ[2] قسم دوم در عوامل معنوی بدانکہ عوامل معنوی بر دو قسم ست اول ابتدا یعنی خلو اسم از عوامل لفظی کہ مبتدا وخبر را برفع کند چوں زَیْدٌ'' قَائِمٌ'' واینجا گویند کہ زَیْدٌ'' مبتدا ست مرفوع بابتدا وقائم خبر مبتدا ست مرفوع بابتدا واینجا دو مذہب دیگر ست یکی آنکہ ابتدا عامل ست در مبتدا ومبتدا در خبر دیگر آنکہ ہر یکی از مبتدا وخبر عامل ست در دیگر دوم خلو فعل مضارع از ناصب وجازم فعل مضارع را برفع کند چوں یَضْرِبُ زَیْدٌ'' اینجا یَضْرِبُ مرفوع ست زیرا کہ خالی ست از ناصب وجازم تمام شد عوامل نحو بِتَوْفِيْقِ اللهِ تعالیٰ وَعَوْنِهٖ[3] خاتمہ در فوائد متفرقہ کہ دانستن آں واجب ست وآں سہ فصل ست ۔ فصل اول در توابع

---

[1] کذا کی مثال عِنْدِیْ کَذَا دِرْهَمًا (میرے پاس اتنے درھم ہیں) یہاں کذا نے اپنی تمیز دِرْهَمًا کو نصب دیدیا۔ کم خبریہ کی مثال کَم مَالٍ اَنْفَقْتُ (میں نے کتنا زیادہ مال خرچ کرڈالا) اور کَم دَارٍ بَنَيْتُ (میں نے کتنے بہت گھر بناڈالے) پہلی مثال میں کم خبریہ نے اپنی تمیز مَالٍ اور دوسری مثال میں دَارٍ کو جر دیدیا۔ کم خبریہ کی تمیز پر مِن جارہ آئے اس کی مثال کَم مِنْ مَلَکٍ فِی السّمٰوٰت کم خبریہ ہے اور اس کی تمیز پر مِن جارہ آیا ہوا ہے [2] انہوں نے پہلے بیان فرمایا کہ عامل کی دو قسمیں ہیں لفظی اور معنوی اس سے پہلے عوامل لفظی کا بیان تھا اب یہ عوامل معنوی کا بیان کرتے ہیں کہ عوامل معنوی کی دو قسمیں ہیں -۱- ابتدا -۲- فعل مضارع کا ناصب وجازم سے خالی ہونا پہلی قسم ہے ابتدا، ابتدا کا مطلب ہے اسم کا لفظی عامل سے خالی ہونا یہ مبتدا اور خبر کو رفع دیتا ہے جیسے زَیْدٌ'' قَائِمٌ'' یہاں زَیْدٌ'' مبتدا ہے اور ابتدا کی وجہ سے مرفوع ہے قائم'' خبر ہے اور ابتدا کی وجہ سے مرفوع ہے۔ اس جگہ دو مذہب اور بھی ہیں ایک یہ کہ ابتدا عامل ہے مبتدا میں اور مبتدا عامل ہے خبر میں یعنی ابتدا مبتدا کو رفع دیتا ہے اور مبتدا خبر کو رفع دیتا ہے دوسرا یہ کہ مبتدا اور خبر میں ہر ایک دوسرے میں عامل ہے یعنی مبتدا، خبر کو رفع دیتا ہے اور خبر، مبتدا کو رفع دیتی ہے۔ اسی طرح کل تین مذہب ہوگئے، مصنف علیہ الرحمہ نے جو مذہب سب سے پہلے ذکر فرمایا ہے کہ ابتدا، مبتدا اور خبر دونوں میں عامل ہے یہی مصنف کا مختار ہے۔ دوسری قسم ہے فعل مضارع کا ناصب وجازم سے خالی ہونا یہ فعل مضارع کو رفع دیتا ہے جیسے یَضْرِبُ زَیْدٌ'' یہاں یَضْرِبُ مرفوع ہے کیونکہ یہ ناصب وجازم سے خالی ہے۔ نحو کے عوامل مکمل ہوئے اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی مدد سے [3] خاتمہ مختلف فوائد کے بیان میں ہے جن کا جاننا ضروری ہے خاتمہ میں تین فصلیں ہیں پہلی فصل توابع کے بیان میں ہے، دوسری فصل منصرف اور غیر منصرف کے بیان میں ہے اور تیسری فصل حروف غیر عاملہ کے بیان میں ہے پہلی فصل توابع کے بیان میں ہے، پہلے انہوں نے ان اسماء کا بیان فرمایا تھا جو اصالۃً اعراب کے مستحق تھے اب ان اسماء کا بیان فرمارہے ہیں جو بالواسطہ اعراب کے مستحق ہوتے ہیں۔

بدانکہ [1] تابع لفظی ست کہ دومی از لفظ سابق باشد باعراب سابق از یک جہت ولفظ سابق رامتبوع گویند وحکم تابع آنست کہ ہمیشہ در اعراب موافق متبوع باشد وتابع پنج نوع ست اول صفت [2] واوتابعیست کہ دلالت کند بر معنی کہ در متبوع باشد چوں جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ یا بر معنی کہ در متعلق متبوع باشد چوں جَاءَنِیْ رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُہٗ یا اَبُوْہُ۔ مثلاً قسم اول در دہ چیز موافق متبوع باشد در تعریف وتنکیر وتذکیر وتانیث وافراد وتثنیہ وجمع ورفع ونصب وجر

[1] تابع کی تعریف فرمارہے ہیں کہ تابع ایسا لفظ ہے جو پہلے سے دوسرا ہو، اس کا اعراب بھی پہلے لفظ والا ہو اور اعراب ہو بھی ایک ہی جہت سے۔ اعراب پہلے لفظ والا ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے پر رفع ہے تو دوسرے پر بھی رفع ہو، پہلے پر نصب ہے تو دوسرے پر بھی نصب ہو، پہلے پر جر ہے تو دوسرے پر بھی جر ہو۔ اعراب ہو بھی ایک ہی جہت سے اس کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً پہلے پر رفع فاعل ہونے کی وجہ سے ہے تو دوسرے پر بھی رفع فاعل ہونے کی وجہ سے ہو، پہلے پر نصب مفعول ہونے کی وجہ سے ہے تو دوسرے پر بھی نصب مفعول ہونے کی وجہ سے ہو، پہلے پر جر باجارہ کی وجہ سے ہے تو دوسرے پر بھی جر باجارہ کی وجہ سے ہو۔ پہلے لفظ کو متبوع اور دوسرے کو تابع کہتے ہیں، تابع کا حکم یہ ہے کہ تابع ہمیشہ اعراب میں متبوع کے موافق ہوتا ہے تابع کی پانچ قسمیں ہیں ۔۱۔صفت ۔۲۔تاکید ۔۳۔بدل ۔۴۔عطف بحرف ۔۵۔عطف بیان۔ وجہ حصر یہ ہے کہ نسبت سے مقصود یا صرف تابع ہوگا یا صرف متبوع یا تابع اور متبوع دونوں، اگر نسبت سے مقصود صرف تابع ہو تو بدل ہے اور اگر نسبت سے مقصود صرف متبوع ہے تو پھر جو معنیٰ متبوع میں ثابت ہے تابع کو اس پر دلالت کرنے کے لئے ذکر کیا گیا ہوگا یا اس کی پختگی کے لئے یا اس کی وضاحت کے لئے بصورت اول صفت، بصورت ثانی تاکید اور بصورت ثالث عطف بیان اور اگر نسبت سے مقصود تابع اور متبوع دونوں ہوں تو وہ معطوف ہے [2] تابع کی پہلی قسم ہے صفت، صفت ایسا تابع ہے جو اس معنیٰ پر دلالت کرے جو متبوع میں پایا جائے یا اس معنیٰ پر دلالت کرے جو متبوع کے متعلق میں پایا جائے پہلی قسم کو صفت بحالہ کہتے ہیں اور دوسری کو صفت بحالِ متعلقہ کہتے ہیں۔ پہلی قسم ہے صفت بحالہ، یہ ایسا تابع ہے جو اس معنیٰ پر دلالت کرے جو متبوع میں پایا جائے جیسے جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ (میرے پاس ایک علم والا مرد آیا) یہاں رَجُلٌ متبوع ہے اور موصوف ہے، عَالِمٌ تابع ہے اور صفت ہے، یہ اس معنیٰ پر دلالت کر رہا ہے جو متبوع رَجُلٌ میں پایا جارہا ہے اور وہ معنیٰ وصفِ علم ہے دوسری قسم ہے صفت بحالِ متعلقہ، یہ ایسا تابع ہے جو اس معنیٰ پر دلالت کرے جو متبوع کے متعلق میں پایا جائے جیسے جَاءَنِیْ رَجُلٌ حَسَنٌ غُلَامُہٗ (میرے پاس ایک حسین غلام والا مرد آیا) یا جَاءَنِیْ رَجُلٌ حَسَنٌ اَبُوْہُ (میرے پاس ایک حسین باپ والا مرد آیا) یہاں دونوں مثالوں میں رَجُلٌ متبوع ہے اور موصوف ہے اور حَسَنٌ تابع ہے اور صفت ہے اور یہ اس معنیٰ پر دلالت کر رہا ہے جو متبوع رَجُلٌ کے متعلق غُلَامُہٗ یا اَبُوْہُ میں پایا جارہا ہے اور وہ معنیٰ وصف حسن ہے صفت کی پہلی قسم صفت بحالہ دس چیزوں میں اپنے متبوع کے موافق ہوتی ہے معرفہ اور نکرہ ہونے میں، مذکر اور مؤنث ہونے میں، مفرد تثنیہ اور جمع ہونے میں، مرفوع، منصوب اور مجرور ہونے میں، ان دس چیزوں میں سے ہر ترکیب میں چار چیزیں پائی جائیں گی معرفہ اور نکرہ ہونے سے ایک، مذکر اور مؤنث ہونے سے ایک، مفرد، تثنیہ اور جمع ہونے سے ایک، مرفوع، منصوب اور مجرور ہونے سے ایک۔

۱؎ جیسے عِنْدِیْ رَجُلٌ "عَالِمٌ"، عِنْدِیْ رَجُلَانِ عَالِمَانِ، عِنْدِیْ رِجَالٌ "عَالِمُوْنَ"، عِنْدِیْ اِمْرَأَۃٌ "عَالِمَۃٌ"، عِنْدِیْ اِمْرَأَتَانِ عَالِمَتَانِ، پہلی مثال ہے عِنْدِیْ رَجُلٌ "عَالِمٌ" یہاں رَجُلٌ "متبوع ہے اور موصوف، عَالِمٌ" تابع ہے اور صفت، رَجُلٌ" بھی نکرہ، عَالِمٌ" بھی نکرہ۔ رَجُلٌ" بھی مذکر، عَالِمٌ" بھی مذکر۔ رَجُلٌ" بھی مفرد، عَالِمٌ" بھی مفرد، رَجُلٌ" بھی مرفوع، عَالِمٌ" بھی مرفوع۔ صفت کی دوسری قسم صفت بحال متعلقہ چار چیزوں میں اپنے متبوع کے موافق ہوتی ہے معرفہ اور نکرہ ہونے میں، مرفوع، منصوب اور مجرور ہونے میں، ان چار چیزوں میں سے ہر ترکیب میں دو چیزیں پائی جائیں گی معرفہ اور نکرہ ہونے سے ایک، مرفوع، منصوب اور مجرور ہونے سے ایک۔ جیسے جَاءَنِیْ رَجُلٌ "عَالِمٌ" اَبُوْہُ یہاں رَجُلٌ" متبوع ہے اور موصوف ہے عَالِمٌ" تابع ہے اور صفت ہے، رَجُلٌ" بھی نکرہ، عَالِمٌ" بھی نکرہ اور رَجُلٌ" بھی مرفوع، عَالِمٌ" بھی مرفوع۔ جملہ خبریہ کو نکرہ کی صفت بنا سکتے ہیں، جب جملہ خبریہ کو نکرہ کی صفت بنائیں گے تو اس میں کسی ایسی ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو اس موصوف نکرہ کی طرف راجع ہو جیسے جَاءَنِیْ رَجُلٌ" اَبُوْہُ عَالِمٌ" یہاں رَجُلٌ" نکرہ ہے اور موصوف ہے، اَبُوْہُ عَالِمٌ" جملہ خبریہ ہے اور اس نکرہ رَجُلٌ" کی صفت ہے اس میں ھا ضمیر، موصوف رَجُلٌ" کی طرف راجع ہے **فائدہ** ا۔ ضمیر نہ صفت ہوتی ہے نہ موصوف ۲۔ جملہ خبریہ نکرہ کے حکم میں ہوتا ہے ۲؎ تابع کی دوسری قسم ہے تاکید، تاکید ایسا تابع ہے جو متبوع کے حال کو پختہ کردے نسبت میں یا شمولیت میں تاکہ سننے والے کو شک نہ رہے۔ نسبت میں پختہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تاکید متبوع کے منسوب الیہ ہونے یا متبوع کے منسوب ہونے کو پختہ کردے۔ جیسے زَیْدٌ" زَیْدٌ" قَائِمٌ" میں پہلا زَیْد" منسوب الیہ ہے کہ قَائِمٌ" کی اس کی طرف نسبت ہے، دوسرے زَیْد" نے اس کے منسوب الیہ ہونے کو سننے والے کے نزدیک پختہ کردیا کہ قَائِمٌ" کا منسوب الیہ زَیْدٌ" ہی ہے کوئی اور نہیں ہے۔ اسی طرح زَیْدٌ" قَائِمٌ" قَائِمٌ" میں پہلا قائم" منسوب ہے کہ اس کی زَیْد" کی طرف نسبت ہے، دوسرے قَائِمٌ" نے اس کے منسوب ہونے کو سننے والے کے نزدیک پختہ کردیا کہ زَیْد" کا منسوب قَائِمٌ" ہی ہے کوئی اور نہیں ہے شمولیت میں پختہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر متبوع افراد والا ہے تو تاکید سے متبوع کے تمام افراد کو شامل ہونے کی پختگی حاصل ہوتی ہے جیسے اَلْاِنْسَانُ کُلُّہٗ حَیْوَانٌ" میں اَلْاِنْسَانُ تمام افراد کو شامل ہے لفظ کل نے اس شامل ہونے کی پختگی کردی۔ اور اگر متبوع اجزاء والا ہے تو تاکید سے متبوع کے تمام اجزاء کو شامل ہونے کی پختگی حاصل ہوتی ہے جیسے جَاءَ الْقَوْمُ کُلُّھُمْ، اَلْقَوْمُ کل اجزاء کو شامل ہے لفظ کل نے اس شامل ہونے کو پختہ کردیا۔ تاکید کی دو قسمیں ہیں تاکید لفظی اور تاکید معنوی۔ تاکید لفظی لفظ کے تکرار سے حاصل ہوتی ہے جیسے زَیْدٌ" زَیْدٌ" قَائِمٌ" یہاں اسم زَیْد" کا تکرار ہے۔ ضَرَبَ ضَرَبَ زَیْدٌ" یہاں فعل ضَرَبَ کا تکرار ہے۔ اِنَّ اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ" یہاں حرف اِنَّ کا تکرار ہے۔

چوں ۱؎ عِنْدِیْ رَجُلٌ "عَالِمٌ" وَرَجُلَانِ عَالِمَانِ وَرِجَالٌ" عَالِمُوْنَ وَامْرَأَۃٌ" عَالِمَۃٌ" وَامْرَأَتَانِ عَالِمَتَانِ وَنِسْوَۃٌ" عَالِمَاتٌ" اما قسم دوم موافق متبوع باشد در پنج چیز تعریف وتنکیر ورفع ونصب وجر چوں جَاءَنِیْ رَجُلٌ" عَالِمٌ" اَبُوْہُ۔ بدانکہ نکرہ را بجملہ خبریہ صفت تواں کرد چوں جَاءَنِیْ رَجُلٌ" اَبُوْہُ عَالِمٌ" ودر جملہ ضمیرے عائد بنکرہ لازم باشد ۲؎ دوم تاکید واو تابعیست کہ حال متبوع را مقرر گرداند در نسبت یا در شمول تا سامع را شک نماند وتاکید بر دو قسم ست لفظی ومعنوی تاکید لفظی بتکرار لفظ ست چوں زَیْدٌ" زَیْدٌ" قَائِمٌ" وَضَرَبَ ضَرَبَ زَیْدٌ" وَاِنَّ وَاِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ"

(و تاکید[1] معنوی بہشت لفظ ست نَفْس" وعَین" و کِلا و کِلتا و کُلّ" و اَجمَع و اَکتَع و اَبتَع و اَبصَع چوں جَاءَنِی زَیدٌ" نَفسُہٗ" وَجَآءَنِی الزَّیدَانِ اَنفُسُھُمَا وجَآءَنِی الزَّیدُونَ اَنفُسُھُم وعَینُ" رابریں قیاس کن وجَآءَنِی الزَّیدَانِ کِلاھُمَا و الھِندَانِ کِلتَاھُمَا وکلا وکلتا خاصند بمثنٰی وجَآءَنِی القَومُ کُلُّھُم اَجمَعُونَ وَاَکتَعُونَ وَاَبتَعُونَ وَاَبصَعُونَ بدانکہ اکتع وابتع وابصع اتباع اند بہ اَجمَع پس بدونِ اجمع ومقدم بر اجمع نباشند

سوم[2] بدل واو تابعیست کہ مقصود بہ نسبت او باشد وبدل بر چہار قسم ست بدل الکل وبدل الاشتمال وبدل الغلط وبدل البعض، بدل الکل آنست کہ مدلولش مدلول مبدل

---

[1] تاکید معنوی آٹھ لفظوں سے حاصل ہوتی ہے اور وہ یہ ہیں نَفس" ،عَین" ،کِلا وَ کِلتا ،کُلّ" ،اَجمَع ،اَکتَع ،اَبتَع ،اَبصَع ۔نفس" اور عَین" واحد ،تثنیہ ،جمع ،مذکر ،مؤنث سب کی تاکید کے لئے آتے ہیں اگر واحد کی تاکید کے لئے آئیں تو ان کو واحد ذکر کریں گے اور ان کے بعد واحد کی ضمیر ذکر کریں گے ،اگر تثنیہ کی تاکید کے لئے آئیں تو ان کو جمع ذکر کریں گے اور ان کے بعد تثنیہ کی ضمیر ذکر کریں گے ،اگر جمع کی تاکید کے لئے آئیں تو انہیں بھی جمع ذکر کریں گے اور ان کے بعد جمع کی ضمیر ذکر کریں گے جیسے جَاءَنِی زَید" نَفسُہٗ وَجَاءَنِی الزَّیدَانِ اَنفُسُھُمَا وَجَاءَنِی الزَّیدُونَ اَنفُسُھُم اسی طرح مؤنث میں جَاءَتنِی ھِند" نَفسُھَا وَجَاءَتنِی الھِندَانِ اَنفُسُھُمَا وَجَاءَتنِی الھِندَاتُ اَنفُسُھُنَّ اسی طرح عَین" کا لفظ بھی استعمال کیا جائے گا جیسے جَاءَنِی زَید" عَینُہٗ وَجَاءَنِی الزَّیدَانِ اَعیُنُھُمَا وَجَاءَنِی الزَّیدُونَ اَعیُنُھُم وَجَاءَتنِی ھِند" عَینُھَا وَجَاءَتنِی الھِندَانِ اَعیُنُھُمَا وَجَاءَتنِی الھِندَاتُ اَعیُنُھُنَّ ۔کِلا اور کِلتَا تثنیہ کے ساتھ خاص ہیں ۔کِلا صرف تثنیہ مذکر کی تاکید کے لئے اور کِلتَا صرف تثنیہ مؤنث کی تاکید کے لئے آئے گا ۔اِن دونوں کے بعد تثنیہ کی ضمیر ہوگی جو متبوع کی طرف راجع ہوگی جیسے جَاءَنِی الزَّیدَانِ کِلاھُمَا وَجَاءَتنِی الھِندَانِ کِلتَاھُمَا ۔کُلّ" یہ واحد اور جمع کی تاکید کے لئے آتا ہے، تثنیہ کی تاکید کے لئے نہیں آتا ،اس کے بعد ایک ضمیر ہوگی جو واحد ،جمع ،مذکر ،مؤنث ہونے میں متبوع کے موافق ہوگی جیسے قَرَأتُ الکِتَابَ کُلَّہٗ ،قَرَأتُ الصَّحِیفَۃَ کُلَّھَا ،جَاءَنِی القَومُ کُلُّھُم ،طَلَّقتُ النِّسَاءَ کُلَّھُنَّ ۔اَجمَع یہ واحد اور جمع تاکید کے لئے آتا ہے، تثنیہ کی تاکید کے لئے نہیں آتا اس کا صیغہ واحد ،جمع ،مذکر ،مونث ہونے میں متبوع کے موافق ہوتا ہے اَجمَع ،اَکتَع ،اَبتَع ،اَبصَع یہ واحد اور جمع کی تاکید کے لئے آتے ہیں ،تثنیہ کی تاکید کے لئے نہیں آتے ۔ان کا صیغہ واحد ،جمع ،مذکر مونث ہونے میں اپنے متبوع کے موافق ہوتا ہے ۔جیسے جَاءَ القَومُ کُلُّھُم اَجمَعُونَ وَاَکتَعُونَ وَاَبتَعُونَ وَاَبصَعُونَ اَجمَع کا استعمال عموماً کُلّ کے بعد ہوتا ہے اور اَکتَع ،اَبتَع ،اَبصَع یہ اَجمَع کے تابع ہیں ،نہ تو اَجمَع کے بغیر استعمال ہوتے ہیں اور نہ اَجمَع سے پہلے آتے ہیں کیونکہ تابع کا ذکر متبوع سے پہلے یا اس کے بغیر ضعیف ہے

[2] تابع کی تیسری قسم ہے بدل ،بدل ایسا تابع ہے جو نسبت سے مقصود ہو یعنی جس چیز کی نسبت اس کے متبوع کی طرف کی گئی ہے اس نسبت سے دراصل وہ تابع مقصود ہوتا ہے، متبوع مقصود نہیں ہوتا اور اس متبوع کو مبدل منہ کہتے ہیں بدل کی چار قسمیں ہیں ۔۱۔ بدل الکل ۔۲۔ بدل الاشتمال ۔۳۔ بدل الغلط ۔۴۔ بدل البعض ۔بدل الکل ،بدل الکل وہ تابع ہے جس کا مدلول ،مبدل منہ کے مدلول کا عین ہو یعنی دونوں کا مدلول ایک ہی چیز ہو ۔جیسے جَاءَنِی زَید" اَخُوکَ (آیا میرے پاس زید، تیرا بھائی) یہاں زَید" متبوع اور مبدل منہ ہے، اَخُوکَ تابع اور بدل الکل ہے، زَید" اور اَخُوکَ دونوں کا مدلول ایک ہی ہے کہ جس پر زید سچا آرہا ہے اسی پر اَخُوکَ بھی سچا آرہا ہے ۔یہاں آنے کی نسبت اصل میں اَخُوکَ کی طرف ہے اس سے پہلے زَید" کو بطور تمہید ذکر کردیا۔

منہ باشد چوں جآءَنِی زَیدٌ اَخُوکَ وبدل البعض [1] آنست کہ مدلولش جز ومبدل منہ باشد چوں ضُرِبَ زَیدٌ'' رَاْسُہٗ'' وبدل الاشتمال آنست کہ مدلولش متعلق بہ مبدل منہ باشد چوں سُلِبَ زَیدٌ'' ثَوبُہٗ'' وبدل الغلط آنست کہ بعداز غلط بہ لفظ دیگر یاد کنند چوں مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ چہارم [2] عطف بحرف واو تابعیست کہ مقصود باشد بہ نسبت با متبوعش بعداز حرف عطف چوں جآءَنِی زَیدٌ'' وَعَمْرٌو'' وحروف عطف دہ است در فصل سوم یاد کنیم انشاء اللہ تعالیٰ واورا عطف نسق نیز گویند۔ پنجم [3] عطف بیان واو تابعیست غیر صفت کہ متبوع را روشن گرداند چوں اَقْسَمَ بِاللہِ اَبُوحَفْصٍ عُمَرُ وقتیکہ بعلم مشہور تر باشد

[1] بدل البعض، بدل البعض وہ تابع ہے جس کا مدلول، مبدل منہٗ کے مدلول کا جز ہو جیسے ضُرِبَ زَیدٌ'' رَاْسُہٗ (مارا گیا زید، اس کا سر) یہاں زَیدٌ'' متبوع اور مبدل منہ ہے، رَاْسُہٗ تابع اور بدل البعض ہے اور رَاْس (سر) زید کی جز ہے۔ یہاں مارے جانے کی نسبت اصل میں راسہ کی طرف ہے اس سے پہلے زید کو بطور تمہید ذکر کر دیا۔ بدل الاشتمال، بدل الاشتمال وہ تابع ہے کہ اس کا مدلول، مبدل منہ کے مدلول کا نہ کل ہو، نہ جز ہو بلکہ اس کا متعلق ہو جیسے سُلِبَ زَیدٌ'' ثَوبُہٗ'' (چھینا گیا زید، اسکا کپڑا) یہاں زَیدٌ'' متبوع اور مبدل منہ ہے ثَوبُہٗ تابع اور بدل الاشتمال ہے ثوب (کپڑا) نہ زید کا کل ہے نہ جز ہے بلکہ اس کا زید کے ساتھ تعلق ہے یہاں کھینچے جانے کی نسبت اصل میں ثوب کی طرف ہے اس سے پہلے زید کو بطور تمہید ذکر کر دیا۔ بدل الغلط، بدل الغلط وہ ہے جس کو غلطی کے بعد دوسرے لفظ سے ذکر کریں یعنی ایک لفظ غلطی سے ذکر کر دیا پھر اس غلطی کا ازالہ کرنے کے لئے دوسرا لفظ ذکر کیا جائے تو وہ دوسرا لفظ بدل الغلط ہے جیسے مَرَرْتُ بِرَجُلٍ حِمَارٍ (میں گذرا ایک مرد کے پاس سے (بلکہ) گدھے کے پاس سے) یہاں رَجُلٍ متبوع اور مبدل منہ ہے، حِمَارٍ تابع اور بدل الغلط ہے، اصل میں مَرَرْتُ بِحِمَارٍ کہنا تھا رَجُلٍ غلطی سے ذکر کر دیا۔ پھر اس کا ازالہ کرنے کے لئے حِمَارٍ ذکر کیا [2] تابع کی چوتھی قسم ہے عطف بحرف، عطف مصدر، اسم مفعول معطوف کے معنیٰ میں ہے اور معطوف بحرف ایسا تابع ہے جو حرف عطف کے بعد ہو اور نسبت سے مقصود تابع اور متبوع دونوں ہوں جیسے جآءَنِی زَیدٌ'' وَعَمْرٌو'' (آئے میرے پاس زید اور عمرو) یہاں زَیدٌ'' متبوع اور معطوف علیہ ہے واؤ حرف عطف ہے، عَمْرٌو'' تابع اور معطوف ہے یہ حرف عطف واؤ کے بعد ہے اور نسبت سے مقصود زید اور عمرو دونوں ہیں حرف عطف دس ہیں جن کو تیسری فصل میں ذکر کریں گے، معطوف بحرف کو عطف نسق بھی کہتے ہیں یہاں بھی عطف بمعنیٰ معطوف اور نسق بمعنیٰ منسوق (مُرَتَّب) ہے یعنی وہ چیز جو اپنے مرتبہ میں رکھی گئی ہو اور اس معطوف کا اپنے رتبہ پر ہونا اس طرح ہے کہ یہ اپنے متبوع سے مؤخر ہوتا ہے کیونکہ تابع کا رتبہ متبوع سے مؤخر ہے اس وجہ سے اس کو عطف نسق کہتے ہیں [3] تابع کی پانچویں قسم ہے عطف بیان، عطف بیان ایسا تابع ہے جو صفت نہ ہو اور اپنے متبوع کو واضح کر دے۔ جیسے اَقْسَمَ بِاللہِ اَبُوحَفْصٍ عُمَرُ (ابو حفص عمر نے اللہ کی قسم اٹھائی) یہاں اَبُوحَفْصٍ متبوع اور معطوف علیہ ہے، عُمَرُ تابع اور عطف بیان ہے، یہ صفت تو نہیں ہے لیکن اس نے اپنے متبوع ابو حفص کو واضح کر دیا کیونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عمر آپ کی کنیت ابو حفص سے زیادہ مشہور ہے علم اس وقت عطف بیان بنے گا جب کنیت سے زیادہ مشہور ہو۔

۱۔ اسی طرح جاءنی زید ''ابوعمرٍو (آئے میرے پاس زید، ابو عمرو) یہاں زید'' متبوع اور معطوف علیہ مبین ہے ابو عمرو تابع اور عطف بیان ہے یہ صفت تو ہیں لیکن اس نے اپنے متبوع زید کو واضح کر دیا کیونکہ صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ابو عمرو آپ کے نام زید سے زیادہ مشہور ہے کنیت اس وقت عطف بیان بنے گی جب علم سے زیادہ مشہور ہو **فائدہ** علم وہ اسم ہے جو کسی معین چیز کے لئے اس طرح وضع کیا گیا ہو کہ وہ اس وضع کے اعتبار سے کسی دوسری چیز کو شامل نہ ہو، اس کی تین قسمیں ہیں۔ کنیت، لقب اور اسم۔ اگر اس کے شروع میں اب، ابن، ام یا بنت کا لفظ ہو تو اس کو کنیت کہتے ہیں اور اگر مدح یا ذم مقصود ہو تو اس کو لقب کہتے ہیں اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو اس کو اسم کہتے ہیں جیسے محدث اعظم پاکستان ابو الفضل محمد سردار احمد (علیہ الرحمہ) میں محدث اعظم پاکستان لقب، ابو الفضل کنیت محمد سردار احمد اسم ہے ۲۔ خاتمہ میں تین فصلیں ہیں پہلی فصل میں توابع کا بیان فرمایا اب دوسری فصل میں منصرف اور غیر منصرف کا بیان کر رہے ہیں

> ۱ وجاءنی زید'' ابو عمرٍو وقتیکہ بکنیت مشہور تر باشد **فصل** ۲
> دوم در بیان منصرف وغیر منصرف، منصرف آنست کہ ہیچ سبب از اسباب منع صرف در وناباشد وغیر منصرف آنست کہ دو سبب از اسباب منع صرف در وباشد واسباب منع صرف نہ است عدل

منصرف وہ اسم جس میں منع صرف کے اسباب میں سے کوئی سبب نہ پایا جائے یا اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ منصرف وہ اسم ہے جس میں نہ تو منع صرف کے دو سبب پائے جائیں نہ ایک ایسا سبب پایا جائے جو دو کے قائم مقام ہو۔ غیر منصرف وہ اسم ہے جس میں منع صرف کے دو سبب پائے جائیں اور وہ دو سبب عام ہیں چاہے دونوں حقیقۃً ہوں جیسے عمر میں ایک عدل اور دوسرا علمیت یا ایک حقیقۃً دوسرا حکمًا ہو جیسے حُبلٰی میں ایک سبب الف مقصورہ برائے تانیث جو حقیقۃً سبب ہے اور دوسرا اس کا کلمہ کو وضعاً لازم ہونا جو بمنزلہ دوسری تانیث کے ہے یہ لزوم حکمًا سبب ہے۔ آسان لفظوں میں اس طرح کہہ سکتے ہیں کہ غیر منصرف وہ اسم ہے جس میں منع صرف کے دو سبب پائے جائیں یا ایک ایسا سبب پایا جائے جو دو کے قائم مقام ہو۔ اسباب منع صرف نو ہیں ۱۔ عدل ۲۔ وصف ۳۔ تانیث ۴۔ معرفہ ۵۔ عجمہ ۶۔ جمع ۷۔ ترکیب ۸۔ وزن فعل ۹۔ الف ونون زائدتان۔ ۱۔ عدل۔ اسم کے حروف اصلیہ کا کسی صرفی قانون کے بغیر تحقیقاً یا تقدیراً، صورت اصلیہ سے غیر اصلی صورت کی طرف نکالا جانا۔ عدل کی دو قسمیں ہیں ۱۔ عدل تحقیقی ۲۔ عدل تقدیری۔ عدل تحقیقی۔ وہ عدل ہے، جس میں کلمہ کے غیر منصرف ہونے کے علاوہ بھی اصل کے وجود پر کوئی دلیل موجود ہو، جس سے پتہ چلے کہ یہ کلمہ فلاں کلمہ سے معدول ہے۔ مثلاً ثُلٰثُ اور مَثْلَثُ کلام عرب میں غیر منصرف استعمال ہوتے ہیں اور ان میں وصفیت کے سوا ظاہراً کوئی سبب نہیں، جبکہ منع صرف کے لئے محض ایک سبب کافی نہیں، لہٰذا دوسرے سبب کا اعتبار کرنے کی ضرورت ہوئی اور عدل کے سوا کوئی اور سبب قابلِ اعتبار نہ تھا، لہٰذا ان میں عدل تحقیقی کا اعتبار کیا گیا کہ یہ ثَلٰثَۃٌ ثَلٰثَۃٌ'' سے معدول ہیں اور یہ عدل ''تحقیقی'' اس لئے ہے کہ اصل کے وجود پر ان کے غیر منصرف ہونے کے علاوہ بھی دلیل ہے اور وہ دلیل یہ ہے کہ ان کے معنیٰ میں تکرار ہے کہ ثُلٰثُ اور مَثْلَثُ دونوں کا معنیٰ ہے تین تین اور معنیٰ میں تکرار اس بات کی دلیل ہے کہ دونوں اصل میں مکرر تھے اور اصل میں ''ثَلٰثَۃٌ ثَلٰثَۃٌ'' تھے۔ عدل تقدیری۔ وہ عدل ہے، جس میں کلمہ کے غیر منصرف ہونے کے علاوہ، اصل کے وجود پر اور کوئی دلیل نہ ہو، جس سے پتہ چلے کہ یہ کلمہ فلاں کلمہ سے معدول ہے مثلاً عُمَرُ کلام عرب میں غیر منصرف مستعمل ہے اور اس میں علمیت کے علاوہ اور کوئی سبب نہیں، جبکہ منع صرف کے لئے محض ایک سبب کافی نہیں لہٰذا دوسرے سبب کا اعتبار کرنے کی ضرورت ہوئی اور عدل کے سوا کوئی اور سبب قابلِ اعتبار نہ تھا، لہٰذا اس میں عدل تقدیری کا اعتبار کیا گیا کہ عُمَرُ، عامر سے معدول ہے۔ اور یہ عدل ''تقدیری'' اس لئے ہے کہ اس میں اصل کے وجود پر کلمہ کے غیر منصرف ہونے کے علاوہ اور کوئی دلیل نہیں تلاش اور تتبع سے پتہ چلا کہ اوزانِ عدل چھ ہیں، جو اس شعر میں مذکور ہیں۔ اوزانِ عدل شش بود اے صاحبِ کمال فُعَلِ فَعَلْ فُعَال وُفُعَلْ مَفْعَلْ وفعال، از ہر یکے مثال بگویم ترا عزیز، اَمْسِ سَحَرْ ثُلٰثُ وعُمَرُ مَثْلَثُ ونَزَال

۱وصف۔اسم کا ایسی مبہم ذات پر دلالت کرنا، جس کے ساتھ اس کی بعض صفات ملحوظ ہوں۔وصف کی دو قسمیں ہیں۔۱۔وصف اصلی۔۲۔وصف عارضی
وصف اصلی: اسم کا معنیٰ وصفی پر اصلِ وضع کے اعتبار سے دلالت کرنا مثلاً اَحْمَر کہ اس کی وضع ایسی مبہم ذات کے لئے ہے جس کے ساتھ سرخی والے وصف کا لحاظ ہے۔وصف عارضی:۔اسم کا اصلِ وضع کے اعتبار سے معنیٰ وصفی پر دلالت نہ کرنا البتہ بطور صفت استعمال ہونا مثلاً مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ اَرْبَعٍ میں اَرْبَعٍ کی وضع وصفی معنی کے لئے نہیں لیکن ترکیب میں یہ نِسْوَۃٍ کی صفت ہے۔منع صرف میں وصف اصلی کا اعتبار ہے، وصف عارضی کا نہیں۔۳:۔تانیث:۔اسم میں لفظاً یا تقدیراً اعلامت تانیث کا ہونا۔مثلاً طَلْحَۃُ میں تائے تانیث، حُبْلٰی میں الف مقصورہ اور حَمْرَاء میں الف ممدودہ لفظاً علاماتِ تانیث ہیں اور ارض میں علامتِ تانیث تائے مقدرہ ہے کہ یہ اصل میں اَرْضَۃٌ'' ہے۔۴:۔معرفہ:۔وہ اسم جو کسی معین چیز کے لئے وضع کیا گیا ہو۔معرفہ کی سات اقسام ہیں اور منع صرف میں ان سات اقسام میں سے صرف علمیت کا اعتبار ہے۔۵۔علمیت اسم کا کسی معین چیز کے لئے اس طرح موضوع ہونا کہ اس وضع کے لحاظ سے وہ اسم دوسری شئی کو شامل نہ ہو۔مثلاً اَحْمَدُ ۵:۔عجمہ:۔اسم کا غیر عرب کی لغت میں کسی معنیٰ کے لئے موضوع ہونا۔عجمہ کے منع صرف میں مؤثر ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ عجمی زبان میں علم ہو چاہے حقیقۃً علم ہو مثلاً اِبْرَاہِیْم کہ یہ عجمی زبان میں بطور علم ہی مستعمل ہے یا وہ عجمی زبان میں حکماً علم ہو کہ عجمی زبان میں بطور علم تو مستعمل نہ ہو لیکن اہل عرب نے نقل کے بعد اسے بطور علم ہی استعمال کیا ہو مثلاً قالون کہ یہ عجمی زبان میں بمعنیٰ جید ہے لیکن عربی زبان میں بعد از نقل ایک مشہور قاری کا نام ہوا ہے۔۶:جمع:۔وہ اسم جو مفرد میں لفظی یا تقدیری تبدیلی کے سبب سے دو سے زیادہ افراد پر دلالت کرے۔جمع کے منع صرف میں مؤثر ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ جمع منتہی الجموع کا صیغہ ہو۔صیغہ جمع منتہی الجموع:۔وہ جمع کا صیغہ ہے جس کا پہلا حرف مفتوح ہو اور تیسرا حرف الف ہو اور الف کے بعد یا تو دو حرف ہوں گے جن میں پہلا مکسور ہو گا مثلاً مَسْجِدٌ'' کی جمع مَسَاجِدُ یا الف کے بعد ایک حرف مشدد ہو گا مثلاً دَابَّۃٌ'' کی جمع دَوَابُّ یا الف کے بعد تین حروف ہوں گے، جن میں پہلا مکسور اور درمیان والا ساکن ہو گا مثلاً مِصْبَاحٌ'' کی جمع مَصَابِیْحُ
جمع منتہی الجموع کے کل اوزان تیرہ ہیں۔مَفَاعِلُ، مَفَاعِیْلُ، فَوَاعِلُ، فَعَائِلُ، فَعَالِلُ، فَعَالِیْلُ، فَعَالِنُ، فَعَالِیْنُ، اَفَاعِلُ، اَفَاعِیْلُ، تَفَاعِلُ، تَفَاعِیْلُ، فَعَالِیُّ۔مثالیں، مَسْجِدٌ کی جمع مَسَاجِدُ۔مِصْبَاحٌ'' کی جمع مَصَابِیْحُ۔ضَارِبٌ'' کی جمع ضَوَارِبُ۔صَحِیْفَۃٌ'' کی جمع صَحَائِفُ، جَعْفَرٌ'' کی جمع جَعَافِرُ۔قِنْدِیْلٌ'' کی جمع قَنَادِیْلُ''۔بَلَاغَۃٌ'' کی جمع بَلَاغِنُ۔سُلْطَانٌ'' کی جمع سَلَاطِیْنُ اَکْرَمُ'' کی جمع اَکَارِمُ۔اِقْلِیْمٌ'' کی جمع اَقَالِیْمُ تَجْرِبَۃٌ'' کی جمع تَجَارِبُ۔تِمْثَالٌ'' کی جمع تَمَاثِیْلُ۔کُرْسِیٌّ'' کی جمع کَرَاسِیُّ۔ترکیب دو یا دو سے زیادہ کلمات کا اس طرح ایک ہو جانا کہ کوئی حرف جز نہ بنے مثلاً بَعْلَبَکُّ جو بَعْل اور بَک سے مل کر بنا ہے بعل ایک بت کا نام ہے اور بک بادشاہ کا نام تھا جس شہر میں یہ بادشاہ اور بت تھے اس شہر کا نام بعلبک رکھ دیا گیا ۸۔وزن فعل اسم کا ایسے وزن پر ہونا جو اوزان فعل سے شمار کیا جاتا ہو اس کے منع صرف میں مؤثر ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ یہ وزن فعل، فعل کے ساتھ مخصوص ہو مثلاً شَمَّرَ، ضُرِبَ یا مخصوص تو نہ ہو لیکن اس کے شروع میں حروف اتین میں سے کوئی حرف ہو اور آخر میں تائے تانیث نہ آتی ہو جیسے اَحْمَد الف و نون زائدتان: وہ الف و نون جو اسم کے آخر میں زائد ہوں مثلاً عِمْرَانُ وعُثْمَانُ۔

۱ووصف و تانیث و معرفہ و عجمہ و جمع و ترکیب و وزن فعل والف و نون مزید تان چنانچہ در عُمَرُ عدلست و علم و در ثلث و مثلث صفت ست و عدل و در طَلْحَۃُ تانیث ست و علم و در زَیْنَبُ تانیث معنویست و علم و در حُبْلٰی تانیث ست بالف مقصورہ و در حمرآء تانیث ست بالف ممدودہ و ایں مؤنث بجائے دو سبب ست و در اِبْرَاہِیْمُ عجمہ ست و علم و در مَسَاجِدُ

وَمَصَابِیحُ جمع منتہی الجموع بجائے دو سبب ست و در بَعْلَبَکُّ ترکیب ست و علم و در اَحْمَدُ وزن فعلست و علم و در سَکْرَان الف و نون زائدتان ست و وصف و در عُثْمَان الف و نون زائدتان ست و علم و تحقیق غیر منصرف از کتب دیگر معلوم شود

فصل سوم [1] در حروف غیر عاملہ و آں شانزدہ قسم ست

اول حروف تنبیہ و آں سہ است اَلَا و اَمَا و ھَا۔ دوم حروف ایجاب و آں شش ست نَعَم و بَلٰی و اَجَل و اِیْ و جَیْرِ وَ اِنَّ سوم حروف تفسیر و آں دو ست اَیْ و اَنْ کقولہ تعالیٰ نَادَیْنَاہُ اَنْ یَّا اِبْرَاھِیْمُ

[1] خاتمہ میں تین فصلیں ہیں پہلی فصل میں توابع کا بیان تھا دوسری فصل میں منصرف اور غیر منصرف کا بیان تھا اب تیسری فصل میں حروف غیر عاملہ کا بیان کر رہے ہیں ان کی سولہ قسمیں ہیں۔ ۱۔ حروف تنبیہ ۲۔ حروف ایجاب ۳۔ حروف تفسیر ۴۔ حروف مصدریہ ۵۔ حروف تحضیض ۶۔ حروف توقع ۷۔ حروف استفہام ۸۔ حروف ردع ۹۔ تنوین ۱۰۔ نون تاکید ۱۱۔ حروف زیادت ۱۲۔ حروف شرط ۱۳۔ لولا ۱۴۔ لام مفتوحہ ۱۵۔ ما بمعنی مادام ۱۶۔ حروف عطف حروف غیر عاملہ کی پہلی قسم ہے حروف تنبیہ یعنی وہ حروف جو تنبیہ کے لئے وضع کئے گئے ہوں تنبیہ کا معنی ہے بیدار کرنا۔ متکلم ان حروف کو اس لئے ذکر کرتا ہے کہ مخاطب اس چیز سے غافل نہ رہے جو بیان کی جاتی ہے اور اس کو توجہ کے ساتھ سنے یہ تین حروف ہیں۔ الَا، اَمَا، ھا یہ حروف کلام کے شروع میں آتے ہیں سوائے اس ھا کے جو اسم اشارہ کے ساتھ متصل ہو یہ ھا اسی جگہ ہوگی جس جگہ اسم اشارہ ہوگا۔ الَا اور اَمَا صرف جملہ کے شروع میں آتے ہیں خواہ جملہ اسمیہ ہو یا فعلیہ، خبریہ ہو یا انشائیہ جیسے اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ، اَلَا قُمْ عِنْدَ ذِکْرِ الْوِلَادَۃِ تَعْظِیْمًا (خبردار ولادت با سعادت کے ذکر کے وقت تعظیماً کھڑا ہو) اَمَا زَیْدٌ قَائِمٌ، اَمَا لَا تَضْرِبْ ھا جملہ اور مفرد دونوں کی ابتداء میں آتا ہے لیکن ہر ہر مفرد کی ابتداء میں نہیں آتا بلکہ صرف اسم اشارہ کی ابتداء میں آتا ہے۔ جیسے ھَا زَیْدٌ قَائِمٌ ھَا افْعَلْ کَذَا ھٰذَا، ھٰؤُلَاءِ حروف عاملہ کی دوسری قسم ہے حروف ایجاب یہاں ایجاب بمعنی جواب دادن (یعنی جواب دینا) ہے اور یہ حروف کسی نہ کسی بات کا جواب واقع ہوتے ہیں اس مناسبت سے ان کو حروف ایجاب کہتے ہیں اور یہ چھ حروف ہیں نَعَمْ، بَلٰی، اَجَلْ، اِیْ، جَیْرِ، اِنَّ۔ نَعَمْ اس کو چار طرح پڑھ سکتے ہیں۔ نَعَمْ (نون اور عین کے فتحہ کے ساتھ) اور اسی طرح مشہور ہے، نَعِمْ (نون کے فتحہ، عین کے کسرہ کے ساتھ)، نِعِمْ (نون اور عین کے کسرہ کے ساتھ) نَحَمْ (عین مفتوحہ کو حا سے بدل کر) نَعَمْ یہ کلام سابق کی تائید کے لئے آتا ہے چاہے وہ کلام مثبت ہو یا منفی خبر ہو یا انشاء جیسے کسی نے خبر دی ذَھَبَ زَیْدٌ اِلَی الْمَدْرَسَۃِ جواب میں کہیں نَعَمْ۔ بَلٰی: صرف جملہ منفیہ کے جواب میں اس کی نفی کو توڑنے کے لئے آتا ہے خواہ وہ خبریہ ہو یا انشائیہ کسی نے کہا مَا صُمْتُ اَمْسِ جواب میں کہا بَلٰی۔ اَجَلْ، جَیْرِ، اِنَّ اکثر مخبر کی تصدیق کے لئے آتے ہیں جیسے کسی نے خبر دی قَدْ فَازَ اَخُوْکَ فِی الْاِمْتِحَانِ جواب میں کہا اَجَلْ یا جَیْرِ یا اِنَّ اِیْ اکثر استفہام کے بعض اس چیز کو ثابت کرنے کے لئے آتا ہے، جس چیز کو دریافت کیا ہے اور بغیر قسم کے استعمال نہیں ہوتا جیسے کسی نے سوال کیا ھَلْ قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ جواب میں کہا اِیْ وَاللّٰہِ حروف غیر عاملہ کی تیسری قسم ہے حروف تفسیر یعنی وہ حروف جو مبہم کی تفسیر کے لئے آتے ہیں خواہ وہ مفرد ہو خواہ جملہ اور وہ دو ہیں اَیْ اور اَنْ، اَیْ مفرد اور جملہ دونوں کی تفسیر کے لئے آتا ہے مفرد کی تفسیر کی مثال وَاسْئَلِ الْقَرْیَۃَ اَیْ اَھْلَ الْقَرْیَۃِ جملہ کی تفسیر کی مثال قُطِعَ رِزْقُہٗ اَیْ مَاتَ۔ اَنْ: مفرد کی تفسیر کرتا ہے اس شرط کے ساتھ کہ وہ مفرد قول کے ہم معنی فعل کا مفعول بہ ہو لفظ قول کا مفعول بہ نہ ہو۔ جیسے نَادَیْنَاہُ اَنْ یَّا اِبْرَاھِیْمُ۔

ا؎ چہارم حروف مصدریہ و آں سہ است مَا و اَنْ و اَنَّ ، ما و ان در فعل روند تا فعل بمعنی مصدر باشد۔ پنجم حروف تحضیض و آں چہار است اَلَّا وھَلَّا ولَوْلَا ولَوْمَا ۔ ششم حرف توقع و آں قد ست برائے تحقیق در ماضی و برائے تقریب ماضی بحال

ا؎ حروف غیر عاملہ کی چوتھی قسم ہے حروف مصدریہ۔ مصدریہ میں یا نسبت کی ہے تو مصدریہ کا مطلب ہوا مصدر ہونے والے چونکہ یہ حروف اپنے مابعد سے مل کر مصدر کے معنی میں ہو جاتے ہیں اس لئے ان کو حروف مصدریہ کہتے ہیں اور وہ تین ہیں مَا، اَنْ، اَنَّ ۔ مَا اور اَنْ فعل پر داخل ہوتے ہیں اور دونوں کا مجموعہ مصدر کے معنی میں ہو جاتا ہے یعنی ما اور فعل کا مجموعہ مصدر کے معنی میں ہو جاتا ہے اور ان اور فعل کا مجموعہ مصدر کے معنی میں ہو جاتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وضاقت عَلَیْہِم الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ یہاں مَا اور فعل رَحُبَتْ کا مجموعہ مصدر کے معنی میں ہے مطلب ہے کہ قولھم اسی طرح فما کان جواب قومہ الا ان قالوا میں ان اور فعل قالوا کا مجموعہ مصدر کے معنی میں ہے مطلب ہے قولھم ۔ اَنَّ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے اور دونوں کا مجموعہ مصدر کے معنی میں ہو جاتا ہے جیسے عَلِمْتُ اَنَّکَ قَائِمٌ ای قیامک ۔ سوال تم نے کہا کہ ما اور فعل دونوں کا مجموعہ اور ان اور فعل دونوں کا مجموعہ مصدر کے معنی میں ہو جاتا ہے حالانکہ مصنف علیہ الرحمۃ نے فرمایا تا فعل بمعنی مصدر باشد اس سے صراحۃً ثابت ہوتا ہے کہ تنہا فعل مصدر کے معنی میں ہوتا ہے ان اور فعل یا ما اور فعل دونوں کا مجموعہ نہیں ۔ جواب یہاں کتابت کی غلطی ہے کہ اصل میں وبا فعل بمعنی مصدر باشد تھا کاتب نے غلطی سے واو کو ساقط کر کے با کی جگہ تا لکھ دیا یا اصل تا با فعل بمعنی مصدر باشد تھا کاتب کی غلطی سے یا لکھنے سے رہ گئی تا فعل بمعنی مصدر باشد ہو گیا یہ توجیہ اس لئے اختیار کی گئی کہ ماقبل حروف عاملہ کی بحث میں مصنف خود فرما چکے ہیں اَنْ با فعل بمعنی مصدر باشد کہ مجموعہ بمعنی مصدر ہوتا ہے نیز اس بات پر دلیل قائم ہو چکی ہے کہ تنہا فعل بمعنی مصدر نہیں ہوتا بلکہ مجموعہ بمعنی مصدر ہوتا ہے۔ سوال یہ تیسری فصل حروف غیر عاملہ کے بیان میں ہے جب کہ اَنْ اور اَنَّ عاملہ ہیں لہذا اس اعتبار سے ان کو یہاں ذکر کرنا صحیح نہیں ؟ جواب اَنْ جب فعل ماضی پر داخل ہو تو عمل نہیں کرتا اور اَنَّ کے ساتھ جب ما کافہ لاحق ہو تو وہ عامل نہیں رہتا اس اعتبار سے ان دونوں کا یہاں ذکر فرمایا ہے۔ (البشیر شرح نحو میر) حروف غیر عاملہ کی پانچویں قسم ہے۔ حروف تحضیض، تحضیض کا معنی ہے ابھارنا چونکہ متکلم ان حروف کے ذریعہ مخاطب کو کسی کام کے کرنے پر ابھارتا ہے اس لئے ان کو حروف تحضیض کہتے ہیں۔ اور یہ چار ہیں اَلَّا، ھَلَّا، لَوْلَا، لَوْمَا اگر یہ حروف فعل مضارع پر داخل ہوں تو تحضیض کے لئے ہوتے ہیں جیسے اَلَّا تَحْفَظُ الدَّرْسَ (تو سبق زبانی یاد کیوں نہیں کرتا) ھَلَّا تَاْکُلُ (تو کھانا کیوں نہیں کھاتا ؟) لَوْلَا یُعَذِّبُنَا اللّٰہُ بِمَا نَقُوْلُ (ہمیں اللہ عذاب کیوں نہیں کرتا ہمارے اس کہنے پر) لَوْمَا تَاْتِیْنَا بِالْمَلٰئِکَۃِ (ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں آتے ؟) اور اگر یہ حروف فعل ماضی پر داخل ہوں تو مخاطب کو شرمندہ کرنا مقصود ہوتا ہے جیسے اَلَّا حَفِظْتَ الدَّرْسَ (تو نے سبق زبانی یاد کیوں نہیں کیا ؟) ھَلَّا ضَرَبْتَ زَیْدًا (تو نے زید کو کیوں نہیں مارا ؟) لَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوْہُ ظَنَّ الْمُؤْمِنِیْنَ خَیْرًا (جب تم نے اس خبر کو سنا تو ایمان والوں نے اچھا گمان کیوں نہیں کیا ؟) یہ حروف صدارت کلام کا تقاضا کرتے ہیں اور یہ صرف فعل پر داخل ہوتے ہیں وہ فعل خواہ لفظاً ہو جیسے ھَلَّا ضَرَبْتَ زَیْدًا، ھَلَّا تَضْرِبُ زَیْدًا یا فعل تقدیراً ہو جیسے کوئی آدمی کہے ضَرَبْتَ قَوْمًا سوائے زید اس کے جواب میں کہا جائے ھَلَّا زَیْدًا اصل میں ہے ھَلَّا ضَرَبْتَ زَیْدًا حروف غیر عاملہ کی چھٹی قسم ہے۔ حرف توقع توقع کا مطلب ہے کسی چیز کے حصول کا انتظار، حرف توقع اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جو خبر دی جا رہی ہے مخاطب کو اس کا انتظار تھا۔ حرف توقع ایک ہی ہے اور وہ قد ہے ۔ قد پانچ معانی کا فائدہ دیتا ہے۔ ۱۔ تحقیق ۲۔ توقع ۳۔ تقریب ۴۔ تقلیل ۵۔ تکثیر ۔ قد خواہ ماضی پر داخل ہو یا مضارع پر تحقیق کے معنی کا فائدہ ضرور دے گا آگے فرق ہے کہ ماضی پر داخل ہو تو تین صورتیں ہیں۔ ۱۔ صرف تحقیق کے لئے جیسے کوئی شخص سوال کرے ھَلْ قَامَ زَیْدٌ جواب میں کہا جائے قَدْ قَامَ زَیْدٌ" (بے شک زید کھڑا ہوا) ۲۔ تحقیق و تقریب کے لئے جیسے کوئی شخص امیر کے لئے کھڑا ہونے کا منتظر نہ ہو اس سے کہا جائے قَدْ رَکِبَ الْاَمِیْرُ (بے شک امیر ابھی سوار ہو گیا) ۳۔ تحقیق و توقع و تقریب کے لئے جیسے کوئی شخص امیر کے کھڑا ہونے کا منتظر ہو اس سے کہا جائے قَدْ رَکِبَ الْاَمِیْرُ (بے شک امیر ابھی سوار ہو گیا

ودر مضارع برائے تقلیل۔ ہفتم ۲ حروف استفہام وآں سہ است ما و ہمزہ و ھل۔ ہشتم حروف ردع وآں کلّا ست بمعنی باز گردانیدن و بمعنی حقا نیز آمدہ است چوں کلّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ۔ نہم تنوین وآں پنج ست تمکن چوں زیدٌ و تنکیر چوں صَہٍ ای اُسْکُتْ سُکُوْتًا مَّا فِیْ وَقْتٍ مَّا اَمَّا صَہْ بغیر تنوین فمعناہ اُسْکُتِ السُّکُوْتَ الْاٰنَ و عوض چوں یَوْمَئِذٍ

۱ اور اگر مضارع پر داخل ہو پھر بھی تین صورتیں ہیں۔ ۱۔ صرف تحقیق کے لئے جیسے قَدْ یَعْلَمُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ یَتَسَلَّلُوْنَ مِنْکُمْ لِوَاذًا (بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے ان لوگوں کو جو تم میں سے چپکے چپکے آڑ لے کر نکل جاتے ہیں) ۲۔ تحقیق و تکثیر کے لئے جیسے قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْھِکَ فِی السَّمَاءِ بے شک ہم دیکھتے ہیں تمہارے چہرے کا بار بار آسمان کی طرف اٹھنا) ۳۔ تحقیق تقلیل کے لئے اِنَّ الْکَذُوْبَ قَدْ یَصْدُقُ (بے شک زیادہ جھوٹ بولنے والا بھی تحقیق سچ بول جاتا ہے) مندرجہ بالا تفصیل سے ثابت ہوا کہ قَدْ چاہے ماضی پر آئے یا مضارع پر تحقیق کے لئے ضرور ہوتا ہے جب کہ نحومیر کی عبارت برائے تحقیق در ماضی و برائے تقریب ماضی بحال و در مضارع برائے تقلیل سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ قد ماضی میں تو تحقیق کے لئے آتا ہے لیکن مضارع میں تحقیق کیلئے نہیں آتا یہاں کتاب میں ناسخین سے تقدم و تاخر ہوگیا اصل عبارت یوں تھی برائے تحقیق و در ماضی برائے تقریب ماضی بحال و در مضارع برائے تقلیل (البشیر شرح نحو میر) ۲ حروف غیر عاملہ کی ساتویں قسم ہے حروف استفہام یعنی وہ حروف جن کے ذریعے کوئی بات پوچھی جائے یہاں وہ تین ذکر کئے گئے ہیں۔ ما، ہمزہ، ھل لیکن ما حرفیہ استفہام کے لئے نہیں آتا یہاں پر بھی ناسخین سے ردوبدل ہوگیا کہ ہوسکتا ہے مصنف علیہ الرحمۃ نے تیسرا حرف استفہام اَلْ ذکر کیا ہو انہوں نے ما لکھ دیا اَلْ استفہام کے لئے آتا ہے جیسا کہ امام قطرب نے صحابی رسول حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرمایا اَلْ فَعَلْتَ یعنی ھَلْ فَعَلْتَ یا پھر یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مصنف نے حروف استفہام دو ہی ذکر کئے ہوں انہوں نے تین لکھ دیے ہوں (البشیر) **فائدہ** مَا اِسْمُکَ میں مَا حرفیہ استفہامیہ نہیں ہے بلکہ ما اسمیہ استفہامیہ ہے اگر ما کو حرف قرار دیں تو لازم آئے گا کہ ما اسمک جملہ نہ رہے کیونکہ ما حرف ہے نہ مسند ہوسکتا ہے نہ مسند الیہ حالانکہ ما اسمک جملہ انشائیہ ہے۔ (البشیر) حروف غیر عاملہ کی آٹھویں قسم ہے حرف ردع، رَدْع کا معنی ہے روکنا چونکہ یہ متکلم کو اس کے کلام سے روکنے کے لئے آتا ہے اس لئے اس کو حرف ردع کہتے ہیں۔ جیسے کوئی آدمی کہے زَیْدٌ یُبْغِضُکَ (زید تجھ سے بغض رکھتا ہے) جواب میں کہا جائے کلّا ہرگز نہیں اور کلا کبھی حقًا کے معنی میں بھی آتا ہے یعنی جس طرح حقا مضمون جملہ کی تحقیق کے لئے آتا ہے یہ بھی آتا ہے جیسے کلّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ بے شک عنقریب جان لوگے (نزع کے وقت اپنے اس حال کے نتیجہ بد کو) حروف غیر عاملہ کی نویں قسم ہے تنوین اصطلاح میں تنوین وہ نون جو وضعا ساکن ہو اور کلمہ کی آخری حرکت کے بعد ہو اور فعل کی تاکید کا فائدہ نہ دے۔ اس کی پانچ قسمیں ہیں۔ ۱۔ تنوین تمکن ۲۔ تنوین تنکیر ۳۔ تنوین عوض ۴۔ تنوین مقابلہ ۵۔ تنوین ترنم۔ تنوین تمکن وہ تنوین جو اسم کے معرب ہونے پر دلالت کرے جیسے جَاءَنِیْ زید میں زید کے آخر میں جو تنوین ہے۔

۲۔ تنوین تنکیر وہ تنوین جو اسمائے مبنیہ کے معرفہ اور نکرہ ہونے میں فرق کرنے والی ہو جس پر یہ تنوین داخل ہے وہ نکرہ، جس پر داخل نہیں وہ معرفہ جیسے صَہٍ یہ اسم فعل ہے تنوین اس کے نکرہ ہونے پر دلالت کرتی ہے صَہٍ کا معنی ہے اُسْکُتْ سُکُوْتًا مَّا فِیْ وَقْتٍ مَّا یعنی کسی وقت تو چپ رہا کر اور صَہْ بغیر تنوین کے ہو تو اسم فعل معرفہ ہے اور صَہْ کا معنی ہے اُسْکُتِ السُّکُوْتَ الْاٰنَ تو اس وقت چپ رہ۔ ۳۔ تنوین عوض وہ تنوین جو اسم پر مضاف الیہ کے بدلے میں آتی ہے خواہ مضاف الیہ جملہ ہو جیسے یَوْمَئِذٍ کہ اصل میں یَوْمَ اِذْ کَانَ کَذَا تھا یہاں اذ کے مضاف الیہ کَانَ کَذَا جو کہ جملہ تھا اس کو حذف کر دیا اس کے عوض مضاف اِذْ کو تنوین دے دی۔ یا مضاف الیہ جملہ نہ ہو جیسے تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ میں بَعْضٍ پر تنوین مضاف الیہ ھم کے بدلہ میں ہے جو جملہ نہیں۔

او مقابلہ چوں مُسلِمَاتٍ و ترنم کہ در آخر ابیات باشد شعر اَقِلِّی اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ ۔ وَقُولِی اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ وتنوین ترنم در اسم و فعل و حرف رود اما چہار اولین خاص ست باسم دہم ۲ نون تاکید در آخر فعل مضارع ثقیلہ و خفیفہ چوں اِضْرِبَنَّ و اِضْرِبَنْ ۔ یازدہم حروف زیادت و آں ہشت حرف ست اِنْ و اَنْ و ما و لا و مِنْ و کاف و با و لام چہار آخر در حروف جر یاد کردہ شد دوازدہم حروف شرط و آں دو ست

۱ تنوین مقابلہ وہ تنوین جو جمع مذکر سالم کے نون کے مقابلہ میں جمع مؤنث سالم پر آتی ہے جیسے جَائَنِی مُسْلِمَاتٌ'' میں مسلمات پر تنوین مُسْلِمُوْن کے نون کے مقابلہ میں ہے ۔۵۔ تنوین ترنم جو شعر کے مصرعوں کے آخر میں لگتی ہے جیسے ۔اَقِلِّی اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابَنْ وَقُوْلِی اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ (اے ملامت کرنے والی تو ملامت اور عتاب کو کم کر (یعنی نہ کر) اگر میں پہنچوں تو تو کہہ وہ صواب کو پہنچا) پہلے مصرعہ میں العتاب کے آخر میں اور دوسرے مصرعہ میں اَصابَ کے آخر میں تنوین ترنم ہے ۔تنوین کی پہلی چار قسمیں اسم کے ساتھ خاص ہیں اور تنوین ترنم اسم فعل حرف سب پر آجاتی ہے اسی لئے پہلی چار اسم کی علامت ہیں پانچویں کو علامت اسم قرار نہیں دیں گے ۲ حروف غیر عاملہ کی دسویں قسم ہے نون تاکید جو فعل مضارع کے آخر میں ہوتا ہے اس کی دو قسمیں ثقیلہ اور خفیفہ نون تاکید ثقیلہ یہ مشدد ہوتا ہے جیسے اِضْرِبَنَّ نون خفیفہ ساکن ہوتا ہے جیسے اِضْرِبَنْ حروف غیر عاملہ کی گیارہویں قسم ہے حروف زیادت یعنی وہ حروف کہ اگر ان کو کلام سے علیحدہ کر دیں تو کلام کے اصلی معنی تبدیل نہیں ہوتے یہ حروف اصل معنی کے فائدہ کے اعتبار سے زائد ہوتے ہیں یہ مطلب نہیں کہ یہ بے فائدہ ہیں بلکہ ان سے تاکید معنی ،کلام کی خوبصورتی شعروں کے وزن کی درستگی وغیرہ حاصل ہوتی ہے ۔ یہ آٹھ حرف ہیں ۔ اِنْ ۔مَا ، اَنْ ،لَا ۔مِنْ ۔کاف ۔ با ۔لام ، ان میں سے آخری چار حروف مِنْ ،کاف ، با ، لام کو حروف جر میں بھی ذکر کیا گیا ہے ۔ فائدہ ۔ یہ حروف ہمیشہ زائد نہیں ہوتے کبھی زائد ہوتے ہیں ۔حروف غیر عاملہ کی بارہویں قسم حروف شرط ہیں اور وہ دو ہیں اَمّا اور لو اِنْ بھی حرف شرط ہے لیکن وہ حروف عاملہ سے ہے اور یہاں حروف غیر عاملہ کا بیان ہے لہذا اس کا یہاں ذکر نہیں کیا ان حروف کے لئے صدارت کلام ضروری ہے کہ یہ کلام کے شروع میں ہی آتے ہیں ۔اَمّا تفصیل کے لئے آتا ہے اس کی دو صورتیں ہیں کبھی سابق کلام مجمل ہوتا ہے اس کی تفصیل کے لئے اَمّا ذکر کیا جاتا ہے مثلاً قرآن مجید میں ہے فَمِنْهُمْ شَقِیٌّ ''وَّسَعِیْدٌ'' ان میں سے کچھ بد بخت ہیں اور کچھ نیک بخت یہ کلام مجمل ہے کہ بد بخت اور نیک بخت کا حکم معلوم نہیں فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ سے ان کے حکم اور انجام کی تفصیل بیان فرمادی کہ بد بخت کا انجام دخول جہنم اور نیک بخت کا انجام دخول جنت ہے ۔۲۔ کبھی مجمل کی تفصیل کے لئے نہیں ہوتا بلکہ چند چیزوں کو تفصیلا الگ الگ ذکر کرنے کے لئے آتا ہے جس طرح قرآن مجید میں ہے فَاَمَّا الَّذِیْنَ فَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا بہر حال اہل ایمان تو جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے لیکن کافر تو وہ کہتے ہیں ایسی کہاوت میں اللہ کا کیا مقصود ہے یہاں سابق میں کوئی مجمل کلام نہیں جس کی یہ تفصیل ہو بلکہ اس سے مقصود کافر و مومن کے حال کی الگ الگ تفصیل بیان کرنا ہے بعض اوقات استیناف کے لئے آتا ہے یعنی ابتدائی کلام کے شروع میں ہوتا ہے جس طرح خطبوں میں اَمَّا بَعْدُ ذکر کیا جاتا ہے اما تفصیل کے لیے ہو یا استیناف کے لئے بہر صورت اس میں معنی شرط ہوتے ہیں ۔لہذا اس کے جواب پر فا لازم ہوتی ہے البتہ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ جواب پر فا نہیں آتی جس طرح حدیث پاک ہے اَمَّا مُوْسٰی کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْهِ اِذْ یَنْحَدِرُ فِی الْوَادِی بہر حال موسیٰ علیہ السلام گویا میں انہیں وادی میں اترتا ہوا دیکھ رہا ہوں ۔ یہاں اَمّا کے جواب میں کَاَنِّی ہے جس پر فا نہیں۔

ا؎ لَو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جزا نہیں پائی گئی شرط کے نہ پائے جانے کے سبب سے مثلاً لَوْ کَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا اگر زمین و آسمان میں متعدد خدا ہوتے اللہ کے علاوہ، تو زمین و آسمان تباہ ہو جاتے اس آیہ کریمہ میں لو اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ شرط کا نہ پایا جانا یعنی زمین و آسمان میں متعدد خداؤں کا نہ پایا جانا سبب ہے جزاء کے نہ پائے جانے کا یعنی زمین و آسمان کے نظام کے تباہ نہ ہونے کا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے سوا اور خدا ہوتے تو زمین و آسمان کا نظام تباہ ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ کے سوا اور خدا نہیں لہذا زمین و آسمان کا بھی تباہ نہیں ہوا لو کا یہ استعمال مشہور ہے اور کبھی کبھی لو کا استعمال یہ بیان کرنے کے

اَمَّا ولو اَمَّا برائے تفسیر وفا در جوابش لازم باشد کقولہ تعالیٰ فَمِنْهُمْ شَقِیٌّ وَّسَعِیْدٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ شَقُوْا فَفِی النَّارِ وَاَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّةِ وَلَو برائے انتفائے ثانی[1] بسبب انتفائے اول چوں لَوْ کَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا سیزدھم[2] لَوْلَا واو موضوعست برائے انتفائے ثانی بسبب وجود اول چوں لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَکَ عُمَرُ چہاردہم لام مفتوحہ برائے تاکید

لئے ہوتا ہے کہ جزا شرط کو لازم ہے اور جزا نہیں پائی جارہی چونکہ لازم کی نفی سے ملزوم کی نفی ہو جاتی ہے لہذا لو کے ذریعے استدلال کیا جاتا ہے کہ جزا نہیں پائی جارہی لہذا شرط بھی نہیں پائی گئی اس کی مثال بھی یہی آیہ کریمہ ہے کہ اس میں جزا یعنی زمین و آسمان کا فساد شرط یعنی خداؤں کے تعدد کو لازم ہے چونکہ لازم کا انتفاء ملزوم کے انتفاء کی دلیل ہوتا ہے۔ لہذا زمین و آسمان کا تباہ نہ ہونا خداؤں کے متعدد نہ ہونے کی دلیل ہوا اور جب خدا متعدد نہ ہوئے تو توحید ثابت ہوگئی کبھی کبھی لو کا استعمال جزا کے استمرار کو بیان کرنے کے لئے ہوتا ہے کہ جزا ہمیشہ پائی جارہی ہے مثلاً حدیث پاک ہے نِعْمَ الْعَبْدُ صُهَیْبٌ لَوْلَمْ یُحِبَّ اللّٰهَ لَمْ یَعْصِهٖ "صہیب بہت اچھا بندہ ہے اگر یہ اللہ سے محبت نہ بھی کرتا تب بھی اس کی نافرمانی نہ کرتا" اس فرمان میں دلیل ہے کہ نافرمانی نہ کرنا محبت نہ ہونے کو لازم تو محبت کے ہونے کو بطریق اولیٰ لازم ہے یعنی اگر وہ اللہ سے محبت نہ کرتا تب بھی اس کی نافرمانی نہ کرتا لیکن وہ تو اللہ سے محبت کرتا ہے لہذا بطریق اولیٰ نافرمانی نہیں کرے گا لہذا حاصل فرمان یہ ہوا کہ حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نافرمانی نہ کرنا بطور استمرار ہے کہ وہ کبھی بھی نافرمانی نہیں کرتا (البشیر) ۲؎ حروف غیر عاملہ کی تیرہویں قسم لولا ہے یہ دو جملوں پر داخل ہوتا ہے دوسرے جملے کو لولا کا جواب کہا جاتا ہے لولا کی وضع یہ بیان کرنے کے لیے ہے کہ دوسرے جملے کا مضمون نہیں پایا گیا پہلے جملے کا مضمون پائے جانے کی وجہ سے مثلاً لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَکَ عُمَرُ کہ اگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہ ہوتے تو عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہلاک ہو جاتے اس میں پہلا جملہ دراصل لَوْلَا عَلِیٌّ مَوْجُوْدٌ ہے جس کا مضمون وجود علی ہے اور دوسرا جملہ هَلَکَ عُمَرُ ہے جس کا مضمون ہلاکت عمر ہے اور لولا اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ چونکہ پہلے جملے کا مضمون (وجود علی) پایا گیا ہے لہذا دوسرے جملے کا مضمون (ہلاکت عمر) منتفی ہے یعنی چونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود ہیں لہذا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہلاک نہیں ہوئے اس فرمان کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک حاملہ عورت سے زنا کے ثبوت شرعی کے بعد اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یاد دلایا کہ ایسی عورت کو بچہ پیدا ہونے کے بعد سنگسار کیا جائے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے حکم سے رجوع کر کے فرمایا لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَکَ عُمَرُ کہ اگر آج حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہ ہوتے اور مجھے یہ حکم شرعی یاد نہ دلاتے تو اس کی مخالفت کر کے میں دینی طور پر ہلاک ہو جاتا (البشیر و حاشیہ نحو میر علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری) حروف غیر عاملہ کی چودھویں قسم لام مفتوح ہے یہ تاکید کے لئے آتا ہے مثلاً لَزَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو یقیناً زید عمرو سے زیادہ فضیلت والا ہے۔

چوں لزیدٍ افضلُ منْ عمرٍ۔ پانزدہم [1] ما بمعنی مادام چوں اقوم ماجلس الامیر۔ شانزدہم [2] حروف عطف و آں دہ است

[1] حروف غیر عاملہ کی پندرہویں قسم ما بمعنی مادام ہے یہ حروف مصدریہ میں سے ہے ما مصدریہ کی دو قسمیں ہیں ۱۔ غیر زمانیہ مثلاً وَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ما یہاں اپنے مابعد رَحُبَتْ سے مل کر بمعنی مصدر ہے اور معنی ہے بر ایشان زمین ان پر اپنی کشادگی کے باوجود تنگ ہوگئی۔ ۲۔ زمانیہ جس طرح اَقُوْمُ مَا جَلَسَ الْاَمِيْرُ میں کھڑا رہوں گا جب تک امیر بیٹھا رہا ما زمانیہ سے پہلے (وقت) مضاف محذوف ہوتا ہے اور ما اس مضاف محذوف کے قائم مقام ہوتا ہے چونکہ یہ (وقت) مضاف کے قائم مقام ہونے کی بناپر زمانے پر دلالت کرتا ہے لہذا اسے زمانیہ کہتے ہیں اور ما غیر زمانیہ سے پہلے (وقت) مضاف محذوف نہیں ہوتا لہذا یہ زمانے پر دلالت نہیں کرتا اور غیر زمانیہ کہلاتا ہے حروف غیر عاملہ کی چوتھی قسم حروف مصدریہ میں جس ما کا ذکر تھا وہ ما غیر زمانیہ تھی اور یہاں پندرہویں قسم میں ما زمانیہ مراد ہے مادَامَ میں دام فعل ناقص ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کی خبر کا اسم کے لیے ثبوت دائمی ہے ما فعل ناقص سے مل کر مصدر کے معنی میں ہوئی اور یہ ما مضاف محذوف "وقت" کے قائم مقام تھا لہذا معنی ہوا "اسم کے لیے خبر کے ثبوت کے دوام کا وقت بالفاظ دیگر اسم کے لیے خبر کے ثبوت کا کل وقت۔ اسی لئے مصنف علیہ الرحمہ ما بمعنی دام کہا ہے، ما بمعنی وقت نہیں کہا کیونکہ ما بمعنی وقت کہنے سے معنی ہوتا "اسم کے لیے خبر کے ثبوت کا وقت (خواہ کل ہو یا بعض) جب کہ یہاں اسم کے لیے خبر کے ثبوت کا کل وقت مراد ہے [2] حروف غیر عاملہ کی سولھویں قسم حروف عطف ہے اور وہ دس حروف ہیں واؤ، فا، ثُمَّ، حَتّٰی، اِمَّا، اَوْ، اَمْ، لَا، بَلْ، لٰكِنْ چونکہ یہ حروف حکم اور اعراب میں معطوف کو معطوف علیہ کی جانب مائل کر دیتے ہیں لہذا اصطلاح نحات میں انہیں حروف عاطفہ کہا جاتا ہے حصول حکم کے اعتبار سے ان کی تین اقسام ہیں ۱۔ وہ حروف عاطفہ جن کے ذریعے حکم معطوف علیہ و معطوف دونوں کے لیے ثابت ہوتا ہے ۲۔ وہ حروف عاطفہ جن کے ذریعے حکم دونوں میں سے ایک غیر معین کے لئے ثابت ہوتا ہے۔ ۳۔ وہ حروف عاطفہ جن کے ذریعے حکم دونوں میں سے ایک معین کے لئے ثابت ہوتا ہے۔ پہلی قسم جن کے ذریعے حکم معطوف علیہ و معطوف دونوں کے لئے ثابت ہوتا ہے یہ چار حروف ہیں واؤ، فا، ثم، حتیٰ، واؤ مطلقاً معطوف علیہ و معطوف کو حکم میں جمع کرنے کے لئے آتا ہے اس کی معطوف علیہ و معطوف کے درمیان ترتیب پر کوئی دلالت نہیں ہوتی مثلاً جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَعَمْرٌو "میرے پاس زید اور عمرو آئے" اس میں آنے والا حکم زید و عمرو دونوں کے لئے ثابت ہے اور ترتیب پر کوئی دلالت نہیں کہ کون پہلے آیا اور کون بعد میں فا دونوں کو حکم میں جمع کرنے کے ساتھ ساتھ ترتیب بلا وقفہ کا فائدہ دیتی ہے کہ حکم معطوف علیہ کے لئے پہلے ثابت ہے اور اس کے بعد فوراً بلا مہلت معطوف کے لئے ثابت ہے مثلاً جاءنی زید فعمر "میرے پاس زید آیا اور اس کے فوراً بعد عمرو آیا۔ ثم جمع کے ساتھ ساتھ ترتیب مع المهلة کا فائدہ دیتا ہے کہ حکم معطوف علیہ کے لئے پہلے ثابت ہے اور اس کے بعد کچھ وقفہ سے معطوف کے لئے ثابت ہے۔ مثلاً جَاءَنِیْ زَیْدٌ ثُمَّ عَمْرٌو "میرے پاس زید آیا پھر عمرو یعنی آنے کا حکم زید کے لئے پہلے ثابت ہے اور اس کے بعد کچھ وقفے سے عمرو کے لئے یہ حکم ثابت ہے۔ حتیٰ بھی جمع کے ساتھ ساتھ ترتیب مع المهلة کا فائدہ دیتا ہے لیکن اس میں مہلت حتی کی بہ نسبت کم ہوتی ہے۔ مثلاً قدم الحاج حتی المشاۃ حاجی آگئے یہاں تک کہ پیدل (بھی آگئے) (فائدہ) حتیٰ کا معطوف، ما اس کے معطوف علیہ کا جزء ہوتا ہے اس لئے کہ حتی جارہ انتہاء غایۃ کے لئے آتا ہے اور حتی عاطفہ بہت سے احکام میں حتی جارہ کے ساتھ شریک ہے لہذا حتی عاطفہ بھی انتہائے غایت کے لئے آتا ہے لہذا ضروری ہے کہ معطوف، معطوف علیہ کا جز ہو جز قوی یا جز ضعیف تاکہ عطف معطوف کی قوت یا ضعف پر دلالت کرے اور قوت یا ضعف کی بناپر، معطوف، معطوف علیہ سے ممتاز ہو جائے اور فعل کی غایت وانتہا واقع ہو سکے۔ معطوف جز قوی ہو جیسے مَاتَ النَّاسُ حَتَّى الْأَنْبِيَاءُ تمام لوگ مر گئے یہاں تک کہ انبیاء کرام علیہم السلام (بھی وصال فرما گئے) اس مثال میں موت فعل ہے۔ جس کا تعلق تمام لوگوں کے ساتھ اس طرح ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام بھی ان میں داخل ہیں اور معطوف انبیاء، معطوف علیہ الناس کا جز قوی ہے اور مات والے فعل کی غایت واقع ہو رہا ہے معطوف جز ضعیف ہو جیسے قَدِمَ الْحَاجُّ حَتَّى الْمُشَاةُ حاجی آگئے یہاں تک کہ پیدل چلنے والے (بھی آگئے) اسی مثال میں قدم فعل ہے جس کا تعلق تمام حاجیوں کے ساتھ اس طرح ہے کہ پیدل چلنے والے بھی ان میں داخل ہیں اور معطوف المشاۃ، معطوف علیہ الحاج کا جز ضعیف ہے اور قدم والے فعل کی غایت واقع ہو رہا ہے۔

۱ **فائدہ** : ثم اور حتی عاطفہ میں ایک مابہ الاشتراک اور تین مابہ الامتیاز ہیں مابہ الاشتراک یہ ہے کہ ثم اور حتی دونوں ترتیب مع المہلۃ کے لئے آتے ہیں مابہ الامتیاز یہ ہیں ۱۔ثم میں مہلت زیادہ ہوتی ہے حتی میں مہلت کم ہوتی ہے۔۲۔حتی کے لئے شرط ہے کہ اس کا معطوف، معطوف علیہ کا جز وہو اور ثم کے لئے یہ شرط نہیں ہے۔۳۔ثم میں جس مہلت کا اعتبار ہے وہ خارج کے اعتبار سے ہوتی ہے مثلاً جاءنی زید ثم عمرو میں زید اور عمرو کے آنے کے درمیان خارج کے اعتبار سے مہلت ہے اور حتی میں جس مہلت کا اعتبار ہوتا ہے وہ ذہن کے اعتبار سے ہوتی ہے مثلاً مات الناس حتی الانبیاء میں ذہن کے اعتبار سے موت کا تعلق اولاً غیر انبیاء کے ساتھ ہے اور اسکے بعد انبیاء کے ساتھ ہے اگر چہ بحسب الخارج انبیاء کے ساتھ موت کا تعلق تمام لوگوں کی موت کے درمیان میں ہے۔اسی طرح قَدِمَ الحَاجّ حتی المُشَاۃُ میں ذہن کے اعتبار سے سوار حاجیوں کے ساتھ قدوم کا تعلق پہلے ہے اور پیدل حاجیوں کے ساتھ بعد میں ہے، اگر چہ بعض اوقات اس کا عکس بھی ہو جاتا ہے کہ پیدل چلنے والے پہلے آجاتے ہیں مگر اسکے باوجود قدِمَ الحاج حتی المشاۃُ کہنا درست ہوتا ہے۔دوسری قسم وہ حروف عاطفہ جن کے ذریعے حکم معطوف علیہ ومعطوف دونوں میں سے ایک غیر معین کے لئے ثابت ہوتا ہے یہ تین حروف ہیں اَوْ، اِمَّا، اَمْ جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ ''اَوْ عَمْرٌو'' میرے پاس زید آیا یا عمر۔جَاءَنِیْ اِمَّا زَیْدٌ ''وَ اِمَّا عَمْرٌو'' (میرے پاس زید آیا یا عمرو) اَرَئَیْتَ زَیْدًا اَمْ عَمْرًا (کیا تو نے زید کو دیکھا یا عمرو کو؟) تینوں مثالوں میں حکم زید یا عمرو میں سے کسی ایک کے لئے ثابت ہے لیکن وہ معین نہیں۔تیسری قسم وہ حروف عاطفہ جن کے ذریعے حکم معطوف علیہ ومعطوف دونوں میں سے ایک معین کے لئے ثابت ہوتا ہے لَا، بَلْ، لٰکِنْ۔لَا، معطوف علیہ کے لئے جو حکم ثابت ہے، اس حکم کی معطوف سے نفی کرنے کیلئے آتا ہے لہٰذا لَا کی صورت میں حکم معطوف علیہ کے لئے ثابت ہوتا ہے معطوف کیلئے نہیں مثلاً جاءنی زید لا عمرو میرے پاس زید آیا نہ کہ عمرو اس میں آنے والا حکم صرف زید کے لئے ثابت ہے عمرو کے لئے نہیں، بَلْ اگر کلام مثبت کے بعد ہو تو لا کے برعکس معطوف علیہ سے حکم کو پھیر کر معطوف کے لئے حکم ثابت کرتا ہے مثلاً جَاءَنِیْ زَیْدٌ ''بَلْ عَمْرٌو'' میرے پاس زید آیا بلکہ عمرو اس میں آنے والا حکم صرف معطوف عمرو کے لئے ثابت ہے اور معطوف علیہ زید مسکوت عنہ کے حکم میں ہے گویا اس پر کوئی حکم نہیں لگایا گیا، نہ آنے کا نہ نہ آنے کا اور اگر بل نفی کے بعد آئے مثلاً مَا جَاءَنِیْ زَیْدٌ ''بَلْ عَمْرٌو'' تو اس میں اختلاف ہے مبرد کے نزدیک اس صورت میں کلمہ بَلْ حکم منفی کو معطوف علیہ سے پھیر کر معطوف کے لئے ثابت کرتا ہے اور معطوف علیہ مسکوت عنہ کے حکم میں ہوتا ہے لہٰذا مَا جَاءَنِیْ زَیْدٌ ''بَلْ عَمْرٌو'' کا معنیٰ ہے بَلْ مَا جَاءَنِیْ عَمْرٌو اور زید مسکوت عنہ کے حکم میں ہے اور جمہور کے نزدیک نفی کے بعد بَلْ آئے تو جس حکم کی معطوف علیہ سے نفی کی گئی ہے اسے معطوف کے لئے ثابت کر دیتا ہے اور معطوف علیہ مسکوت عنہ کے حکم میں ہوتا ہے یا اس سے حکم کی نفی ہوتی ہے۔لہٰذا مَا جَاءَنِیْ زَیْدٌ ''بَلْ عَمْرٌو'' کا معنیٰ ہے بَلْ جَاءَنِیْ عَمْرٌو اور زید یا تو مسکوت عنہ کے حکم میں ہے یا اس سے آنے کے حکم کی نفی ہے۔لٰکِنْ، سابقہ کلام سے پیدا شدہ وہم کو دور کرنے کے لئے ہوتا ہے، اور یہ نفی کے بغیر استعمال نہیں ہوتا اگر اس کے ذریعے مفرد کا مفرد پر عطف ہو تو یہ لا کی نقیض ہوتا ہے اور معطوف علیہ سے جس حکم کی نفی ہے اسے معطوف کے لئے ثابت کرتا ہے۔مثلاً مَا قَامَ زَیْدٌ ''لٰکِنْ عَمْرٌو'' کا معنیٰ ہے زید کھڑا نہیں ہوا لیکن عمرو کھڑا ہوا۔اگر اس کے ذریعے جملہ کا جملہ پر عطف ہو تو اگر کلام منفی کے بعد واقع ہو تو مابعد کے اثبات کے لئے ہوتا ہے مثلاً مَا جَاءَنِیْ زَیْدٌ ''لٰکِنْ عَمْرٌو'' قَدْ جَاءَ اور کلام مثبت کے بعد واقع ہو تو مابعد کی نفی کے لئے آتا ہے مثلاً جَاءَنِیْ زَیْدٌ ''لٰکِنْ عَمْرٌو'' لَمْ یَجِیْٔ (ملخصاً، جامی وملا عبد الرحمٰن ودرایۃ النحو وغیرہم)

۱ واؤ وفاؤ ثم وحتی واما واو وام ولا وبل ولٰکن

تمّت بالخیر

ا۔ چونکہ مستثنیٰ کی بحث کتاب نحو میر میں نہ تھی لہذا طلباء کرام کے فائدہ کے لئے زیادہ کر دی گئی۔ اضافہ کرنے والے صاحب پہلے مستثنیٰ کی تعریف کریں گے پھر اس کی دو قسمیں ذکر کریں گے اور مثالیں دے کر وضاحت کریں گے۔ تعریف مستثنیٰ ایسا اسم ہے جو اِلّا اور اس جیسے دوسرے کلمات کے بعد مذکور ہوتا کہ ظاہر ہو جائے کہ جو حکم اس اسم کے ماقبل کی طرف منسوب ہے وہ حکم اس کی طرف منسوب نہیں اِلّا جیسے دوسرے کلمات یہ ہیں۔ غَیر، سِوٰی، سواء، حاشا، خلا عدا، ماخلا، ماعدا، لیس، لا یکون حروف استثنا سے پہلے جو اسم مذکور ہوتا ہے اسے مستثنیٰ منہ اور جو بعد میں ہوتا ہے اسے مستثنیٰ کہتے ہیں۔ مستثنیٰ کی دو قسمیں ہیں۔ ا۔ مستثنیٰ متصل ۲۔ مستثنیٰ منقطع مستثنیٰ متصل ایسا اسم ہے جسے اِلّا یا اس جیسے دیگر کلمات میں سے کسی ایک کے ذریعے متعدد سے نکالا گیا ہو۔ متعدد سے مراد وہ ہے جس کے افراد یا اجزاء کثیر ہوں۔ مثلاً جاءنی القوم الا زیدًا میرے پاس قوم آئی زید کے علاوہ اس میں زیدًا کو القوم سے نکالا گیا ہے کہ آنے والا حکم جو قوم کے لئے ثابت ہے وہ زید کے لئے ثابت نہیں اور قوم متعدد ہے کہ اس کے افراد زید، عمرو، بکر وغیرہ کثیر ہوتے ہیں۔ اسی طرح ضَرَبْتُ زیدًا اِلّا رأسَہٗ میں نے زید کو مارا اس کے سر کے علاوہ اس میں رأسہٗ کو زید سے نکالا گیا ہے کہ مضروبیت والا حکم جو زید کے لئے ثابت ہے وہ اس کے سر کے لئے ثابت نہیں اور زید متعدد ہے کہ اس کے اجزاء ہاتھ پاؤں، سر وغیرہ کثیر ہیں۔ مستثنیٰ منقطع ایسا اسم ہے جو اِلّا اور اس کی نظائر کے بعد مذکور ہو لیکن متعدد سے نہ نکالا گیا ہو کیونکہ مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ میں داخل ہی نہ ہو مثلاً جاءنی القوم اِلّا حمارًا میرے پاس قوم آئی گدھے کے سوا۔ اس مثال میں حمار کا حکم قوم سے مختلف ہے لیکن اسے قوم کے حکم سے نکالا نہیں گیا کیونکہ نکالا اسے جاتا ہے جو داخل ہو اور حمار تو قوم کا فرد ہی نہیں اور ان میں داخل ہی نہیں لہذا اسے نکالا بھی نہیں گیا الغرض مستثنیٰ کے متصل اور منقطع ہونے کا مدار دخول وعدم دخول پر ہے۔ اگر مستثنیٰ کا مستثنیٰ منہ میں دخول یقیناً معلوم ہو تو وہ متصل اور اگر عدم دخول یقیناً معلوم ہو تو وہ منقطع ہے ۲۔ مصنف علیہ الرحمۃ نے پہلے مستثنیٰ کی تعریف کی اور دو قسمیں بیان فرمائیں اور مثالوں کے ذریعے وضاحت فرمائی اب مستثنیٰ کا اعراب بیان فرماتے ہیں۔ مستثنیٰ کے اعراب کی چار اقسام ہیں۔ ا۔ ہمیشہ منصوب ہوتا ہے۔ ۲۔ دو وجہیں جائز ہوتی ہیں۔ مستثنیٰ ہونے کی بنا پر منصوب پڑھنا، بدل ہونے کی بنا پر ماقبل کے موافق اعراب پڑھنا۔ ۳۔ عامل کے مطابق اعراب ہوتا ہے۔ ۴۔ مجرور ہوتا ہے۔

چوں بحث مستثنیٰ در کتاب نحو میر نبود برائے فائدہ طلاب افزودہ شد

بدانکہ[ا] مستثنیٰ لفظیست کہ مذکور باشد بعد اِلّا واخوات آں یعنی غَیر و سِوٰی و سَواء و حاشا و خلا و عدا و ماخلا و ماعدا و لیس و لا یکون تا ظاہر گردد کہ منسوب نیست بسوئے مستثنیٰ آنچہ نسبت کردہ شدہ است بسوئے ماقبل وی و آں بر دو قسم ست متصل و منقطع متصل آنست کہ خارج کردہ شود از متعدد بلفظ الا واخوات وی مثل جاءَنی القَومُ اِلّا زَیدًا پس زید کہ در قوم داخل بود از حکم مجئی خارج کردہ شد و منقطع آں باشد کہ مذکور بعد الا واخوات وی و خارج کردہ نشود از متعدد بسبب آنکہ مستثنیٰ داخل نباشد در مستثنیٰ منہ مثل جاءَنی القَومُ اِلّا حِمارًا کہ حمار در قوم داخل نبود ۲ بدانکہ اعراب مستثنیٰ بر چہار قسم ست

پہلی قسم کہ مستثنیٰ کو منصوب پڑھنا واجب ہوتا ہے اس کی پانچ صورتیں ہیں۔ ۱۔ مستثنیٰ اِلَّا کے بعد کلام موجب میں واقع ہو اور کلام موجب سے مراد وہ کلام ہے جس میں نفی، نہی یا استفہام نہ ہو مثلاً جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا ۔ ۲۔ کلام غیر موجب میں مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ سے مقدم ہو اور کلام غیر موجب وہ کلام ہے جس میں نفی، نہی یا استفہام ہو مثلاً مَا جَاءَنِی اِلَّا زَیْدًا اَحَدٌ ''میرے پاس کوئی نہیں آیا زید کے سوا۔ اس مثال میں مستثنیٰ زیدًا، مستثنیٰ منہ احد'' سے مقدم ہے اور کلام بھی غیر موجب ہے لہذا زیدًا وجوبًا منصوب ہے۔ مبتدی کو وہم ہو سکتا ہے کہ شاید مستثنیٰ کے مقدم ہونے کی صورت میں نصب اسی وقت واجب ہوگا۔ جب کلام

اول آنکہ اگر مستثنیٰ بعد اِلَّا در کلامِ موجب واقع شود پس مستثنیٰ ہمیشہ منصوب باشد نحو جَاءَنِی الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا و کلام موجب آنکہ دراں نفی و نہی و استفہام نباشد و ہمچنیں در کلام غیر موجب اگر مستثنیٰ را بر مستثنیٰ منہ مقدم گردانند منصوب خوانند نحو مَا جَاءَ نِی اِلَّا زَیْدًا اَحَدٌ'' و مستثنائے منقطع ہمیشہ منصوب باشد و اگر مستثنیٰ بعد خَلَا وَعَدَا واقع شود بر مذہب اکثر علماء منصوب باشد و بعد مَاخَلَا و مَاعَدَا و لَیْسَ و لَا یَکُوْنُ ہمیشہ منصوب باشد نحو

غیر موجب ہو لیکن ایسا نہیں۔ مستثنیٰ جب مستثنیٰ منہ سے مقدم ہو تو بہر صورت مستثنیٰ پر نصب واجب ہے چاہے کلام غیر موجب ہو جیسے ماجاءنی الا زیدا احد یا کلام موجب ہو۔ جاءنی اِلَّا زیدًا القوم میرے پاس قوم آئی زید کے سوا عبارت متن میں ادنی سے تامل سے یہ مفہوم واضح ہو جاتا ہے کہ مصنف فرماتے ہیں کہ مستثنیٰ الا کے بعد کلام موجب میں واقع ہو تو ہمیشہ منصوب ہوگا اور اسی طرح کلام غیر موجب میں اگر مستثنیٰ کو مستثنیٰ منہ پر مقدم کریں تو اسے منصوب پڑھیں گے۔ جس کا مفہوم بالکل واضح ہے کہ جب الا کے بعد کلام موجب میں مستثنیٰ واقع ہوا تو بہر صورت منصوب ہوگا خواہ مؤخر ہو یا مقدم البتہ کلام غیر موجب میں وجوب نصب کے لئے شرط ہے کہ مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ پر مقدم ہو۔ ۳۔ مستثنیٰ منقطع ہو اس صورت میں بھی مستثنیٰ ہمیشہ منصوب ہوگا۔ خواہ کلام موجب ہو جیسے جاءنی القوم الا حمارا خواہ کلام غیر موجب ہو جیسے ماجاءنی القوم الا حمارا ۔ ۴۔ مستثنیٰ خلا یا عدا کے بعد واقع ہو اس صورت میں اکثر نحویوں کے نزدیک مستثنیٰ منصوب ہوگا مثلاً جاءنی القوم خلا زیدًا یا عدا زیدًا میرے پاس قوم آئی زید کے بغیر بعض نحوی استثناء کے وقت بھی خلا اور عدا کو حرف جر قرار دینے میں ان کے نزدیک یہ مجرور ہوگا۔ ۵۔ ماخلا ماعدا لَیْسَ یا لَا یَکُوْنُ کے بعد مستثنیٰ ہمیشہ منصوب ہوتا ہے، مثلاً جَاءَنِی الْقَوْمُ مَاخَلَا زیدًا و ماعدا لزیدًا و لَیْسَ زیدًا و لا یکون زیدًا میرے پاس قوم آئی زید کے سوا دوسری صورت کہ مستثنیٰ میں دو وجہیں جائز ہوتی ہیں استثنا کی بنا پر منصوب پڑھنا، بدل ہونے کی بنا پر ماقبل کے موافق اعراب پڑھنا۔ یہ اس وقت ہے جب مستثنیٰ الا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہو، مستثنیٰ منہ بھی مذکور ہو مثلاً ماجاءنی اَحَدٌ'' اِلَّا زیدًا اور اِلَّا زیدٌ'' اس مثال میں زیدًا مستثنیٰ الا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہے اور مستثنیٰ منہ احد بھی مذکور ہے لہذا اسے استثناء کی بنا پر منصوب پڑھنا بھی جائز ہے اور ماقبل اَحَدٌ'' سے بدل البعض بنا کر مرفوع پڑھنا بھی جائز ہے دونوں صورتیں ہی جائز ہیں البتہ ماقبل سے بدل البعض بنانا مختار ہے اس دوسری صورت کے لئے دو شرطیں اور بھی ہیں۔ ۱۔ مستثنیٰ منقطع نہ ہو۔ ۲۔ مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ سے مقدم نہ ہو چونکہ ان دونوں کا حکم پہلے گذر چکا کہ ان میں نصب واجب ہے لہذا یہاں ان دو شرائط کی صراحت نہیں کی۔ نیز ''بدل باشد از ماقبل'' کہنے سے ہی یہ دونوں شرطیں معلوم ہو گئیں۔ اس لئے کہ مستثنیٰ منقطع کی صورت میں بدل بنائیں تو بدل الغلط بنے گا اور مستثنیٰ میں بدل الغلط باطل ہوتا ہے لہذا ضروری ہوا کہ اس صورت میں مستثنیٰ منقطع نہ ہو اور مستثنیٰ کے مقدم ہونے کی صورت میں اگر بدل بنایا تو بدل کا مبدل منہ پر مقدم ہونا لازم آئے گا۔ جو کہ باطل ہے لہذا ضروری ہوا کہ اس صورت میں مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ سے مقدم نہ ہو۔

جَاءَنِی الْقَوْمُ خَلَا زَیْدًا اوعَدَا زَیْدًا ادوم آنکه مستثنٰی بعد الا در کلام غیر موجب واقع شود و مستثنٰی منه هم مذکور باشد پس دراں دو وجه رواست یکے آنکه منصوب باشد بر سبیل استثنا و دیگر آنکه بدل باشد از ماقبل خویش چوں مَا جَاءَنِی اَحَدٌ'' اِلَّا زَیْدًا او اِلَّا زَیْدٌ'' سوم آنکه مستثنٰی مُفَرَّغ باشد یعنی مستثنٰی منه مذکور نباشد و در کلام غیر موجب واقع شود پس اعراب مستثنٰی به الا درین صورت بحسب عوامل مختلف باشد نحو مَا جَاءَنِی اِلَّا زَیْدٌ'' وَمَا رَاَیْتُ اِلَّا زَیْدًا او مَا مَرَرْتُ اِلَّا بِزَیْدٍ چهارم آنکه مستثنٰی بعد لفظ غَیْرُ وسِوٰی وسَوَاءَ واقع شود پس مستثنٰی را مجرور خوانند و بعد حَاشَا بر مذهب اکثر نیز مجرور باشد و بعضے نصب هم جائز داشته اند چوں جَاءَنِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ وسِوٰی زَیْدٍ وسَوَاءَ زَیْدٍ وحَاشَا زَیْدٍ وبدانکه اعراب لفظ غَیْرُ مثل اعراب مستثنٰی بالا باشد در جمیع صورتهائے مذکوره چنانکه گوئی جَاءَنِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ وَغَیْرَ حِمَارٍ وَمَا جَاءَنِی غَیْرَ زَیْدٍ الْقَوْمُ وَمَا جَاءَنِی اَحَدٌ غَیْرُ زَیْدٍ وَ

۳تیسری صورت کہ مستثنٰی کا اعراب عامل کے مطابق ہو یہ اس وقت ہے جب مستثنٰی مفرغ ہو یعنی مستثنٰی منہ مذکور نہ ہو اور کلام غیر موجب ہو مثلاً مَا جَاءَنِی اِلَّا زید'' میرے پاس نہیں آیا مگر زید مَا رَاَیْتُ اِلَّا زیدًا میں نے نہیں دیکھا مگر زید کو مَا مَرَرْتُ اِلَّا بِزَیْدٍ میں نہیں گذرا مگر زید کے پاس سے۔ پہلی مثال میں زید فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع، دوسری مثال میں مفعول [illegible] کی بنا پر منصوب اور تیسری مثال میں حرف جر کی وجہ سے منصوب ہے۔ چوتھی صورت کہ مستثنٰی مجرور ہو یہ اس وقت ہے جب مستثنٰی لفظ غیر، سوی یا سواء کے بعد واقع ہو، اور لفظ حاشا کے بعد واقع ہو تو اکثر نحویوں کے نزدیک مجرور پڑھیں گے کہ ان کے نزدیک حاشا حرف جار ہے اور بعض نحویوں نے نصب بھی جائز قرار دیا ہے اس لیے کہ حاشا فعل ہے مثلاً جَاءَنِی القومُ غیرَ زید وسوی زید وسواء زید وحاشا زید میرے پاس قوم آئی زید کے سوا مستثنٰی کے اعراب بیان فرمانے کے بعد اب لفظ غیر کا اعراب بیان فرماتے ہیں کہ مذکورہ تمام صورتوں میں لفظ غیر کا اعراب مستثنٰی بالا کے اعراب کی طرح ہے۔ ۱۔ مستثنٰی متصل الا کے بعد کلام موجب میں واقع ہو تو منصوب ہوتا ہے لہذا کلام موجب میں مستثنٰی متصل کے ساتھ غیر آیا تو وہ بھی منصوب ہوگا۔ مثلاً جاءنی القوم غیر زید۔ ۲۔ مستثنٰی بالا منقطع ہو تو ہمیشہ منصوب ہوتا ہے لہذا لفظ غیر بھی مستثنٰی منقطع کے ساتھ منصوب ہوگا مثلاً جاءنی القوم غیر حمار۔ ۳۔ مستثنٰی بِالا کلام غیر موجب میں مستثنٰی منہٗ پر مقدم ہو تو منصوب ہوتا ہے لہذا لفظ غیر کلام غیر موجب میں ہو اور مستثنٰی منہ مقدم ہوا تو لفظ غیر منصوب ہوگا۔ مَا جَاءَنی غیر زید القوم۔ ۴۔ مستثنٰی بالا کلام غیر موجب میں ہو مستثنٰی منہ بھی مذکور ہو اور مستثنٰی مقدم نہ ہو تو مستثنٰی کو استثنا کی بنا پر نصب بھی جائز اور [illegible] سے بدل بنانا بھی جائز لہذا لفظ غیر کلام غیر موجب میں ہو۔ مستثنٰی منہ بھی مذکور ہو اور مستثنٰی مقدم بھی نہ ہو تو یہ دونوں صورتیں جائز ہیں مثلاً ماجاءنی احد'' غیرَ زید وغیرُ زید لفظ غیر کو مستثنٰی ہونے کی بنا پر منصوب پڑھنا بھی جائز ہے اور ماقبل سے بدل البعض بنا کر مرفوع پڑھنا بھی جائز ہے۔ ۵۔ مستثنٰی بالا میں مستثنٰی منہ مذکور نہ ہو اور کلام غیر موجب ہو تو اعراب عامل کے مطابق ہوتا ہے لہذا لفظ غیر بھی کلام غیر موجب میں ہو اور مستثنٰی منہ مذکور نہ ہو تو اعراب حسب عوامل ہوگا جیسا عامل، ویسا اعراب مثلاً مَا جَاءَنی غیرُ زید۔ ما رایت غیرَ زید ما مررت بغیر زید لفظ غیر پہلی مثال میں فاعل ہونے کی بنا پر مرفوع، دوسری میں مفعول بہ ہونے کی بنا پر منصوب اور تیسری میں حرف جر کی بنا پر مجرور ہے۔

لفظ غیر کا اعراب بیان کرنے کے بعد، اب لفظ غیر اور الا کے متعلق مزید تحقیق ذکر فرماتے ہیں کہ لفظ غیر کو اصل میں صفت والے معنی کے لیے وضع کیا گیا ہے لیکن کبھی کبھی یہ استثناء کے لئے بھی ہوتا ہے اور الا کے معنی میں آتا ہے۔ مثلاً جاءنی القوم غیر زید میرے پاس قوم آئی زید کے سوا اس مثال میں لفظ غیر بمعنی الا ہے اور استثناء کے لئے یہ ہے لفظ غیر اپنے اصلی معنی صفت میں مستعمل ہو اس کی مثال جیسے جَاءَنِی رَجُلٌ غیر زید میرے پاس ایسا مرد آیا جو زید کا مغایر۔ اسی طرح لفظ الا اصل میں تو استثناء کے لئے وضع کیا گیا ہے لیکن کبھی کبھی یہ صفت میں بھی استعمال ہوتا ہے اور غیر کے معنی میں ہوتا ہے۔ لفظ الا استثناء کے لئے ہو اس کی مثالیں تو گذر چکیں الا صفت کے لئے ہو غیر کے معنی میں اس کی مثال جیسے لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا اگر زمین و آسمان میں اللہ کے مغایر آلھہ ہوتے تو زمین و آسمان دونوں تباہ ہو جاتے اس آیہ مبارکہ میں لفظ الا بمعنی غیر ہے اور صفتی ہے الا استثنائیہ نہیں اس لیے کہ آلھۃ جمع نکرہ ہے اور جمع نکرہ میں عموم

وَغَيْرُ زَيْدٍ وَمَا جَاءَنِي غَيْرُ زَيْدٍ وَمَا رَأَيْتُ غَيْرَ زَيْدٍ وَمَا مَرَرْتُ بِغَيْرِ زَيْدٍ وبدانکہ لفظ غیر موضوعست برائے صفت وگاہے برائے استثنا آید چنانکہ الا برائے استثنا موضوعست وگاہ در صفت مستعمل شود نحو قولہ تعالیٰ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا یعنی غَيْرُ اللَّهِ وہمچنیں لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ۔

واستغراق نہیں ہوتا۔ لہذا اس کی دلالت آلھۃ کی کسی معین تعداد پر نہیں تو اسم جلالت کا آلھۃ میں دخول بھی یقینی نہیں اور عدم دخول بھی یقینی نہیں لہذا یہ نہ مستثنیٰ متصل ہو سکتا ہے کیونکہ اس کے لئے دخول کا یقین ہونا ضروری ہے کما مرَّ اور نہ ہی مستثنیٰ منقطع ہو سکتا ہے کہ اس کے لیے عدم دخول کا یقین ہونا ضروری ہے کما مر اور اسے بدل بھی نہیں بنایا جا سکتا کیونکہ وہ تو کلام غیر موجب میں ہوتا ہے۔ اور یہ کلام موجب ہے لہذا الا کو صفتی بمعنی غیر قرار دینا پڑے گا۔ مستثنیٰ کی بحث کا اضافہ کرنے والے فرماتے ہیں کہ لا الہ الا اللہ میں بھی الا بمعنی غیر ہے اور صفتی ہے امام النحو حضرت علامہ سید غلام جیلانی قدس سرہٗ العزیز نے اپنی تصنیف لطیف ''البشیر'' میں اور انہی کے حوالہ سے علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری صاحب مدظلہٗ العالی نے اپنے مشہور و معروف حاشیہ نحو میر میں فرمایا کہ کلمہ توحید میں الا کو بمعنی غیر قرار دینا بحث مستثنیٰ کے اضافہ کنندہ بزرگ کا تسامح ہے اور دیگر کئی مصنفین [illegible] یہ تسامح ہوا۔ وجہ تسامح یہ ہے کہ کلمہ طیبہ بالا جماع کلمہ توحید ہے جیسا کہ تلویح میں ہے قولنا لا الہ الا اللہ کلمۃ توحید اجماعاً اور توحید کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کے وجود کا بیان اور دیگر برحق معبودوں کے وجود کی نفی جیسا کہ تلویح میں ہی ہے والتوحید بیان وُجُوْدِہٖ وَنَفْیُ اِلٰہٍ غَیْرِہٖ لہذا کلمہ توحید لا الہ الا اللہ کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے وجود کا بیان اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ دیگر برحق معبودوں کے وجود کی نفی اگر الا بمعنی غیر ہو تو معنی ہوگا کہ کوئی معبود برحق اللہ کے مغایر نہیں پھر اس صورت میں ہر معبود برحق سے اللہ کے مغایر ہونے کی نفی ہوگی کہ کوئی بھی معبود برحق اللہ تعالیٰ کا غیر نہیں حالانکہ مقصود تو اللہ تعالیٰ کے علاوہ تمام برحق معبودوں کے وجود کی نفی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی برحق معبود موجود نہیں اور یہ مقصود الّا استثنائیہ سے ہی حاصل ہو سکتا ہے لہذا الّا استثنائیہ ماننا ہی درست ہے۔

قد تمت ھذہ الحاشیۃ بتوفیق اللہ تعالیٰ و عونہ اللھم اجعلھا نافعۃ للطلاب الکرام
بجاہ النبی خیر الانام علیہ افضل الصلوۃ والسلام وعلی الہ وصحبہ الکرام

محمد محب النبی رضوی
جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم جہانیاں

۱۵ رجب المرجب ۱۴۲۵ھ

فہرست

مکتبہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم کے علمی جواہر پارے
میلاد مصطفیٰ ﷺ
افادات
حضرت علامہ
مفتی محمد اشفاق احمد صاحب
رضوی
خانیوال
شرح نحو میر
زیر ترتیب
شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد گل احمد عتیقی صاحب
کے طرز تدریس کے مطابق تقریرات
نحوی تحقیقات وقواعد پر مشتمل
نحو میر کے حل کے لئے مکمل وجامع شرح
تالیف
مولانا محمد محب النبی رضوی
موت سے قبر تک
تصنیف
حضرت علامہ عبدالحمید چشتی صاحب
خانیوال
وسیلہ
افادات
حضرت علامہ
مفتی محمد اشفاق احمد صاحب
قبر کی پہلی رات
تصنیف
حضرت علامہ عبدالحمید چشتی صاحب
خانیوال
سیالوی تقریریں
خطابات
حضرت علامہ مولانا
محمد اشرف سیالوی
کریما سعدی
مکمل ترجمہ
مع اردو حواشی
اہم مقامات کی تراکیب
معیاری طباعت
لغوی، صرفی، نحوی تحقیقات
تحشیہ
مولانا محمد محب النبی رضوی
مکتبہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم
ہائی وے روڈ جہانیاں
0699-211793